

عادیہ
حزینہ وحید الدین فرید البصرہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
حَامِدًا وَمُصَلِّيًا

مقدمہ

اربابِ معنی پر مخفی نہ رہے کہ ”خزینۃ المعانی“ نام ہی مجموعہٴ قصاید کا جو تصنیف میں استاذی و مولائی مولانا عبد الغنی خاں صاحب غنی تخلص کے غفرلہ اہل غنا کا خزانہ لٹا کر تاج ہے۔ جو ان کو مبدیٰ فیاض سے ملتا ہی دوسروں کو پہنچا دیتے ہیں۔ بخشتے ہیں اور کسالی مال بخشتے ہیں۔ یہ قصائد بھی خزینۃ المعانی کا کسالی مال ہیں، اہل نظر ملاحظہ فرمائیں۔ مشکِ عطر نیز ہی عطار خاموش۔

استاد مہر و زکمتہ رس، معنی آفرین طبیعت لے کر اس عالم میں آئے تھے۔ جو دیت استعداد اور سلامت فطرۃً فضلاے عصر کو تسلیم تھی۔ استاذ و العلما مولانا لطف اللہ صاحب مغفور کا یہ مقولہ تلامذہٴ خاص کی زبانوں پر رہا کہ ”عبد الغنی“

نے گیارہ برس مجھ سے پڑھا کبھی بیجا اعتراض نہیں کیا۔ مرحوم مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محسلی کی ایک تحریر دستِ خاص کی میرے پاس محفوظ ہے اس میں استعداد علمی اور حسنِ تسلیم کی تعریف کی ہے۔

فارسی سے مناسبت طبعی تھی۔ مطالعہ وسیع تھا اور عمیق۔ شاہد عدل کتاب ارمغانِ آصفیٰ ہے۔ نثر فارسی کا ایسا ہی ذوق تھا جیسا نظم کا یہ وصف کیا ہے، خصوصاً دورِ حاضر میں۔ بیاض نثر اُسی طرح ہتیا کی تھی جس طرح نظم کی بیاض ہتیا کی جاتی ہے ایک یادگار میرے کتاب خانہ میں بھی ہے۔ اس میں مختلف عنوانوں پر مثال نثرین اساتذہ نثر کی جمع کی گئی ہیں۔

طالبِ علی | مولوی احمد شیرخان، مولوی عبداللہ خاں علوی کے داما د محلہ میں مکتب پڑھایا کرتے تھے۔ یہ مکتب مولوی صاحب کے مکان سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر تھا۔

دہلی مرحوم کی آخری بہار جن فارسی اہلِ کمال پر نازاں تھی اُن میں علوی بھی تھے۔ صہبائی اُن کے شاگرد تھے۔ اس تقریباً مولوی احمد شیرخان نے دلی کی صحبتیں اچھی طرح دیکھی تھیں۔ مکتب میں ان صحبتوں کا ذکر کرتے شاگرد سنتے۔ فارسی کے نکات بیان کرتے اس طرح مولوی صاحب کے دل میں علم کا ایسا ذوق پیدا ہوا۔ شوقِ طلب کا یہ عالم تھا کہ شمس کے تخت کی کیلوں کی شمار پر سبق یاد کرتے۔ جتنی کیلیں تھیں سب کی تعداد کے مطابق سبق دہرا لیتے۔ صبح کھانا کھا کر گھر سے

نکلتے نام کو آتے۔ دن بھر کتب میں ہتے۔ اساد یہ شوق نیکو کر بے تکلفانہ کہتے
 ”لڑکے تو نے تو تسلی (تھیں) تمام کر لی۔“ جب فارسی کی ادپر کی کتابیں ٹپہنے
 لگے تو حسب حال اساد کی تقریر میں مطالبہ ہوتے ساتھ ہی کہتے کہ اس سے زیادہ کا
 سمجھنا عربی جاننے پر منحصر۔ اس سے عربی کا شوق پیدا ہوا۔ مگر وطن میں اس کے
 پورے ہونے کا سماں نہ تھا۔ بالآخر گھر چھوڑا۔ فزعل اوڑھے ہوئے ایک بغل
 میں کتابیں دوسری میں ایک جڑا کپڑوں کا لٹے گھر سے بے اطلاع نکل کھڑے
 ہوئے۔ زاد راہ یہ تھا کہ بڑی بہن نے چھپا کر دو روپیہ دیدیئے تھے۔ یہ واقعہ
 علامہ قسیمی شمس الرحمنی کے واقعہ سے کس قدر مناسب ہے۔ علامہ مہر مجیب بھی مدوح
 گھر سے چھپ کر طالب علمی کے لئے نکلتے تھے۔ بہن نے اپنا زیور کتابوں میں چھپا
 رکھ دیا تھا۔

غرض پیادہ پانچ آباد پہنچے۔ وہاں نواب عبدالغزیز خاں صاحب جوم
 عزیز حافظ رحمت خاں مرحوم والی روہیلکھنڈ کے گھرانے کے چشم و چراغ و کائنات
 کرتے تھے۔ مفتی عنایت احمد صاحب مغفور کے ارشد تلامذہ میں سے تھے ان سے
 عربی شروع کی صرف کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ شوق بلند تر آستانہ کا۔
 متقاضی تھا فرخ آباد سے پیادہ پاکانپور پہنچے شوق نے کما حقہ
 آستانے بود مطلوب آسمانے یافت

مدرسہ فیض عام مولانا سید حسین شاہ صاحب آصف بخاری اور مولانا لطف اللہ

صاحب فیوض تدریس سے رشکِ بخارا و شیراز بنا ہوا تھا۔ حافظِ بر خور دار ہنتم تھے۔ رہنے کو تو ایک مکان مختصر حجرہ مسجد میں ملا مگر شوق نے صب حوصلہ سامانِ کمال پالیا۔ پورے اٹھاک تھے تحصیلِ علم میں مصروف ہو گئے۔ مولانا سید حسین شاہ صاحب سبق شروع ہو گیا۔ مدرسہ جاتے تو راستہ میں شرحِ اعلیٰ ہدایۃ التوحذ بانی پڑھتے جاتے۔ اس طرح یہ وقت بھی ضائع نہ ہوتا۔ کاش یہ واقعہ آج کل کے فیشن ایل طلباء کے کان تک پہنچ جاتا۔

ابتدائی زمانہ میں مہینوں ایک وقت چنے کھا کر سیر کی۔ مسجد کے نیچے ٹھہرنے کی دکان بھی شام کو اندھیرا ہو جاتا تو رومال میں دپیسے باندھ کر چپکے سڑکوں میں پھینک کر آگے بڑھ جاتے۔ بھرپور بچا چنے تول کر باندھ رکھتا۔ واپسی میں چلتے چلتے رومال لے لیتے۔ عرصہ تک کسی کو پتہ نہ چلا کہ کیا اور کہاں کھاتے ہیں۔ مولانا سید حسین شاہ صاحب کے ایک مخلص تحصیل کے جمعدار تھے انھوں نے اپنی پنج سالہ بچی کی تعلیم کے لئے معلم کی فرمائش کی سید صاحب نے ان کو باصرہ مقرر فرما دیا۔ معاوضہ تعلیم ایک وقت کا کھانا ٹھیرا۔ شرط یہ کہ مکان پر کھانے نہ جائینگے کھانا قیام گاہ پر آجائے۔

لطیفہ۔ ایک وز جمعدار نے روغنی روٹیاں بھیجیں۔ حجرہ میں بعض اطلباء کے ساتھ مل کر بیٹھے کھا رہے تھے۔ استاد تشریف لے آئے۔ دیکھ کر چہرہ بہ فرمایا۔

دور دور مولوی عبدالغنی

رات دن کھاتے ہیں وہی دغنی

یہ شعر کچھ ایسے انداز شفقت سے فرمایا تھا کہ شکر گرد کو آخر عمدتک یاد رہا۔
پڑھتے تھے اور لطف حاصل کرتے تھے۔

جو فغل گھڑے ساتھ لائے تھے ایک سال کے بعد جائے کے مقابلہ
کی تاب اس میں نہ رہی صرف چادر رفیق رہی۔ کتنی سرد راتیں شوق کی
پشت گرمی سے اس چادر میں بسر ہوئیں خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہی رہے
جب بدن سردی سے کانپتا تو جا بجا نوچتے کہ کانپنا موقوف ہو اور پائیں
والوں پر راز نہ کھل جائے۔

الغرض۔ چند ہی روز میں بتدا انتہا کی خبر نیسے لگی۔ ایک دُر آواز
آئی مولوی عبدالغنی۔ یہ استاد کی آواز تھی۔ گھر آگئے کہ نام کے ساتھ مولوی
کا لفظ تھا۔ یہ ابتدائی کتابیں پڑھتے تھے۔ نہ رُے ماندن نہ پا۔ ے رقتن دوسری
آواز آئی۔ اب توقف محال تھا۔ حاضر ہو گئے۔ معلوم ہوا حاضری بجاتھی ایک دُر
جبرأت کر کے عرض کی اُس دن مولوی کے ساتھ یاد فرمایا گیا۔ فرمایا ہاں تم مولوی
ہو جاؤ گے۔

چند روز کے بعد شاہ صاحب پل تشریف لے گئے۔ سبق مولانا
محمد لطف اللہ صاحب سے ہونے لگے۔ اسی آستانہ مبارک سے تعلیم کمال کا

ملنا مقدر و مقرر تھا۔

مولانا سید حسین شاہ صاحب بہت ذی وجاہت تھے۔ قویٰ سرد ممالک کے تھے۔ مزاج میں شان اور دیدہ بہت تھاجس کا اثر تلامذہ اور حاضرین پر پڑتا۔ نشست برخاست گفتگو بہت باوقار اور شایستہ تھی۔ مزاج شگفتہ تھا خانہ دار کے تعلقات سے بالکل بے تعلق تھے۔ صحیح اُردو خصوصاً تذکیر تائیت کی صحت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ مدرسہ کے سلسلہ میں جو دعوتیں ہوتیں ان میں کبھی شرکت نہ فرماتے۔ فارسی نظم و نثر پر پوری قدرت تھی۔ نثر میں کتاب خلتۃ یادگار ہی۔ نظم کا نمونہ ۵

زاہد ہواے آں قدر عنانی کند

ایں سفلہ رو بہ عالم بالائی کند

عبدالرحمن خاں صاحب مرحوم مالک مطبع نظامی کا زہد اس شعر کو سن کر کانٹا بچٹ جاتا۔

حاصل کلام۔ استاد مرحوم کی شان طلب علم یہ تھی کہ سوالے علم کے کوئی شے مطلوب نہ تھی۔ فرماتے تھے سبق سے فارغ ہو کر سب مقدم فکر یہ ہوتی کہ استاد کی تقریر کے الفاظ ذہن میں نقش ہو جائیں۔ نقش ایسا گہرا ہو کہ مٹائے نہ شے۔ ذہن میں تقریر کا بار بار اعادہ فرماتے۔ قلم سے لکھتے۔ ہم سبقوں سے مذاکرہ کرتے۔ ان مذاہج سے فارغ ہو لیتے تیب دوسرے مشاغل کی

جانب متوجہ ہوتے۔

انہی ایام کا واقعہ یہ کہ میرزا دبیر مرحوم دارِ دکانپور ہوئے۔ مجالس کی شہرت سے فضائے شہر گونج اٹھی۔ جابجا یہی چرچا تھا اور یہی تذکرہ طلباء کو عام اجازت ہو گئی کہ جس کا دل چاہے جمالِ کمال سے آنکھیں روشن کر لے۔ مولوی صاحب نے بھی ارادہ کیا۔ طالب علمی کی مصروفیت نے فرصت نہ دی آخر عمر تک میرزا دبیر کے نہ دیکھنے کا افسوس رہا۔

اشیٰ ہاشمیؒ تذکرہ امام محیی مصمودی راوی موٹا کا واقعہ اس واقعہ سے کس قدر ملتا جلتا ہوا ہے۔ امام ممدوح مدینہ طیبہ میں حضرت امام مالکؒ کی خدمت میں حاضر تھے۔ غل ہوا کہ ہاتھی آیا ہے۔ حجاز میں فیل! سارا درس خالی ہو گیا۔ یہ بدستور بیٹھے ہے۔

شیخ محترم نے فرمایا ”یہی اندلس (اسپین) میں ہاتھی نہیں ہوتا تم بھی دیکھ آؤ۔“ ادبِ عرض کی ”اندلس سے آپ کو دیکھنے حاضر ہوا ہوں ہاتھی دیکھنے سیر آیا۔“ غرض نہ اٹھ نہ ہاتھی دیکھا آج طلباء کی کتنی راتیں تھیر دیکھنے میں صرف ہوتی ہیں۔ اس کا جواب شاید بورڈنگ ہوسوں کے رہبر بھی نہ دے سکیں گے۔
الحاصل۔ توجہ کی کیسوٹی اور اتہام طلب مولانا کی طلب علم کا طرہ امتیاز تھا جب اُستادِ علامہ علی گڑھ تشریف لے آئے تو یہ بھی ہم کاتبِ جامع مسجد کے حجرے میں قیام ہوا۔ اس مسجد کے بلند مناروں کے دروازے جھکاوڑوں سی محفوظ

ہیں۔ حجر دل کام دیتے تھے۔ جب کوڑ بند ہو جائیں تو اندر بیٹھنے والے کو دنیا و مافیہا سے بے خبری ہو جاتی ہے۔ یہ خصوصیت تھی جس کی وجہ سے وہ حجر شایق مطالعہ طلباء کے محبوب تھے۔ خالی ہوتے ہی پہلے درخواستیں استاد کی بحث میں پیش ہو جاتی تھیں۔ مولنا کو بھی ان میں سے ایک حجر ملا تھا۔ وہاں کے مطالعہ کی محویت کا ذوق آخر عمر تک یاد رہا۔

ایک واقعہ بیان کر کے یہ حصہ ختم کر دینا ہے۔ ابتداء گھر سے نکل جانے کے بعد دو برس تک گھر والوں کو پتا نہ چلا کہ کہاں ہیں۔ جب کان پور کا قیام معلوم ہوا تو والد وہاں پہنچے۔ استاد سے ملے طلباء میں دیکھ کر پہچانا۔ کوشش طلب دیکھ کر خوش ہوئے۔ چند روز کے لئے گھر لے آئے کہ اعزہ منتظر ہو جائیں۔ جب سب مل کر کانپور جانے لگے تو والد ماجد نے کان کی چاندی کی بالیاں اُتار کر دیں کہ ان کو خراج کرنا۔ جب پڑھ کر کماؤ تو سونے کی بالیاں ان کے بدلے میں بنوا دینا مولنا کو موقع نہ ملا کہ اس فرمائش کی تعمیل کرتے۔ والدہ کا انتقال ہو گیا۔ مدت کے بعد خواب میں دیکھا کہ سونے کی بالیاں کانوں میں پھنسے ہیں۔ پوچھا یہ بالیاں کہاں سے آئیں۔ جوابے یا جو بالیاں تم کو دی تھیں ان کے بدلے میں یہ یہاں ملی ہیں۔

نثر غری | مولنا نے نثر نگاری میں نظم کی دلکشی پیدا کر دی تھی۔ علامہ شبلی نے جب روغانِ اصفیٰ کا دیباچہ دیکھا تو بہت محظوظ ہوئے۔ بوقت ملاقات اس کے

یہ فقرے مثل چیدہ اشعار کے زبانی سنائے :-

”اگر اس مائیگی نقد روایات ہمنگ ذہبی و ابن حجرست ، و
در میزان اعتدال رواۃ از سبکی گراں پتہ تر“

کلام میں تسانت ہی ، خیالات میں دقت اور علو۔ دل و دماغ مضامینِ علمیہ
سے معمور تھے۔ اساتذہ کے کلام کا قبیح آم تھا۔ یہی لوازمہ ہی قصیدہ کا۔

قصائد کا مطالعہ میرے کلام کی تصدیق کر گیا۔ موزنہ ملاحظہ ہو :-

دی دم صبح بدیم کہ چو جمع بین	از سودا فانی افروخت بیض کوشن
طالعش از فلک کو کہ از زانی	کہ کو اکب شد از و خیرہ بگل از ن
ہزار شب چہ در آمد بخار ش گفتم	بط کشیدست بخود بیفیکہ داد نعت
یا مگر دایہ چینی بست شیرش خورد	طفل رومی کہ برادرش کم رنگی ز
راحت انگیز و طرب چو صبح امید	یا پس سام غریب منے صبح وطن
یا ہاے بہت کہ از غنیمت را گل شد	چون فروخت نہاف شب گل شکن
خواب می آمد باد سحری خوش میرفت	دل سکون است ازین آمدن دل فتن
میر و باد کہ آید بچمن ابر بہار	ابر آید کہ دود آب بہر جہے چین
باد بر آتش گل و الہ اماں دین	ابر بر خاک چین قرۃ آب افشان
باو بخیر و بد نیز دہم جامشک تا	ابر نشیند و ریزد ہمہ سودر عد
ابر بکشاں چو از خدمت گلزار مکر	آب از موج زہر جو بکمر زد و دامن

از گل و لاله و نسیم گل چشید
 خرم و تازه و شاداب شکفته به جا
 سبز همچون فلک ز سبزه خود و کسا
 دهن دشت ز گلگشت گریبان بس
 کوه انداخته یک چادر کاپی برونش
 نایه وخت دگر بر تن گلزار امروز
 سرور از آب و انست قبایمابی
 باغ شاداب شکفته چه بهشت علیا
 نخلبن چمن خلد به پیرامن باغ
 گردن دست و دست گونی هر
 قوت نایه ز تار عروق اشجار
 مشعل لاله گلزار شد از باد خزل
 لاله آل میان گل متاب بود
 در شقایق گل متاب شکفته باشد
 لاله هندوی میست که ساز دورید
 شیاخ شب بوشی شکفته بفعال بجا
 هر کجا چشم کشائی همه گرس مینی

بام دیوار و در عرصه کوی برزن
 چه بسا تیغ صحارچه تلال و چمن
 سسج چون خلیل از گل نازا گلشن
 رسته صحرا ز ریاضین بگیشت چمن
 دشت پوشیده یکجمله حمر ابدان
 از حریر سمن اطلس گل پیراهن
 لاله اگر تهلانی است نشستم بر تن
 نخل چون سه ره طوبی بزین سایه گلن
 خار چین و گوید که چمن پیراهن
 بس که باغچه و گل آمده دست گردن
 میکند جابجای رشید نو چون رزن
 همچو شمع شجر وادی ایمن ایمن
 شمع تابنده ناهمید بقدریل برن
 ماه و پرویس که گرفت ست شفق پیران
 کاسه لبریز گلال از بقم و از روین
 صورت شمع شبافروز ناز و به لگن
 هر کجا گوشن هی مرغ نواز دارغن

ہر کجا بطلی نخلو آراشب بست
ہر کجا ذائقہ جوی گل حلو این
ہر کجا پای بنی نخل سبزہ فرشست
ہر کجا دست بر آری پوز گل دمن
طارم ناک نایہ فلک کا کھشاں
تاںک از خوشہ ناگو چو پرین و پرن

اخلاق مولانا کے اخلاق، کلام، نشست و برخاست غرض جملہ حرکات و سکنات مہذب و باوقار تھے۔ محسوس ہوتا تھا کہ اخلاق ناصری اور اخلاق جلالی کے عمیق مطالعہ کے بعد عمل پیرا ہونے کی کوشش کی ہے، اور سعی عمل نے اوصاف کو مکمل طور پر ثانیہ بنا دیا ہے۔ شان علمی میں بھی یہی وقار اور تعمق تھا۔ آخر تک میں نے دیکھا کہ فیض تربیت اور قوت مطالعہ سے جو دقت نظر حاصل کی تھی اس کی حفاظت میں اہتمام بلیغ فرماتے تھے۔ سرسری مطالعہ اور سبک مطالب مضامین سے بہت اجتناب تھا۔ نظر میں بلندی اور سیر چشمی تھی۔ طرز ماند و بود باقاعدہ اور شایستہ تھا۔ لباس و مذاقت اور صفائی کی شان لیئے ہوئے ہوتا تھا۔ مزاج میں شگفتگی تھی، عبوست نہ تھی۔ مہذب مزاج پسند تھا، ذوق ادب پورا تھا، اساتذہ کے کلام میں جہاں متناسب لفاظ بندہ گئے تھے بہت پسند آتے تھے۔ اس سلسلہ درس میں ذوق ادب تمام اساتذہ کرام کو رہا ہے۔

سادہ فہمی عقل معاش نہایت سلیم تھی، معاملہ فہمی سے پورا حصہ پایا تھا۔ عدالت میں بعض مقدمات لڑانے پڑے تو اس خوبی سے اہتمام کیا کہ اہل نظر مان گئے۔ بیڈت اجدو دھیانا تھا، الہ آباد کا نامور وکیل قابلیت کا لوہا مانے ہوئے تھا۔

بہت مرض الموت کی اس مقدمہ میں بحث تھی، میں نے دیکھا کہ برسوں تک اس مسئلہ میں مشورہ کرنے اہل معاملہ مولانا کی خدمت میں آیا کرتے تھے۔

خانہ داری سلیقہ اور سہراٹی کے ساتھ تھی۔ اولاد کی تعلیم و تربیت میں اہتمام بلوغ تھا۔ اس طرح پرورش کی کہ بلند نظری پیدا ہو، ذمہ داری اور لپٹ خیالی سے دور رہیں۔

طرز تعلیم | طرز تعلیم استادانہ تھا۔ درس کے وقت شان وقار ہیبت زاہوتی تھی جو قواعد تعلیم اساتذہ سے ملے تھے ان پر پورا عمل تھا۔ فرماتے تھے کہ شاگرد کو استاد کی توجہ سے فیض پہنچتا ہے۔ درس کے وقت شاگرد کو سامنے بٹھانا چاہیے مطالعہ اور صحت عبارت پر بہت توجہ رہتی تھی۔ لغزش پر ناخوش ہوتے، مگر لغزش ہوتی تو لغزش فرماتے۔ فرماتے تھے کہ طالب علم کو اس سے بہت نفع ہوتا ہے کہ فراغ سبق کے بعد مطالب کتاب پر دقتاً فوقتاً غور کرے۔ استاد کی تقریر پیش نظر رکھے، سوچے کہ اعتراض کیا تھا اور جواب کیا۔ مطالب کتاب کو اپنی عبارت میں قلمبند کرنے پر زیادہ زور دیتے تھے۔ اس سے مطالب ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔ مختصر المعانی کے میسروں صفحہ میں نے فارسی میں لکھے تھے جن پر زبان اور مطالب دونوں کے لحاظ سے باقاعدہ اصلاح فرمائی جاتی تھی میں اپنی خوش قسمتی پر نازاں ہوں کہ ایسے کلمہ سنج استاد سے استفادہ کا موقع ملا۔ ۱۳۳ھ میں مولانا بھیکن لوطی شریف لائے میں شرح جامی اور شرح تہذیب

اور فقہ میں فیتہ المصلیٰ اور کنیز الدقائق اُس وقت پڑھ چکا تھا۔ قطبی متبع مولانا سے شروع کی، پھر مختصر المعانی۔ یہ دونوں کتابیں پوسے اہتمام سے پڑھائیں۔ مطالعہ روک ٹوک، تاکید زجر و توبیخ، بحث و مباحثہ، فارسی ترجمہ، یہ تمام مباح طے ہوئے۔ میرا خیال ہے کہ ان دونوں کتابوں سے استعداد کو پورا نفع پہنچا۔ میں نے مولانا سے منطق میں قطبی مع میر، ملاحسن، حمد اللہ، حکمت میں ہدیہ و میبذی، اصول میں نور الانوار، توضیح تلویح، مقدمات اربعہ، معانی میں مختصر المعانی، فقہ میں شرح وقایہ اور ہدایہ (کتابا لرحمن تک)، عقائد میں شرح عقائد نسفی، حدیث میں مشکوٰۃ المصابیح، تفسیر میں جلالین اور تفسیر برصیاوی (سورہ فاتحہ وابتداء سورہ ہبتہ)۔ - پڑھی

جو حاصل ہوا فیض استاد سے جو رہ گیا اپنی تصور استعداد سے۔ مولانا نے قریباً تمام علوم استاد العلماء مولانا محمد لطف اللہ علیہ رحمۃ اللہ سے پڑھے تھے۔ استاد کا ادب نمونہ سعادت تھا۔ سعادتِ خدمت تمام تلامذہ سے زیادہ حاصل ہوئی۔ زندگی یوں بسر ہوئی اور آخرت کا آغاز اس طرح ہوا کہ استاد سے آٹھ روز بعد وفات پائی اور جوار میں دفن ہوئے۔ اسکنما اللہ تعالیٰ فی جوار رحمۃ بکرتمہ سید المرسلین الذی ارسلہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ اجمعین مرض الموت کا ایک اقعہ عجیب ہے، اور تلمذ کے تعلق روحانی پر شاہد عدل استاد کی رحلت عرفہ کے دن عصر کے وقت ہوئی، تلمیذ پر مرض الموت

تسلطِ تام پاچکا تھا، غفلت طاری تھی۔ رملتِ اساد کی خبر با حیا طامام مخفی رکھی گئی، کان بے خبر ہے جان بے خبر نہ تھی بہت بے چین تھے۔ شب کو غذا نہیں کھائی۔ اعزہ نے کہا کہ آج آپ اس قدر بے چین کیوں ہیں، غذا بھی نہیں ہوئی، ضعف زیادہ ہو جائیگا۔ فرمایا ہم غذا کیا کھائیں، ساری دنیا بے چین ہے پوچھا کیوں؟ فرمایا مولانا نے رملت فرمائی۔ تردید شدید کی، بے سود۔ صبح کو سب سے تردید ایک عزیز نے کہا کہ مولانا کی مزاج پرسی کو کیا تھا، احمد اللہ مزاج اچھا ہے۔ فرمایا جکتے ہو۔ الحق ہے

بے واسطہ گوش و لب از راہِ دل چشم
بسیار سخن بود کہ گفتیم و شنیدیم

حیدر آباد (دکن) {
۲۳ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ

محمد حبیب الرحمن

بسم الله الرحمن الرحيم

دیباچہ

ستایش و نیایش صانع را کہ مطلع غرآے صبح بر سواد آسمان رقم نمود، و مصرعہ
بر جسٹہ ہلالِ ریاض اُفق ثبت فرمود۔ نظم آرے کہ قصیدہٴ مرقعہ کمکشاں آراستہٴ قلم قدرت آو
و ابیات مستح برنج پیراستہ کلک بداعت آو۔

و در دو و سلام بر اوزنگ نشین دیوان "انا افصح العرب والعجم"، تاجدار
قلم و "اودیت جوامع الکلم"، خزینہٴ دار جواہر زوداہر حکم، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اُمی و حرفِ سنج تختہٴ کن قلمش راست کار و راست سخن
کان و نون یک رقم زمانہٴ آو لوح محفوظ زیر حسانہٴ آو
پس بر صیرفیان نقد سخن مبرہن ست کہ در بازار ہنر جنسے گرانایہ ترا ز لالی افکار عالی دستگاہ
نست، ازین ست کہ کامل عیار ان صاحب نظر این بضاعت بیش ارزش را بہ ہائے جال
خریدہ اند، و میزان قدر و اعتبار سنجیدہ۔

خوش طبعی کہ اگر نکتہٴ از دسر برزند، آں را بر جال نگارند، و چون در لطائف سخن نفیس
بر آرد، ہمنگ در دگر شمارند۔

ہما سخن نفیس ست از فیوض الہی کہ "الشعراء تلامیذ الرحمن"، برہانِ نبوت

دو جهان دانش ست و آگاہی کہ "ان من الشعر محکمۃ" آیتہ ست در شان اود

تافیه سبجائ کہ علم بر کشند گنج دو عالم بہ سخن در کشند

بلبل عرش اند سخن پرورال بازچہ مانند بدان دیگرال

آماریں دورہ زمان رغبت عمومی الی روزگار بہ ادبیات فنگ، رنگ ازیں متاع غز

برن است، و آل را بہ دست کسا سپرن - نادرہ فردشان ایں چارسو، از ننگ یا گئی شتری

و ناروائی کالا، و کان سخن بر چسیدہ اند، و سر در گنج خمول کشیدہ - حتمای یو ایت و

دور بر طاق ناشناسی افتادہ، و درجہ لعل و گہر تلف و بربادی را آمادہ

سو قسیم و جوہر مابر کسے ظاہر نہ شد

چوں چغان رشتاب بیجا سو قسیم

ہر چند در د کسا سخن دل را آں چنان فرو نہ گرفتہ بود کہ اندیشہ طبع نمودن کلام بلاغت

نظام حضرت والدی الموم گرد خاطر گردیدے، لکن از نیم تلف کہ بہ دور آیام وقوع این گونہ

حوادث محتمل ست، غرم د شتم کہ چوں ایں عدس زیبا پیرایہ تمامی در بر گیرد، و چنان کہ قصا

نظم ترتیب یافتہ، غزلیات و قطعات ہم شیرازہ جمعیت بند و آں را مجموعاً بحلیہ طبع آراستہ

گردانم - و بہ نظر مشاہیر روزگار، خاصہ احباب و مخلصان پد نامدار رسانم -

آمار در عالی مرتبت کہ در لے پیوند تلمذ با والد مرحوم نسبت فرزند ہی ہم دارد، اعنی

در فرید صدف اقبال، صدف گوہر کمال، نقادہ افاضل انام، سلاکہ امجد کرام، مہمدار کال

دین پروری، مشید بنیان شریعت گستری، کامیاب دولت نشائین، سہمی محبوب رب المشرقین

صمد نشین چار بالاش کامرانی، مولانا حبیب الرحمن خاں شروانی، نواب صمد یار جنگ

نہیں بھیکین پور، و صمد القصد و رشید شیخ الاسلام مالک محروسہ دکن، صاحبان اللہ

عن الشرف والعتق ۵

وزیر الملک من نفا و فضلہ فصار به صدر الکمال سبجلا
 اذا اشرفت بالبشر صفحة کان علیها البدحین تملا
 آن کہ برمند بزرگی و کرامت صدے کرم ترازد و نہ نشسته، و در جوئی بار فضل و کرمیت
 سرے سر بلند ترازد و بر نخاسته ۵

الیہ تناهی کل فخر و سودة

ومنه یباهی کل عز و رفعة

بشوق استعادتقدم نمود، و نظر بر سوابق اطلاق و لواحق اختصاص بہت بر طبع و نشر قصائد
 برگماشت، و "خزینۃ المعانی" اور انام گزاشت۔ و مرا کہ از کینہ پرستار اغم، و کہنہ
 ہواداران، و باآں کہ پیچ میرزد، و پچہ اغم، و اغم کہ من داغم، تکلیف فرمود کہ دیباچہ
 مختصرے در ترجمہ حال والد علامہ بنویسم۔

از ادب و در دیدم ریزہ ہائے خرف را در جنب لالی شاہوار نادان، و پارہ طے
 آگینہ را بہ پلوے جواہر رخشاں عرضہ دادن۔ چنداں کہ رنگ بہانہ ہار تخفیم، و بزبان
 خموشی عذر ہا آوردم، کمتر شنود۔ ناچار حکم "الامر فوق الادب" بہ امتثال امر عالی
 پرداختم، و در کیسہ بے بضاعتی انچہ از کالائے کاسد اشم بہ سواد بردم، و بحرف
 اعتذار سے کہ سالماست حضرت والد مرحوم از من بزبان قلم آورده است اکتفا نمودم
 کہ بگزیند زمین از کرم چو بہنا دم سفال ریزہ بطرف لالی شہوار
 از انکہ رسم قدیم ست و میرنی داند خرف بگوہر رخشاں نہ سادہ و در بازار
 قصاید حضرت والد مرحوم، کہ یکے از فضلاے سرآمد عصر، و در پارسی والی ولایت قلم فر

بود، دیباچه دفتر فضائل اوست -

آشایان مراتب سخنوری اگر بغور کلامش رسند، و در آن تفکر بنایسته نمایند، بر کمال قدرت
 او درین شیوه آگاه شوند، و معلوم ایشان گردد که کلاغ و الا فکر او در چه پایه بلندی است -
 عجب تر این که بعد فراغ از مراتب علمیه همواره چرخ تدریس می افروخت، و بنابر موزون
 فطری که گاه لباس نظم بر قامت شاہد معنی می دوخت، تا در سرزمین وطن بود و تمامی گزشت
 که مصرعے موزون نمی کرد، اما چون تقریبے روی می داد طبع معنی آفرینش یانک مال سخن را
 بطریق استادان صاحب فن بجزسی می نشاند -

از مہنگامے که یکدن آمد و با فاضل موزونان آں دیار او را مشاعرات اتفاق افتاد؛
 آئینه طبعش تازه جلایے گرفت، و مشاطہ فکرش در پیرایہ سری لیلای سخن را به خلعت جوانی
 پیراست - الحق طوطی خامه اش در محاورہ سخنی و سخن پیرائی، دسرہ گفتاری و بنجیدہ ادایے،
 منطق طوطیان شکر خوار را از الفاظ چوں شکر خوار گردانیدہ -

شمیم تمانت لوری از ریامین الفاظش تسمام آرا، و کجاست نزاکت ظہیر از بابتین تماش
 غالیہ سا - در سلاست زبان و ضد و بیت بیان بابل شیراز ہمہستان، و در دقت طرازی و
 معنی آفرینی بمصغیر غنایب شردان - در قطعہ باہنگ راست می سراید -

حرف قلم زدست دبیر فلک ننگد پر دیں گرفت اند بہ نظم لالیم
 ببل ز صوبت خامہ من شد صغیر زن طوطی شکر گشت ز شیرین مقالیم
 سخنش از اثر تکلف بری است، و این وصف در اشعار کمتر فصحا تو اس یافت - غالباً شعارش
 قصاید است، و غزل کم - اما درین صنف نیز آنچه گفت است در صفت است - و از شرافت او صا
 اوست کہ از معاصرین و متقدمین ہر کہ را در اشعار خود یاد می کند، جز بخوبی نمی کند -

از دست

کجاست عرفی شیراز قلم معنی کجا کمال صفا بان ابرو لو بار
کجا ظہیر گہر سنج نظم تاشنوند زمین و حرف نیانے ضرری لانا

چیدہ ام گلمے معنی تاسخن سجان سنی چادر گل بر مرزا علوی خوشخو زنند

غنی بطرز آلا دیز بچہ غالب رقم کشیم بد انسان کہ خام کار کشد

داغ در بزم سخن خواجہ شیراز بود ذوق در طرز غزل خواجی کرمان
مولد و منشاء آل فرخ نژاد قصبہ مور شید آباد است از توابع فرخ آباد کہ "الوجال
من القری" و نسب پہنچ واسطہ بانوابالہ داد خان نگش دیوان نواب شید الدین خاں
بانی مور شید آباد کہ ازینا گان نواب محمد خان نگش والی مؤرخ آباد بود، می پیوند دبا ترتیب
عبد الغنی خاں بن محمد میر خاں بن نصرت میر خاں، بن فتح میر خاں بن حرلیت خاں
بن عالم خاں بن نواب الہ واد خاں، غفر ہم اللہ تعالیٰ۔

ولادتش در حدود سنہ ہزار و دویست و شصت از ہجرت اتفاق افتاد۔ مینوشین
عبد اللہ خاں علوی مور شید آبادی معروف بہ ہلوی، بقربت قریبہ خاں داہود۔
زانوے کتاب دیات متداولہ پارسی پیش احمد شیر خاں مور شید آبادی
کہ تربیت کرن صبا ئی دہلوی بود، و مولوی غلام محمد قلندر شید عبد اللہ خاں علوی
تہ کردہ پایہ رفیع حاصل نمود۔ در بہت سادگی کہ ہزار و دویست و شصت ہجری بود، در شوق

استفادہ علوم عربیہ اولاً در فخر آباد پیش نواب عبدالعزیز خاں عزیز بریلوی کے ازخاریہ
فضلاً و مشاہیر دکھا بود، روزے چند با استفادہ پرداخت۔ پس از ان جا بہ کانپور رسید
و مبادی صرف و نحو را نزد مولانا حسین شاہ بخاری تخلص بو آصف کہ کتاب غرر الہود
از مصنفات مشہورہ اوست، و در آن زمان صدر آبرو لے و سادہ درس در مدرس فیض علم
بود، گزرانید۔ و چون مولانا سے مرحوم غرم بھوپال کرد، فنون منطق و فلسفہ و ریاضی و
ہیئت و معانی و بیان وقفہ و اصول فقہ و عقائد و کلام و حدیث و اصول حدیث و
تفسیر را خدمت علامتہ العصر استاذ الفضل مولانا لطف اللہ طاب ثراہ، کہ فضایل و
کمالاتش از غایت شہرت بے نیاز از اظہار است در فرصت کے تکمیل رسانید۔ اساتذہ
اش بر غایت ذکا و اصابت رلے، و استقامت فکر و آفرینہ می گفتند، و در مطالعہ و مباحثہ
آں قدر گرم رلے داشت کہ محصلین اکثر تمییز آں باشد۔

از حجابہ مستعدانے کہ ہمد رسل و بودند مولانا السید محمد علی کانپوری ثم مونگیری ست،
متع اللہ المسلمین بطول بقائہ، و مولانا احمد حسن کانپوری، و مولانا محمد اسحق پٹیا لوی
و مولانا المفتی عبداللہ ٹوکنی، و مولانا عبدالحق دہلوی صاحب تفسیر حقانی، غفر ہم اللہ۔

پس از ان کہ حضرت مولانا سے برودر بغرم سند آرائی مدرسہ عربیہ علی گڑھ کانپور
را دواع گفت، منصب تدریس در فیض عام باو مسلم داشتند۔ حیث فضل و فضائیش در اقل
زمان آفاق را فرا گرفت، و مستعدان نزدیک و دور بر سہ ہجوم آوردند، سہ سال در آن
مشغول افادہ بود تا بضرورت انتظام املاک و عقار موروثی اندیشہ معاودت وطن از
خاطر سر برزد۔ جمعی از مستفیدان باو سہم ہری کردند۔ باوجود اشغال زمینداری، کہ وجہ
معاش بہاں بود، بہ تعلیم ایشان می پرداخت۔

ہمیں اداں باہلی دوران مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی قدس سرہ السامی
 کہ در معرفت و تقویٰ آیتہ بود از آیات اللہ و تفسیر آیت و اعتبار و در احیای سنت قدی
 راسخ داشت، نسبت ارادت درست کردہ سعادت ما اندوخت۔

دہ دوازدہ سال در وطن ہم بریں منوالی بود۔ آخر از اذنیق اقارب کا تعارب
 خاطرش منزجر گشت، و احوال را با طبع خود ملائم نیافتہ حکم غنا طبعی دست از مالاک باز کشید۔
 چندان کہ دوستان و پیوستگان مانع آمدند، بہ آں رضانداد، و چون نظامی مدرسہ عربیہ
 دہلی اورا بہ آرزو میخواستند، در ہزار و سہ صد ہجری بقصد شادرت با حضرت مولانا
 لطف اللہ نور اللہ مصححہ، متوجہ علی گڑھ شد۔

امیر ہنر در و ہنر شناس یگانہ نواب عبدالشکور خاں میس صکن پورانا را شہر را
 کہ از اعظم امر لے آں دیار بود، بنا بر سابقہ معرفتی کہ با والد مرحوم داشت، اورا
 بجد تمام بہ مقام خود آورد، و بہ آموزگاری فرزند ان برگماشت۔ تا در آں جا بود روزگار
 بجالا حترام و اعتبار گزرا نید۔

در اوایل سنہ ہزار و سہ صد و سیزن از ہجرت، در نوبت دولت حضرت غفران
 مکان آصف جاہ سادس، برفاقت علامی مولانا لطف اللہ رحمہ اللہ عازم گلگشت دکن
 گشت۔ بہر وقار الامر مدار المہام عمد اورا در ظل عنایت خود آورد و تفتہ با فرمود بہین
 جوہر شناسی نواب عمار الملک سید حسین بلگرامی کہ در ہنر پروری شانے بلند، و در علوم نامی
 و پاریسی و انکیسی مکانے ارجمند آورد، و در آں ایام زمام نظام مدارس و مکتب ممالک متحدہ
 نظام عالی مقام، ضاعت اللہ اجل، و اقبالہ، بکف کفایت او بود، و در مدرسہ فوقانیہ بلدہ
 بر سادہ افادہ تازی و پارسی نشست، و با مشاہیر عصر کجبال فضیل و ہنر و کمال لطف و

موزونیت طبع سمر بودند، اورا بطی پدید آمد، مخصوصاً با دردی کش منجانه حقیقت مولانا
عبد القدیر حسرت، و در جهان افروز معنی گسری مولانا السید اشرف شمسی، و در رفیع
بخش شبستان مخموری مولانا جمال الدین نوری، و شیر مشیخ سخن سرائی مولانا السید علی حیدر
ملطاطبائی، مخاطب به نواب حیدر یار جنگ، که تا حال خطه دکن بوجود ایں ارکان العربیه
بینان دانش آگاهی مفاخر و مباهی ست، بقا هم الله تعالی، آنسے تمام داشت و همواره
با ایشان سرگرم مہمطری بود، و در ہر ماہ یک نوبت با خصوص ہنگام جشن سال گرہ حضرت
غفران مکان تنے چند از معارف را بہ میہانی میخواست، و ہمہ ایشان محض از برائے تفنن کہ
خاطر یاران و تشجید و تہنوت طبع و دستان بزم سخن چیدہ داد و سخنوری و سخن سنجی میدادند

روزی انجمن از صحبت اہل سخن ست

بہز دارد و پر طوطی چین آئینہ را

قصایدش اگرچہ دردناک واقع شدہ اما چون بقا طبعی مجہول بود ابد ابر ہیچ کس از
مدد و صین اقتراح ننمود، و ہیچ گاہ بطبع صلد دہن خوش نہ کرد۔ در قصیدہ کہ بہ تہنیت عید چہ
است می گوید

منم غنی و گدا هست ہر کہ غیر غنی ست غنا و گدایہ ز یک دیگر نہ دور و نفور
پرست کیسہ اسم من از نفوذ نقا چو جیب طبع شناسم از در نشور
اگر در مکارم صفات و محاسن اخلاق و علو ہمت و سمو نفرت و شگفتگی طبع او تفصیل دہ
سخن با طالت انجامد، و باشد کہ عمل بر یاد مبالغہ گردد

کسی کہ خلعت حسن از ل بقامت او ست

چہ حاجت ست کہ مشاطہ اش بیا را ید

از جمله مصنفاتے که اوراست، یکی "ارمغان" است، در بیان محاورات زبان پارسی و تصحیح ربط اسما و افعال و تنقیح ادات و صلات، تا هندیان پارسی سرادر طریق محاورت اشیوه شیوار زبانان ایران و هنجار هموار ایشان را آید می گوید سه

کتاب پارسی تالیف کردم تازه تریب کسیدم سبت سال از عمر و جمعیست پریشانی
نودم کس لغت را مصد و حرف صلیت که تا بنده در ترکیب میندے آسانی
رود بر نقش پاپیشوایان سخن گستر در آید چون پاندانان بزم پارسیانی
این کتاب ارلے هزار و هفت صد و سیزده صفحه است، و بصله تالیف آن از پیشگاه حضرت
فران مکان آصف چاه سادس چار هزار هفت صد و پیمه جانور گرفت -
دیگر "مذکره الشعرا" در ترجمه حال سخنورانی که اشعار ایشان بموسیل شواهد
را ارمغان گزاشته است -

دیگر "حوار العرب" که مشتمل است بر پنجاه هزار محاوره متعارفه عربی، با ترجمه پارسی
اردوے آنها - در تالیف این کتاب او فضل و هنر داده است و مشتے تازه بر طالبان
محاورات تازی نهاده -

پایان عمر دکن را دواع گفت و طح اقامت در اگره انداخت، و هم در آن جا
مربیت و تسبیح تصائد و بعضی از مقطعات که پراننده افتاده بود، پرداخت - اگر چه بسیار
نمناے آن بود که تصائد و غزلیات را زودتر شیراز به بند طبع گرداند لکن بنابر بعضی
خطات طبع و نشر حوار العرب اتقدیم داد - هنوز جزو اول از این بچاپ رسیده
و که یک ابل در رسید و در هزار و سه صد و سی و پنج از هجرت در علی گڑھ جان بجای
فرس حواله نمود، و بحوار استاد منظم مولانا لطف اللہ بنجاک آسود، جعل شد انجمنه مترجمها

در اختتام کلام لازم است تشکرات قلبی را از آن برادر شفیق و محترم به تقدیم رسانم
 اگر چه نمی توانم از عده شکر یک از هزار آل ایادی که بر خود دارم بیرون آیم -
 لرائه

حقوق مهر دلایش که جادوای بادا زبانی گجاست که از صد کی فردو خاتم
 چو ذره گر چه حقیرم ولی بجد شده ز مهر و زری او همچو مستی باغم
 کلاه گوشه با بوح فلک اگر شکستم روا بود که محبت حبیب جسم باغم
 آئین تامل و دستمال از دولت مهر و اخلاص مال مال است، ذات فرومیده صفاتش که
 عین کمال است از عین الکمال امین، و دیده دلش بفرغ جمال فرزندان روشن باد -

والله ولی التوفیق وهو حسبی ونعم الوکیل

حیدر آباد {
 غره ذیقعه ۱۳۴۲ هـ
 پیچمان محمد عبد الحمید خاں عفا الله عنه
 پرنسپس سی جامه

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قصیده

متضمن تاریخ و تہنیت سالِ گره حضرت نیکو گانِ عالی متعالی حضور پر نور
رستم دورانِ فلاطونِ زمان سپہ سالارِ مظهر الممالک فتح جنگِ مظهر الدولہ
نواب میر محبوب علی خان بہادر نظام الملک آصف جاہ
جی سی ایس آئی جی سی بی خلد اللہ ملکہ و سلطانہ و افاض حسائدہ زان

شانہ و صانِ عماشانہ

اکھ تاجانِ بلند نگہ دارِ جلالِ انوار
نظام الملک آصف جاہ محبوب علی خان
خدیوہ ادگر دارلک و دانش و دہش گستر
خدیوہ پروانہ دین پرور و زلفِ افروز اقبال

شمع کار آگهی داند و هم درو شاهی
 معین قلب بیضا مطیع مشیخ پیغمبر
 فرخ جلوه صورت جمال شاد منشی
 سرگردن آری پائے تکین دست بخنای
 فلک درگاه هرا درنگ هر چه در پیوست
 محیط علم کو جسم کان گوهر دانش
 زین ایت وحش تحت و کعبه انیسر
 سکندر غم درستم زرم خسرو غم جسم
 بیاوین ارش جاه و جلال اکبر و بابر
 کریمی زدهی گنجینه سخن گنج بخنای
 بخاک نکند جویش آب دیده باید دیا
 کفن زنجش و گوهر گنج افشان درم زین
 نثارش از گدایان باج آورد فلک درو
 بود همواره صبح و شام درو و شب و روز
 حصو حیران استرم حال نیکو فال و قریح
 هوائ و کشتک بشکال اسال گستر
 بسا بسره دریاں که خواب محل کاشا
 برآمد بر آزاره گلاب نشاند در گلشن
 ز سه فصل گل انگیزی که نقل شمع را می
 خود در خانه بزم سیرین هر کس درین موسم
 شکو نمی کند از آفتاب درون شایع گل هم

جہاں فرماں ہی فرماں پیر پاک یوں
 محبت آل پاک دہل بیت چار یوں
 سواد نسخہ ہستی یا ض صبح امکان
 دماغ ہوش و مغر فکر و قلب علم عرفان
 زحل طاق و ثریا طارم و بہرام دربان
 سیاح نفیس و آفتاب فضل و بحر ذل احسان
 تہمتن در و بہمن باز و د بہرام دران
 قدر قدرت قضا ابرام خالق ابن خالق
 ولی محمد جانا گیر طغاس شاہ قدر خاں
 درم یزیدہ دنیا رباری گوہر افشان
 بہ آب انداخت بدیش خال نخت معدو کا
 بر آمو دین جیب امان گر سیاں
 زر خریدہ انگشت دست ربیک پلہ میزبان
 مستر خیز وین بیکر و امن آمیز دران
 بود و در درنگ افروز خلستان امکان
 بزنگ سبز تہ گلگون بسا و گل فروشان
 کشد خیما زہر سرت کہ بتیدہ کاشان
 دیدہ با نور و سہ جبر آمو دستان
 چو گل بکفت ہر گاہ ساز و گل چہان
 ز گلہائے ہلے و بے گلہائے نہالان
 کہ ترسد امتلاے معدہ رنج آورد چنان

ز چشم بصر بزمین از کاشتن بود
 زمین ناز که فوراً خسته میزد
 فلک گلهای غم با گل خرسید نفروشد
 ز آب فروختن آتش بنم تر دست انگه
 یک آب گلدن بر رخ گل رخسار او شود
 زیم آن که آب بر خاموشش بگذرد
 سخا آبش زند آتش گل شعله نفروزد
 نه نداری که در معنی فدا آب بودار
 رسید آن خرمی زین سال نو در خاطر عالم
 چنان خوشنماید انفس آفاق ازین سای
 تخالف شد ز طبع آب آتش خاک با دود
 چنان سر و سر را سال شد ز نایابی
 گره از کار با کشادین چنین گره بندان
 بجل عقده رسد زنباد مقربان
 نشست از خاطر عشاق رخ دل ازین سای
 ز تحریک نشاط است ایتم ازین دود و بار
 دگر گلهای خندان در چنین از شاخ و غنچه
 صیارا هر سحر از شبنم تر شانه داشت
 بخود هر چند چون اندام بالیدت ازین سای
 مگر یاد گشت دگر عالم هر سرسای
 برین آمد و محو جان ابله گدازید

مباد ابر زین از تخمه بر بندت میان
 فلک پدید که آید بر مهر از خورشید میان
 زین گلهای خرسید و خرم آورد گیسوان
 بر آورد آب انداختن بین دو بهاران
 یک آبش بریزد بر دوز درستی تابان
 بهر بزم گشت گنار ز دهر خطه امان
 که آب آتش خاموش گل با گلستان
 سخن در لفظ خاموشی است با آب باران
 کند بر بزم با آن تسکین باغ و بهار
 که تنگ و فضا لاسکان گل کمال
 که خود فیضی غیر از مسرت نیست ارکان
 که از هر شاخ می رود گل سوری درختان
 که می خیزد گره از ریشته انفس و طرآن
 بنات انفس شد عقد تر با چرخ گردان
 که از ابرو گره بر خاست ناز به جبینان
 که شد عقد جاک را از مسکن بود و باران
 نهند تا گره در کار خنسل باغ و بهار
 که کشاید از سبیل گره گیسوی چنان
 قیام هم ندوخت و بگشت هم نید گریبان
 گره در ریشته سایش زند بهر بینان
 بهار از خست نفس لاله در بهرین چرخان

شرف شد بیع اول از محبوب حق اول
 بیع آخر آخریات محبوب علی خاں
 آتشی سایه مهرش بود و مود بر عالم
 بود آسایه مود و مهر و ماه و خورشید
 عقود رسته عمر در ارزش با افزودن
 از آن و رات مستقبل که بشیخه نمودن
 غنی تارنج جشن سال نو گفتم که سغم
 که سال نوبت کار جشن سلطان ابن سلطان

قصیده

بحر بندگان عالی متعالی بالقابہ خلد الله سلطانه و اید انصاره اعوانه

دی دم صبح بدیدم که چو شمع این
 از سواد افق افزودت بیاض و شبن
 طالعش از فلک گوگبه ارزانی
 که کوکب شد از ذخیره برنگار ملک
 هر از شب در آمد بکارش گفتم
 بپاکیدست بخود بیضه که داشت من
 یا مگر دایه چینی است که شیرش خورست
 طفل روی که بزاد از شکم زنگی در
 راحت انگیزد و طبخیزد چو صبح آید
 یا پس شام غریب چو منی صبح وطن
 یا بهار است که از عنبر سار اگل شد
 چو فرو ریخت ز نایب گل شکفتن
 خواب می آید باد سحری خوش میفت
 دل سگون داشت ازین آمدن زان فتن
 می دید باد که آید بچمن ایر بهار
 ابر بر خاک چمن غرقه آب آفاندن
 باد می خیزد و بیزد همه با مشک تار
 ابر بکشد چو از خدمت گلزار کمر
 ابر بکشند و بیزد همه با مشک تار
 از گل قلاله دهن برین بید گل می شد
 آب از بچ رحمت جو به بکشد و دهن
 بام و دیوار و در و در و در و در و در
 مویان و مویان و مویان و مویان

خرم دمانه دشا دابنه گفنه هر جا
 سبز چمن فلک از سبزه خود رو کسار
 دامن دشت گل گشت گریبان هر دو
 کوه انداخته یک پا در کاهای بردوش
 نایب دخت در بر تن گلزار امروز
 سر و ز آب و ان ست قبا سیاه
 باغ شاداب و گفنه جوشت عیلا
 نخلبد چمن حله به سیرامن باغ
 گردن دست هر دو ست تو کوئی هر شاخ
 قوت نایب از آریست قاشجار
 مثل لاله و گلزار شد از با و خزان
 لاله آل میان گل متاب بود
 در شقایق گل متاب گفنه باشد
 لاله بند و سیاه مست که سازد و د
 شاخ شب و نه گفنه بقال یکا
 هر کجا چشم کشائی همه نرگس بسنی
 هر کجا بوطی گلزار آتش بوست
 هر کجا پائے نمی غل سبزه فرش است
 طارم از تاک نایب فلک کا کشتان
 گل لیسف که فریخته بصر گلزار
 لاله از غل جازیر زمین لاله گفنه

چه بناتین چه صحرای چه لاله چمن
 سرخ چون از طیل از گل نار و گلشن
 رفته صحرای دیا میں همگی نیست چمن
 دشت پوشیده یک حله مراد
 از حریر من و اطلال گل سیرامن
 لاله را کرده گلایست ز شبنم بر تن
 نخل چمن سده و طوبی بریز با فلک
 خار چمن بند و گوید که چمن بر من
 بس که باغچه و گل آمده دست و گردن
 می کند جاده خورشید و فوج در زن
 همچو شمع شجر وادی امین امین
 شمع تابنده نایب تبدیل پرک
 ماه و پریش که گرفت ست شمع پرین
 کاسه لبریز گلزار از بقم و زردین
 صورت شمع شبافروز نماند بنگ
 هر کجا گوشه می مرغ نواز و دین
 هر کجا ذائقه جوی گل حله و چمن
 هر کجا دست بر آری پرده ارگل من
 تاک از خوشه لنگور چوب وین پرک
 می فرستد سوسه سخنان بصلوات
 چمن شمشاد کفن آلوده بخون و عین

یا چو لعل شفق در کمر که نهال
 گل شکفته در دوازتن و صبا در گلزار
 بے صبا خند گل این گل دیگر نگفت
 بش گفت آدم این طرفه شکفت گلهای
 ناگهان بر لبم انگشت صبا زد که خوش
 غالب آن شاه عرشین سخن نکته سرا
 گر بهین چش بهارست چه علت بصبا
 گفتم این چش را بس پیش بیت بگفته
 گفتم این خوشی مستر بچه عنوان
 گفتم این چش چرا گفت ندانی هیبت
 چش سال گره بادشده ادا گراسته
 چش سال گره آصف جشید سریر
 آن که چش گریش آمده در ماه ربیع
 آن که این چمن افروزی طبعش در باغ
 آن که از نکست خویش که بهشت در گشت
 گل نه ریجفری انداخت ز جوش دیو
 گلشن از لاله بدوشش می عشرت بجای
 گل شب بوست از دماه شب افروزی باغ
 شمعقن آیه اطفال گلستان آمد
 غنچه طلعیست که چپ لعل طاهر
 بهر دمه دلاسا که بترکب انیم

یا عقیق جگر که در دل کان معدن
 هرزه گرد که زنده خند و دریش گلشن
 بودا عجب اندم انگشت ز حیرت بدین
 در خود افتاد و میانه شستم بحث سخن
 غالب از روی بود جانب جوش گلشن
 گفت بر عم من این حرف بدیوان سخن
 که خود از نگی جایز من عنبه قیامت
 گفت از جوش مستر ز زمین تا بر من
 گفت چش حسن سعد سعید حسن
 این قدر بے خبری و فقر بر دانش سخن
 چش سال گره فخر بلاطین زمین
 میر محبوب علی بادشده ملک دکن
 که نمایند گل دلاله بر اقبال و دمن
 سر و ششاد سر آید زبان سوسن
 غنچه بر شاخ بود نافه مشکین سخن
 پند نیار و دردم کرد در منده دمن
 دوزل و غنچه بسم یافته پمانه دمن
 آفتاب است ز مهرش گل خریش دمن
 که چکاز شغف مهر ز پستانش دمن
 بلبل از مدیت شه شام گلشن از دمن
 نتواند که دمن است از غنچه دمن

لاله گوید دلِ شاد و زلال گویش
 شایخ رقصان ز طرب مرغ چمن نغمه سرا
 بین بدین صفت شناخو اس بزلے کمر است
 یاد باین گلشن شای به بهار جاوید
 من میزدان که نیاں بندہ احسان شوم
 بهتر از باد صبا تنهیت خسته گویم
 راست آهنگ نولے ز غم از راه نیاز
 نے خراسان صفا ہاں عرش پرہ
 نے بتشیب صال و نہ بتقریب فرق
 سادہ یک نقشے حائے کہ ز فراطفا
 پر اثر مطلع موزوں کنم انشا بدعا
 باد فرخندہ ز افضال خدائے ذوالمن
 میر محبوب علی شمع شبستان بول
 آں کہ از ہیبت او کاہد و بر خو و نور
 آں کہ از ادگری دنی کسری شکست
 آں کہ از جو خداداد در آفاق مگر
 آں کہ در شیوہ و شکل مست بریزد دل جا
 آن کہ در عکس شای ز آزل و دھان
 پنہ آہنی او دم میب انگست
 روز ہیماش بود رستم کدیت چو ل
 از ہیبتش چو کفنی ز پرورہ گشت حریر

نرگس یا کند از شوق کہ چشم ہم دوشن
 غنچہ انگشت ز نل برک شجر شکاں
 گو مرا بر زبان دست ندادست مکن
 گلشن باد و جهان اپر و از گل دمن
 کہ رسیدست نشہ منت بومن بامن
 بد ما دست بر آرم بکشایم دامن
 نے بقانون سرود و نہ ساز ارغن
 نے زانہید ترانہ نہ ز طرب تن تن
 نے بہ تہید بہار و نہ صبا و نہ چمن
 بانشد دلِ عشاق بود پہلو زبن
 کہ قبولش برد از شوق چو گل دامن
 جتن سالِ گرو بادشہ ملک دکن
 زونہال چمن حیدر کرار زمن
 روح اسکندر رومی تنِ قاتلِ حق
 آمد از دیدہ وری ساغر عجبید شکن
 شہزہ حاتم و حب جعفر و ہم معن معا
 صورتِ یوسف صدیق و جبر حسن
 تکہ از مہر و گوئے ز پرین پرن
 حر گویو مکر و ستم و پشت پشن
 پسر مال ہنگامہ ز زرش چوں زن
 نیک باوت شدہ بر تن دشمن جوشن

شد ملاتش بہہ غائب و حاضر مومل
 اسے خوش یال کر انضال خندہا
 ہر کے ادل شان لب خندہ زن
 دل کہ پر زینِ خوں بودی دیدہ کلو
 طرہ ہنگامہ سورت کہ از گرمی اس
 خندہ اگیر نشاٹے کہ چو حرفِ خندہ
 مدحت بادشہ جوشنِ سرت افزا
 بہر آن ست عہنی کز رہِ اخلاصِ نیا
 تاقیامت بسلامت بکرامت باشد
 تن بدخواہ بدام اجل آفند ز عروق
 بر لبم حرفِ دعا بود کہ فرخندہ سر دوش
 مصرعے گویت از رستے محل سال برآرد

دد ضمیرش نہ دی دستِ ناؤنے من
 شادمانی بدل آمد بدلِ رنج و معنی
 چہ بمعنی چہ صورت چہ بستر و چہ طعن
 خندہ از شوب الم نختہ ریزد بہ ہن
 شمع را اشک بود سرو کہ آفندہ لکن
 یک لب از سور ہم نامہ ہنگام سخن
 بیش از ان ست کہ آید بوشت و کشتن
 لب کشایم بہ ما گر چہ نہ بود ست دین
 یار بایں اصحف جیشتم شاہ کین
 رگِ باں باد کند ابلش در گردن
 بست اندازہ تارِ رخ و گجنت با من
 جشنِ سالِ گرہ شاہِ جہاں اردکن

۱۶ ۱۳

قصیدہ

وہنیتِ سالِ گرہ حضرتِ بندگانِ عالی متعالی حضورِ نورِ خلد اللہ علیہ وسلم

دگر بار بیا راست بزمِ بستانِ
 پئے نگارِ گستاں بزمِ ہشت بہشت
 بشرق و غرب کشیدست بادِ نوردی
 بطاقِ ابرہہ دم چو تیغِ نوبت زن
 بزمِ بوسے دگر سازد ادساں را
 بکارِ اشته چون نقشند رضواں را
 بلند خیمہ بر دلمناپ بارِ اہل
 دوالِ بقی زدہ کوسِ مددِ غرناں را

ہشت ہشت جہاں چارہ طاق ادا کاش را
 بساط مخملی سپہ بزرگ کاش را
 کند خیال کہ مہدی خواب کا شتر آں را
 فکندہ تو قلمونی بساط الواس را
 ز بس کہ کرد ہوا سبز تخم بہ چکان را
 نما ندیرد زمین گل فضائے اکھاس را
 زمین گل بدل گل زمین گشتاں را
 چو باد گاہ سلاطین دوشے گہاں را
 جلوس سیمت خسرو گلستاں را
 نہ سر باد چو تخت روان سلیمان را
 کہ آفتاب سریر سپہر گرداں را
 در آسمان زمین فرق نیست و اداں را
 بخد مت آمدہ چون ہر ہر رخشاں را
 گرفت ہجو عطار و کف قلمداں را
 بخواند ناظر گل عند لیب بستاں را
 بدست خمر از ان ست بہ لرزل را
 کہ صدر آمدہ دار القضاے لبستاں را
 فراز ظہرم و الواس نمود کیواں را
 پے شکست خزاں چون شہاب طیار را
 بلند راخت صنوبر نشان سلطان را
 بجاے عقد شہزادہ ست بزم بستاں را

براہِ صحن چمن سبزه لنگشان آمد
 ستادہ جملہ امیران پاستے تخت چمن
 شقائق و سمن و جعفری و نافراں
 گل ہزارہ و صد برگ و صد ہزار دیگر
 تنگفت نامم و گفتم کہ طرفہ انجمن است
 مگر زانجمن انجسم فروز زندہ
 بہار گفت بمن این گل و گربگفت
 متاعِ رونق بزم چمن کہ از شوقش
 کرشمہ ایست ز بزمیکہ خود کسپہ بریں
 بہار عالم جاں بزم جشن سالگاہ
 خجستہ بزم شبہ جم حشم کہ در دورش
 نظام ملک دکن شہر ایر آصف جاہ
 خدا یگان سلاطین کہ است مانند او
 زہے بہر معالی کہ در صفِ خلیش
 سپہر قصر و شہر یا محل قمر منزل
 گزشتہ است ز افلاک رفعت شانیش
 خجستہ کوکب بختش باہو میلادش
 وہد بغیر تر از دودنیک بدسجد
 بروز گار مہر دانیش ز بیخ افتاد
 نیم حکمت حقش کہ خوان الوان است
 نشانہ غیرت جو دوش بجا کہ بحر محیط

براہِ چرخ سہل پدہ ندو خیاباں را
 چو روشنان تو اہبت سپہر گرداں را
 ستادہ اند کہ از جاں بزد فرماں را
 کسے شمار کنند تا کجا ہزاراں را
 بطرز تازہ طراز کیہ بسبتہ انداں را
 باستعارہ گرفتہ ساز و ساماں را
 کہ خندہ ہاست از ان بر بیخ و تبتاں را
 بشد عنان صوری ز کف دل جان را
 برو بگدییہ چنے ساز بزم ساماں را
 کہ تازگی ست از دہوشان مہاں را
 کسے بیا دینا و در و خان و خاقاں را
 کہ یادگار بود آصف و سیلماں را
 چو کعبہ قبلہ حاجت شد شایاں را
 علم بدوش بود آفتاب تاباں را
 کہ ساخت ست چو کیواں بلند ایواں را
 بود مدارش چرخ گرداں را
 فرود گرچہ سعادت چو مہر میزان را
 کہ مہر بہر ہمیش برگرفت میزان را
 اصول فلسفہ دانشوران یوناں را
 نواہ ز نوازش رسید لغماں را
 فتانہ خون بگریز دل مدہشاں را

ز وجود دست که تحصیل حاصلش داند
 بر وزیر یاد چو احسان خود اسات غیر
 مکاشف بر عیال دولت ست عظیم
 یک بصورت تمیز میرای دعوی
 بلع عامه بزم سرور سال گره
 بلائے شاه بچشم که سحر ابر بهار
 قدوم بادشاه مرابا به مجلس عام
 زبان حال رعایا شاد مندا آمد
 همع آں که ادایش بطرز خاص آمد
 ز مصر یوسف صاحب جال جاں افزا
 گزفتاد ببالیں گز مرعین حزین
 رسید روح روانی که زنده شد امید
 ملول غمزدہ را به کلثم اعزل
 الم کشیدہ سی روزہ یافت بر لبم
 بہ تیرہ منزل موصیفت وے آورد
 بجائے ذرہ بقیاب خستہ خاک آلا
 زمین طالع روشن بہ تیرہ منزل شب
 زنجبت تشہ تفسیدہ کام تفتہ جگر
 بہ جنبش آمد فواز مرد و گنا کشید
 سحاب بجزولان آمد و بہ قطرہ زون
 دہان امکہ پڑا آب بود پر و شد

کہ کہ خواستہ تحصیل حاصل کاں را
 بنجامش نبود جز دو کاریاں را
 چو با نال و گیارہ و گل ست بلال را
 بود دلیل کہ بر آمدست بر ہاں را
 نہاد عام رعایا قدم سلطان را
 رسید قطرہ زمان آب اوتیاں را
 فزوں ز محفل خاص و خاص آں را
 سپاس گوئے قدوم خدیو گیاں را
 صلت عالم بگویم گوش یاراں را
 بجلوہ ساختہ رویش سواد کھاں را
 مسیح چارہ گر جان ناتواناں را
 تن ضعیف و نحیف فسرہ پیرماں را
 رسید عید مسرت فزلے گیاں را
 ہلال عید نشاط آورد دل جاں را
 مگر قبول ضیافت شدہ سیماں را
 نزول جاہ و جلال ست فخر راں را
 قدوم فین لزوم ست باہ تاباں را
 رسیدہ تالپ خود یافت بجوں را
 چو دل بقطرہ بے آب سخت غل را
 رساند آب گرم کشت نہار دھان را
 چو یافت تشہ صدف آب بریاں را

فکند سایہ از خاک برگرفت کہ بود
 بہار آمد و زابر تازہ کارے کرد
 بدوش باد صبا گل در آیشاں آمد
 زیبہ سپاس گزار و خنہ سپاس پزیر
 غمی ز طول سخن باد عاتے شد پروا
 ہمیشہ تاب فلک بزم ثابت و سیار
 خجستہ بزم بود از نظام آصف جاہ
 سر بہ شبنم یک آب مہر تاباں را
 نہال ساختہ اخضرہ بلغ و بہاں را
 نخواہد گوچمن بلبل شہنواں را
 کہ باب آمدہ ہر یک سپاس شایاں را
 کہ نسبت تاباں زین پیش طبع شایاں را
 بود ز خسرو بختہ خجستہ دوراں را
 سپہر و مہر و زمین و زمان گویاں را

ترجیع بند

در تینیت سالگرہ

الہی تا رسالت فخر باشد نوعی انبیاں را
 الہی تا بود و حق منزل وصف قرآن را
 الہی تا نماز آمد عباد دین مسلمان را
 الہی تا طواف کعبہ باشد حج گزاراں را
 الہی تا مبارک سی چارست ہلایاں را
 الہی تا بود سی و نہ مقرون چاراکاں را

مبارک باد یا رب سی چارم سال سلطان را

نظام الملک آصف جاہ محبوب علیخان را

چو در دنیا رسول رحمت للعلین آمد
 فیصل عشرہ کامل ز اصحاب کرام آمد
 زبہ ازواج پاک چار و شتر آفتاب قدر
 امام یازدہ از آل پیغمبر کہ ہر مردش
 فراوان فرخی در عالم دنیا و دین آمد
 لوئے دولت اسلام فیروز فیض آمد
 ظہور خیر و بین ذات ختم المرسلین آمد
 چو طوہار پسین بودہ چو در اولین آمد

آلهی تا زمین آسمان و محمد مرسل مبارک ایس چهاروی بحال معین آمد

مبارک باو یارب سی و چارم سال سلطان را

نظام الملک آصف جاہ محبوب علی خاں را

مبارک تا بود نوروز رنگ افروز لیسان مبارک تا بود بیج حل خرنش خشان را

مبارک در ثریا تا بود بهر قمر منزل مبارک تا بخوشه تیر باشد چرخ گردان را

مبارک تا به بیج حور تا قاصد فلک آمد مبارک تا ز بهرام فلک حبیبی دست را

مبارک سعد اکبر تا بود در خانه سر طای مبارک تا شمار و نخ اکبر بیج مین را

مبارک تا بهشت هفت منزل هفت اختر مبارک تا بود ایسی چار اختر شناسان را

مبارک باو یارب سی و چارم سال سلطان را

نظام الملک آصف جاہ محبوب علی خاں را

در آرزوئی که نقاشش بپوش کرد گار آمد عقول عشره نقش اولیش در شمار آمد

و گراں جوهر از زنده نفس نالقه کورا حواس عشره و در آراک جزئی و ستار آمد

پیش آن جوهر قابل که میخوانی میویش بهر دو صورت جسمی نوعی سار آمد

پس جسم طبیعی کیس به جوهر کرد تعویض پس این جمله نه ضعیف عرض بر کسی کار آمد

الهی تا جهان نفس آفاق را ز ازل هایون و مبارک این همه سی و چار آمد

مبارک باو یارب سی و چارم سال سلطان را

نظام الملک آصف جاہ محبوب علی خاں را

بود تا عالم اجسام را از اجزای جهانی زنده افلاک گردان ز منت اختر گردانی

و گراں بیج همان صراط آتش خاک با دشتی پس آن چار کیفیت که شد با چار از دشتی

مواظبت نه کاتید از ترکیب چار عنصر جمادات و نباتات همه انواع حیوانی

پیش آن هفت علم که شد در حکم هفت اختر چنان علم دکن و حکم محبوب علی خانی

عقی تا هست نرس می چهارشاکه بشنوم نظام عالم اجسام از تقدیر یزدانی
 مبارک باد یارب سی و چارم سال سلطان را
 نظام الملک آصف جاو مجبوب علی خاں را

قصیده

در تهنیت سالگرمه اعلیٰ حضرت حضور پر نور خلد الله ملکه

که آبال بفر دوش آب سال رسید	بیای که در دکن آن فصل برشکال رسید
اگر نه روضه عقی در اغیال رسید	اگر نه گلشن دنیا ست سرزمین دکن
چرا شمال بهر شام از شمال رسید	چرا نسیم ز فردوس هر سحر آمد
باغ و دروغ نصارت چو بر کمال رسید	دکن شدت بهشت برین تمام و کمال
ز شرق رخت سفر بسته چو شمال رسید	صبا بشوق تماشا ئی باغ و بتانش
سحاب مشک بدوش و بد شمال رسید	بهشت دوشوی رخس باغ طشت خوض در
بسنز کردن ایام برشکال رسید	گزشت سال سیاه و سحاب سرخ و سپید
خوش است گریه که از بهر خنده فال رسید	گر لیت ابر بهاری باغ شد خندال
صبا چون کمت یوسف خجسته فال رسید	سحاب اشک فتانده چو دیده یعقوب
کز آب آتش گلشن باشتعال رسید	سحاب معجزه آئینت بر خلاف غلیل
ز ره ز باد چو بر موج زلال رسید	مطلع آب رسیدست صنعت اود
سند طراوت او تا باه و سال رسید	ز لبکه ابر شب و روز بهفته بار آمد
نه شد بید سیاهی که از لیلال رسید	به پیش ابر سیاه پس سپیده صبح
هوا کشاد رنگ ابر کا عدال رسید	سحاب بود چو مستقی به نشر برق

سحاب چون زین هندو سبک که بر سر داشت
 ز دوش ابر چو افتاد از گرانباری
 چنان فرود بر جدول آب بر مهال
 چو آب خضر بظلمات آب ابر سیاه
 چو صبر در دل عاشق چو آب ز غزال
 ز فیض بارش باران چو رند تر دامن
 چنان رطوبت باران باد تعدیست
 چمن بدوش کند ز ابر خشک بارانی
 ازین که باد چو باد مسیح جان بختناست
 نبات را به تن مرده روح تازه میدهد
 ز کارگاه بهاران قماش گلین باغ
 بکشد ز ابر سیاه بالا پوشش
 چنان خشک تر آمد ظهور نشو و نما
 بر آمد از قفس خاک طوطی سبزه
 قوسه نامیه از بس که سخت کار آمد
 سحاب زعد و چین خلد و صور اسفیل
 فغان زعد ز هجر رباب بود و کنول
 همه نهال ز آب سینده سبز آمد
 بروی نوگن خوابیده آب چو سحاب
 شد از نجوم پر انوار خیره راسه حکیم
 چنان شمیم زنبیل شد مست غنبر بار

شکست زعد گواهی برین مقال رسید
 بهال نیز ز مشکش با نهال رسید
 که در جد اول تقویم پارسال رسید
 حیات بخش گیاه و گل نهال رسید
 نمازد و کف ابرانچه از زلال رسید
 به خشک دامن زاهد هم بهال رسید
 که ز به خشک ریائی با عدال رسید
 که تر شد دست چو باران با بقال رسید
 از نیکه آب چو آب خضر زلال رسید
 نهال سبزه خضر وار ویر سال رسید
 بسرخ کرکته شبنم بنیر شال رسید
 که ز پر پوشش خود از سبزه نهال رسید
 که برگ و بار بارش سرغزال رسید
 ز کوهسار چو زاغ تدر و بال رسید
 رسید میوه هاندم که بر نهال رسید
 که هر دمیده نورس جوانه سال رسید
 رباب زعد هم ناله از چه حال رسید
 تمام سبزه ز ابر سیاه نهال رسید
 سبک ز خواب گلن جفتین حال رسید
 که کشتان خیابانش در خیال رسید
 که نافه خوں شد و خوں دل غزال رسید

بود زین گلستان بگونه بگونه شجر
 کشید در نجوم آنچه شب برشته صبح
 ہوا گشت ہمہ دستہائے مروارید
 چنان کہ دست گہر بار شاہ دریا دل
 خدا نگران سلاطین خدیو داد گرائے
 نظام ملک دکن شہر یار آصف جاہ
 جنوب رشکِ شمال آمد از شامل تو
 رسیدین دکن شغری میانی را
 تو آن نجمتہ خلف بودہ کز اسلاف
 خضائل تو نبود دست حدیج لبشر
 تو یوسف دگری ورنہ یوسف کفلا
 پییدی کہ سیاہی بر آفتاب دست
 تو سرخ روی ازانی بزرگ لاد آں
 بدہر کمیت نظیرت بجا شتی عسلی
 دلت بخلق و بجالق ضمیر متصل ست
 زباں یکید چو نام تو بر لبساں آمد
 مآثر تو چو سیارہا ببار حسیق
 طمع کہ از غم مال و منال می نالید
 ز شوکت تو فریدوں ہند بلاق شکوہ
 بقدر جاہ بلندت رسید کے گاؤں
 چنین جلالت شان چنان جلیل شکوہ

شمالی ز شجر کہ از نہال رسید
 ز دست ابر بہاری با ختمال رسید
 ز ابرگر چہ بے رشتہ لال رسید
 فشانہ ہر چہ ز دریا بہ بیتال رسید
 کہ در پیش زدادار بہمال رسید
 کہ ملک جاہ بوی از ملک تعال رسید
 دماغ ملک دکن را ازین شمال رسید
 کہ در فرغ بہ از شغری شمال رسید
 ہر آنچه بود بہ ماضی نہ تو بحال رسید
 مگر فرشتہ تو از بدین خصال رسید
 کجا بہ مصر غریبے بدین جمال رسید
 ترخ پدید ترا از رہ جمال رسید
 کہ در درون لہجہ علی آں رسید
 کہ شد محبت و محبوبی از کمال رسید
 بزرگ مستر و بارز اقبال رسید
 رواں شگفت چو پوئے تو در خیال رسید
 بشام و صبح و شب روز و ماہ و سال رسید
 کف تو گفت کہ اینک شمال مال رسید
 ز بہیت تو تر چاہ پور زال رسید
 بخیل تو چو کپتین کہ تو ال رسید
 ترا ز لطف خداوند و ہلال رسید

ز بخت و تخت بلند تو دام ظلمها
 دو جوهرست ز دریا و تیغ و توت را
 مکارم تو ز لمانے خلق پاک به برد
 بمان ناطق و صامت چنان کرم کردی
 ز سیم خام و ز ریخته اش بدل کردی
 گداز خود تو از زنده چوں گم آمد
 ز دست داد تو جوهر نفث گریچه به تیغ
 بقصر نان مه و مهر هر صباح و مسا
 محاسب ار نه شده از کعب تو مالامال
 صریح کلک تو آمد بگوش جبرم
 حرام از همه آمد و لے کرامت هست
 سواد خانه صورت طراز مشکینت
 چکد ز کلک سیاهت نکات خشنده
 سواد روستے زرافشان او کند روشن
 عطار داز قلم تیره ات سواد گرفت
 بخط خانه خورشید بر بیا من سحر
 زمین شعر و سخن مرده بود و از رفیت
 عروس شعر و شاعری دولتش شاه
 گو که حور بشتی ست یا پری تماش
 نه در هرات علی شیر کرد و نه شمش
 نه لبست حله سحاب بر قدش بنهر

خجنگی پئے غلّها بقال رسید
 بدوست و دشمن از صلح و جدال رسید
 کدورتیکه ز ظلم سیاه سال رسید
 که لال ناطق و ناطق بشکر لال رسید
 بدل ز قحط اگر ملک را ملال رسید
 گمزدست تو از زان ترا زغال رسید
 بگوش و گردن بدخواه در قبال رسید
 پهر بر سر خوات چو تو شمال رسید
 چنان بقاعده مال و مال مال رسید
 شنای منق تو بوبان لال رسید
 که سحر از قلم مغفرت حلال رسید
 بر دے شاد بینی چو خط و خال رسید
 چنانکه زابریه عقد لال رسید
 که رشتہ قلمت بر رخ لب لال رسید
 قمر زائے منیر تو بر کمال رسید
 سواد نسخه رایت با تمثال رسید
 به رنگ زنده بر یغان آب لال رسید
 بجنش کل و شائل پری مثال رسید
 پری و حور و خواهد بدین دلال رسید
 نه از لغام سرشش بلوس مثال رسید
 نه در پایازی محمودش این جال رسید

نکرد دولت فیروز غازه رویش
 تبارک اندازیم نظم آصف جاه
 ز آبداری معنی و آبیاری کلک
 ضمیر پس نگر و راس پیش بین ترا
 محال آمده ممکن ز فیض ایجاب
 چنان زیتج تو جسم عدو شدست دیم
 بریده است عرض راحمت از جوهر
 ز بید برگ تو لرزاں چو برگ بید آمد
 برنج زنده چو ماند مبرده می ماند
 عدا و اگر چه نه سنجیده بود موزون شد
 کجا رسد بتوا و آسیای رؤس تن
 سبک غمان اهل شد گراں کایا صل
 عدو فکند سر خود که حجت قاطع
 ز ضرب تیغ تو جو زاده و پیکر افتادست
 ز سهم گز تو گدا و فلک محل افکند
 بر آفتاب تب لرزه از تو در خاور
 فضای چرخ سان ترا محالی برق
 رکاب خورش ترا ماه و آفتاب کشند
 ز نیزه تو سماک اغزل آمده رنج
 به کاخ جاه تو قصر زل چنان کوتاه
 ز مهر تست که بر جیس میمنت دارد

نه بر مضه بهرام از جمال رسید
 بزین قامت ز خا و زلف خال رسید
 زمین شعر تو پرازد گل و نهال رسید
 خبر ز ماضی و از حال از مال رسید
 ز انشاع تو ممکن بعد محال رسید
 که صورتش ز هیولان بافضل رسید
 عرض اگر چه ز جوهر با اتصال رسید
 عدو ز زندگی خویش در وبال رسید
 برنج زنده نه بینی به زشت حال رسید
 ز خجرت چو به تقطیع در قتال رسید
 که پوزال بهشت چو پیر زال رسید
 چو خورش غم تو در رزم بدنگال رسید
 نسام تیز تو بر دعوی قتال رسید
 که شیر چرخ به پیش تو چون شغال رسید
 سهام تو س ترا در انصال رسید
 بقطب سکت زیم تو در شمال رسید
 بساط خاک سمند ترا مجال رسید
 سم سمند ترا نعل از هلال رسید
 ز قمر تو شرف مهر را وبال رسید
 که صدر صفه او در صف فعال رسید
 ز قمر تست که خورشید را زوال رسید

بارگاہِ رفیعیت کہ کوہِ سیل و چرخِ ست
 ز امجِ روی بہ پستی نہاد و نازل شد
 بلوحِ فکر تو محفوظ یک تسلیم آمد
 ز انکسافِ زوال و وبالِ مہرِ سپہر
 ز اتخافِ محقق و کلف بہ ماہِ فلک
 کجا رسیدید و در سپہر مہرِ زراہ
 زمیں بنا کہ صدرِ زحل محل آمد
 فلک برقصِ دورِ قمر کہ سال گرہ
 نمود منطقہٗ خویشِ رشتہٗ سالش
 وان یکا دپئے سالِ باید خواند
 غمی خموش چمن از تو فانیہٗ تنگست
 ز دل برائے دعا دست بستہ لب کبنا
 شہا سپہرِ خبا با ترا مبارک باد
 بود مبارک و مسعود و مینیت آمود
 بطولِ عمر تو پیوستہ باد عرضِ حیات
 خجستہ باد بتو جہنمائے سال گرہ
 عقودِ رشتہٗ عمرت ز کلمنن و نجوم
 شتاگر تو غمی جگرش ز مال کیسہ پرست
 کنا دتینت جشنِ شاہِ ناگویند

شہا ثاقبِ رخشہ چوں دوال رسید
 بافتاب چو از امر تو نزال رسید
 ہر آنچہ لم یزل و ہر چہ لایزال رسید
 چساں شبیہ برائے تو در خیال رسید
 چگونہ روئے نکوئے ترا مثال رسید
 چنانکہ ز مہود عہد تو بے زوال رسید
 زمانہٗ شاد کہ شاہِ فلک محال رسید
 برائے جشنِ شہِ مشتری خصال رسید
 ز نقطہٗ حملش عقدہٗ حسبِ حال رسید
 کہ فرخی و فراخی بحال سال رسید
 زمین شعرِ زلیلا بپائے مال رسید
 کہ وقتِ تہنیتِ جشنِ نیک فال رسید
 مسرتے کہ پس سی و پنج سال رسید
 نشاطِ جشن کہ بر عینِ عید دال رسید
 چو طولِ جسم کہ عرضش بالصال رسید
 مدام تا گرہِ رشتہ بہر سال رسید
 زیاد یاد و نہ چندان کہ در خیال رسید
 چہ مال آنچہ کہ دردِ امنِ کمال رسید
 تو نگری پدل آمد نہ آن مال رسید

قصیدہ

در تہنیت سالگرہ ہمایوں علی حضرت خلد اللہ ملکہ

باز در قالب بے جان جہان جان آمد	باز در جانِ جہاں ذوقِ ہیجان آمد
باز ایامِ سرور و طرب آغاز نہاد	باز دورِ الم و درنجِ بے پایان آمد
باز غمِ رازِ مسرت رہے افتاد بدل	باز اندوہِ ز شادی ہمہ با جان آمد
باز تیرہ شبِ غمِ رختِ ز عالم برداشت	باز روشنِ سحرِ عیشِ نسیان آمد
باز بر گلبنِ امید گلِ تازہ دمید	باز در باغِ اہلِ فصلِ بہارِ ازل آمد
باز در خندہ زمیں آمدہ از لالہ و گل	باز در گریہ زدنِ ابرو ز بارِ ازل آمد
باز بگفت بہارِ چہستانِ جہاں	باز بلبلِ بہوائے گلِ خندان آمد
باز قمری بسیرِ سرو فوائے عشاق	رہست سر کردہ بآہنگِ صفا ہاں آمد
باز براجِ حصولِ اخترِ امید و مید	باز در شیبِ عدمِ طالعِ حرماں آمد
باز در طالعِ تیرست عیانِ سہمِ انجیب	باز بر جبینِ بناہید بسرِ طال آمد
باز در جوتِ پئے زہرہ قرآنِ ہیست	باز در برجِ حلِ مہر در خشتان آمد
باز شد عطرِ فشاں صندلِ صبحِ نور و ز	باز مشکِ شبِ گلِ عالیہ باران آمد
باز نا ساختہ کاغذِ سحر آمد و شام	باز نا سوختہ عودی ست کہ سوزان آمد
باز آن ماہِ نشاطِ آذرِ طبع و خاطر	باز آن سالِ فرحِ بخششِ دلِ جان آمد
باز آمد مہِ میلادِ حضورِ پر نور	باز سالِ گرہِ آصفِ دوران آمد
میرِ محبوبِ علیاں کہ بختِ شاہی	نامِ اوتاجِ ملوکِ افسرِ شاہان آمد
آن نظامِ دکن و آصفِ دورانِ کرد	روئی گیتی و آرائشِ گہاں آمد

جم ختم خسرو دوراں کہ تاج و بیگیں
 از عطاے تو پر آب ست دہانِ دریا
 تا ز خاکِ قدمت آیدش آبے دست
 ابرخشید اگر آبِ ز دریا سہل است
 موج باشد ز گفتِ لعلِ بروے دریا
 از عطاے تو کہ بارانِ گرمی بارد
 آبِ رودیدہ شد از دستِ تو بحرِ عمال
 خیرہ از رویِ دلِ افروز تو چشمِ خورشید
 سر و شد از عرقِ شرمِ قدرتِ پادِ رگل
 بہر خلقِ تو ز گیتی ہمہ ذکرِ احسن
 سبز شد از تو سپید و سیل و نہار
 گرد و تار شتہ جانِ اشت ز سمتِ عجب
 سال خورده شد از رائے تو تقویمِ سپہر
 شمعِ افروزِ شبستانِ جمالِ تو مہر
 یک کمانِ او تو ترکِ فلکِ آمد از قوس
 ہم کمر بستہ ات از منطقہ آمد جزا
 ہم ترا قاضیِ حرجِ آمدہ صدیِ علی
 شاہِ بر جہیں ششم از پیے این ساگرہ
 جذبہ سالِ نکو فالِ کہ از مقدمِ آن
 ہمہ را دیدہ پر نور و دلِ مسرور است
 نکتہ تازہ شیریں بزمِ کز ذوقش

طاق گشتہ بہ جہاں جفتِ سیلماں آمد
 وز کفِ را و تو خوں در بگر کاں آمد
 باز سر کردہ براہست و در غلطان آمد
 دست از کبیہ خود چوں گہرِ نشان آمد
 لعلِ پیکانے ز دستِ بدلِ کاں آمد
 گوہرِ آں قدر گراں گشت کہ از راں آمد
 خاک بر سر ز گفتِ کان بد نشان آمد
 تیرہ از رویِ خوشت چنمہ حیوان آمد
 گل ز رشکِ رخ تو پاک گریہاں آمد
 وز گفتِ بہرہ گیتی ہمہ احساں آمد
 کہ سپید و سیہ را جود تو یکساں آمد
 رشتہ عمرِ عدد و رشتہ بیجاں آمد
 گاؤ خور دست اگر دفر دوراں آمد
 پردہ دار در ایوانِ تو کیواں آمد
 یک علم دار تو خورشیدِ درخشاں آمد
 ہم عطاسنج تو تاہید ز میز ایں آمد
 ہم دبیرِ فلکِ صاحبِ یواں آمد
 کوکبِ پیشِ رس صبحِ بہاراں آمد
 بدین خندہ بدلِ عیش بہ تن جان آمد
 ہمہ را طبعِ خوش و خاطرِ شاداں آمد
 آب اندر دہن طبعِ سخنداں آمد

کہ پئے سال گرہ رسم بود از اول
 لاجرم ز آخر سال دگرہ از رے محل
 در ہمہ سال دو ماہی بود از نام بیج
 اول آمد پئے محبوب فعائے دو جہاں
 وہ وود آمدہ اعداد عدد از دئے بگر
 پس نہ وود شدہ میلاد ختام میل
 نصف آں شش پئے میلاد نظام سادس
 خسروادیر بانی کہ نگہداشتہ
 ز انتظامت و در منظوم بود نظم سخن
 بہ شمار تو عجمی گوہر شہوار مدیح
 نظم من عمدہ منظوم منساید نظام
 گر قبول توفیق دودر تباشند کہ گہر
 خاصہ رخشندہ در نظم کہ از گوہر پاک
 زانکہ ایں جوہر از زندہ کہ جنس عالیت
 ایں عقیقہ ست بعد خون جگر پیروز
 لعل یک قطرہ خون ست فرو بہ نجاک
 نظم جان آمد و در جان جہاں است تیا
 زان براہ طلبش صد چو منی را مینی
 تا بود رشتہ دورات فلک مردم
 گرہ رشتہ عمرت بطولوح مہ و مہر
 کاخ سال گرہ از پئے حساب آمد
 سی و پنجسم عدد سال نمایاں آمد
 کاں بمیلاد و دود محبوب نیرداں آمد
 آخرش در طرف آصف دوراں آمد
 حد بمعنی طرف و خاتم و پایاں آمد
 کوحد و خاتمہ و ختم رسولاں آمد
 شاہ جم مرتبہ محبوب علی خاں آمد
 رشتہ نظم کہ شایاں پئے شاہاں آمد
 زان نظام و کنت نام بہ برہاں آمد
 کرد در رشتہ کاں رشتہ رگہاں آمد
 نے بود عقد ثریا کہ پریشاں آمد
 بہر اقبال شہاں لایق و شایاں آمد
 دُرۃ التاج پئے حضرت قرآن آمد
 از بر عرش بدل بردن شاہاں آمد
 نے عقیق جگری کرد دل ہر کاں آمد
 دین و صد خون جگر ریختہ در جاں آمد
 مردہ خون نیست کہ لعل درد و مرطی آمد
 کہ عجمی بودہ در خیل گدایاں آمد
 تاکہ نور و زرد ایں رشتہ گرہاں آمد
 باد آں نقطہ مشرق کہ ہزاراں آمد

قصیده

در تینت سالگره مبارک اعلیٰ حضرت حضور پر نور

ایا قباد قدر جم ششم فریدون فر	ایا فدیو جهان و خدا یگان نشیر
نوشته از پیئے امرت که با قضاست قدر	توئی که کاتب سر دفتر قضا و قدر
نگار بست ز نام تو بر سر دفتر	توئی که خانه قدرت بد دفتر نکوین
شسته ستاره ششم ماه چتر و مهر افسر	توئی خدیو ثریا علم سپهر سریر
بموجب تو دود سپهر طلائی لشکر	باشکر تو سماک سپهر چون راح
به بزنگاه تو زهر کیند دنیا گر	برزنگاه تو بهرام گسترینه سوا
بحکم تو عطار دمع فلفله دفتر	بد دفتر تو پیئے مشتری قضا و امور
برای راست چو تیر و بر و نکو چو تیر	به تخت همچو سپهری به بخت چون ناهید
برخش ماه منیری به تیغ مهر انور	به نیزه تو سماک و بمنطقه جوزا
به برج طالع فرخنده تو سعد اکبر	بر آسمان نکوئی مهر چهار ده
شد از جمال تو ماه فلک ز شهر بدر	شد از جلال تو مهر فلک اسیر ز دل
زمان و رایتو یک منطقه دگر مجول	سپهر و طبع تو یک مرکز و دگر پرکار
حریم کوشک جاه تو ساحت اغیر	حیطه کعبه قدر تو گنبد دوار
بزیر سایه لطف تو کوشک ششدر	بلند پایه قدرت ز اوج نه طارم
نه از اطاعت امرت سپهر است گزر	نه از اطاعت طاعت زمانه راست گیر
گران کاب تو آمد زمین گرفت مقرر	سبک عنان تو دیده فلک گریز میر
مدار گردش نه آسمان و بهفت اختر	یگانه که در پیشش جبهت بود راست

ز ضرب نیزه خلی تو ساک اغزل .
 ستاره رست رضا جویت داروسیر
 دو پیکری ست بعالم شنشده و بهرام
 نفاذ حکم تو مبرم بود برنگب قضا
 ز بخت اسیر تو قدرت به ز بهت و سحت
 قوی سپهر که هر کس زیر گردش دست
 بلند نعره فتح قریب شد ز خلک
 دما دم ست صدای قدم از کوست
 اجل ز کوکب بخت و سر عدا سازد
 فروغ دیده عقل فراغ خاطر فکر
 به پیش رائے زرنیت که عقل فعالست
 یگانہ جو هر جسمی و نوع تو عالیست
 خدیو جم شمشی شهر یار آصف جاہ
 نظام ملک ازانی که گوهر پاکست
 کریم طبع ترا هر دم بود بندہ
 ز به سخایتو با هر کس چه شد چه گدا
 ز به عطا تو در هر کس چه تر چه پستی
 ز به وفا تو در هر دے چه خسته چه شاد
 ز به دما تو در دهم چه شیخ چه شاد
 ز آستین تو بڈے بود عقول لال
 بغض ابر و پیری بیدل جسیر محیط
 ز خط کلک سیاه تو تیر چرخ ابر
 سپهر است وفاق تو مرکز و محور
 یکی ست پیکر جو زا و پیکرت به کمر
 قصای امر تو حکم بود مثال قدر
 بهار روضه خضر او گنبد اخضر
 به پیش حرکت گلشت دست زیر و زبر
 چو خواند آیه نصر من اللہست خضر
 مباد کا وقت از پایے گنبد بیدر
 به دفع چشم ز تیغ سپند در بنجر
 صفائی سینہ علی جمال روئے هنر
 چو نمہ متحیر بود عقول عشر
 که سافلند ز جنست عقول در جوهر
 نظام ملک و فرخ فرد و فرشته میر
 بود ز رشتہ نظم فرید گنج شکر
 غیلم لطف ترا بحر و کال بود چاکر
 ز به گنوز تو در هر مکان چه بحر چه بر
 ز به نقود تو هر گونہ چه سیم چه زر
 ز به هوا تو در هر دروں چه سینہ چه سر
 ز به شای تو بر هر بے چه خلک چه تر
 ز آستان تو خاکی غیر و غنبر تر
 بطینت آب ز لالی بطینت بچو منظر

گفت بعالَم اتصال ابرو لو بار
 بدست تو چه بود بحر قطره بے آب
 بعد جمل اساس تو قنہ از سر خود
 برو شگفتہ بهاری بهوشیم بهشت
 ز رنگ لعل تو آتش فدا و ریاقوت
 حلیم بجو ز منی صفا چو آب حیات
 یگانہ تو میان ملک هفت تسلیم
 فصل طبع لطیف چو صحن با بهشت
 خصائل تو ز زہت حدیقه ریحاں
 مشام بہت ز خویت شمیم نور دزی
 بود ز قہر تو ذرہ بقامت خورشید
 بخردی تو و لقا طاعن و باطل
 شنائے تست لہائے یک جان ظاہر
 جمال ملت و ملکی کمال دانش و دیں
 امام دین مبینی نظام دولت و ملک
 قوی ست لہست تو زین دہک و تیارچی
 بذات پاک تو باشد کہ جاودانی
 فرودہ رتبہ خطبہ ز نام ولایت
 صریح ملک سیاحت بزم در زم بود
 سواد نامہ کلکت ہزار بار بہت
 نقوش ملک تھے در دیدہ اولی الابصار

قدرت بگلشن اقبال نخل بار آور
 برائے تو چه بود ہر ذرہ احقر
 نہادہ بہت کلاہ و کشادہ است کمر
 بخوئے مشک تباری بخلق غیر تر
 ز غیرت سخت غرق آب شد گوہر
 سبک چو باد بستی لطیف چو آدہ
 چو در میانہ اعراض تسہ یک جوہر
 صفائی طینت پاکت چو چشمہ کوثر
 شامل تو ز نکست شماسہ عنبر
 نظارہ بہت ز دیت نصارت منظر
 بود ز فیض تو قطرہ بہ قیمت گوہر
 بگردی تو و حاتم عجیب و جعفر
 دہائے تمت بدہائے علمے مضمر
 زوال کفر و نفاق و بال فتنہ و شر
 عصام خلق جانی قوام فتح و ظفر
 ز بازوی اسد اللہ حیدر صفدر
 پناہ ملت اسلام و شرع پیغمبر
 بلند گشت ز پائے تو پایہ منبر
 صدائے نالہ تیر و نوائے نعمت تر
 ز جام جم کہ نثار و ز خطہ جور اثر
 فروغ دیدہ بینش چراغ چشمہ نظر

سواد کلک کئی کال سر نوشت پیشانی
 زیر این شہ کامران بروز دنا
 عقاب ارباد و شمال دار بنجاک
 بقامت ابر محیط و ہویہ بارانی
 سمن زماہ نو داخو رشن کا کھنل
 جہاں نور دو چو افلاک گرداں چوں تیر
 عقاب منظر و طاؤس قصہ ککخیم
 دم صعود و نزول ست ہجو آتش و آب
 رود ہویہ بیک گام تا بسد نگاہ
 سپہر نزل آفتاب سیما یا
 نجمتہ سی و ششم سال بہر سالگرہ
 ہزار سال ازین بہتر مبارک باد
 طفیل احمد مختار و چار یار کرام
 دل عدو نہایت بود جو بید ز باد
 غنی ست داعی اقبال دولت تو سر

شب بے بات بود میدہ ز خیر خبر
 بود سمند چو پیل و پلنگ و شیر بر
 ننگ اربہ بحر و پلنگ اربہ بر
 بہت ہجو دشن و بصوت چل تنہ
 بجام او ز نریا ستام او از خور
 دلیل رہ چو ثوابت شتاب و چو قمر
 ہلے طلعت و سمرغ بال و عمار
 گد رنگ شتابی چو خاک چوں مصر
 چو باز گشت پس آید از دو گام نظر
 کہ باد دور تو پوستہ ہجو دور
 بود مبارک و بہتر ز سال آئے دگر
 بفضل داد و داد و خالق اکبر
 طفیل شہر و شیر سبط خیمبر
 متن زیم چو غل کنن تر ز تر
 کہ شعر ادبہ بخت شود نوشتہ زہر

قصیدہ

در تنیت سالگرہ مبارک حضور پر نور خلد اللہ ملکہ و سلطانہ

چوں عروس صبح از خواب گراں سرور گرفت
 از بیک وحی ہوائے خاستن در سر گرفت
 ہجو گل کز جامہ کھد برگ خیزد با داد
 سر زخت خواب بیرون کرد و زخت از برگرفت

در عودی شب با معجزه شمع شفق
 از زمیں و سیمه تاریک شب برداشته
 لباس عابد شب زنده دار معجزه
 جو صوفی چادر ترساید و دشمن انداخته
 آبی شبنم زیب و دشمن و سینه ساخت
 ز تن زیب سپیده حله زیب تن نمود
 بشعل شمس گاهے مقنع زرتینه ساخت
 بگل خورشید زیب افراشته جیب و دمش
 و آتش عالم فروزا مدبر نگار نوبهار
 بوئے پرواز او از ماه تارهای فروخت
 شمع عالم روشنائی یافت از دیدار او
 تو لمعان او بر ساحت غیر افتاد
 نه دلمائے انگیس از رخ خندان کشتاد
 ارض او چهره کون و مکان پر نور کرد
 بوم ماه نیم ماه و همچو محسوس نیم روز
 تم اے زیبا نگار ساوہ و سپین عذار
 روز و شب بینی ز ماه و سال کیں لیلایں لیل
 بهال آویزه سپیں بگوشش انداخته
 حق در گردن فگند از بانہ ماہ منیر
 رده زنبوری اند چرخ ثوابت ز دبر و
 لکشان جلے حاصل زیب صدر و سینه ساخت

از سروت چوں قبائے لاله احرار گرفت
 خاطر از گلگونہ سرخ شفق ہم بر گرفت
 جامہ سادہ سپید از مهر خور و بر گرفت
 همچو محرم دل ز رنگ احمرو اصغر گرفت
 دامن جامہ خورشید چوں چادر گرفت
 گاه تن زیب سپید از نور خور و بر گرفت
 گه خمار تابدار تافتہ بر سر گرفت
 و ز گل متاب چوں شبود ماغی در گرفت
 پر توش در بحر و بر افتاد و خشک تر گرفت
 و از زمیں تا آسمان روز چوں تیر گرفت
 طالع گیتی سادات از خورش کیس گرفت
 لعل پرواز او در گنبد اخضر گرفت
 کام تلخ از خنده پر شور و رشک گرفت
 کاکل او مغربان و دروغ در غنبر گرفت
 پر توش افتاد در آفاق و ستار گرفت
 چسیت تا بلعت ز ترنم زرد و زور گرفت
 از پئے ترنم علی بست و حلل در بر گرفت
 و از مہ کامل مرصع تبتہ بر سر گرفت
 حله سرخ شفق چوں لاله احرار گرفت
 اطلس جیح نم بر و دش چوں چادر گرفت
 گوشوار از گوهر پرویں زیب و فر گرفت

گاہ چوں ہندو زن آن شکلیں پرند شوخ و تنگ
 گہ ز کستان سفید ماہ تابش دامن
 گاہ چوں زنگی زن شوخ سیست از نشاط
 بر میان از منطقه لبست یک زریں کمر
 از دہ دو و برج یک مالای مرداریدست
 زان صور کہ منطقه شد در جنوب در شمال
 غبر نیہ لبست برسینہ زیاقوت سیل
 گفت بامن شاہد صبح صبح سیمبر
 کایں ہمہ آرایش ناپائدار و بے قرا
 خاصہ بایں چہرہ بے نور و این بے سیاہ
 گنگ باشد گرچہ سون و دہ زباں در کام کرد
 کے نماید نیک در چشم و فردا پیدل
 زیب من پایندہ و باقی بود آئندہ آں
 زیب من ایں بس کہ گشتم مولدِ فخر و سل
 زیب من ایں بس کہ گشتم مولدِ شاہ و کن
 میر محبوب علی خاں خسرو دارائے دیں
 آں نظام الملک آصف جاہ کز اجل او
 آنکہ از فرمان دہاں در بادشاہی گوئے برد
 آنکہ تشریف ہی خواہاں ز سر تاپائے دہ
 آنکہ از گیتی ستاں خواستہ ملک و سریر
 دولت او باجِ ذلت از کفِ نفور خواست

از تریا بہر تریش جہیں مجموعہ گرفت
 گاہ از سینور ظلمت بردہ بر رخ برگرفت
 عقد سین شہابش را گشتن در گرفت
 د از نبات انفس تخت سیم ساق اندر گرفت
 ہفت ستارہ پئے ترصیع آں جو ہر گرفت
 بہر جوشن برد و باز وی شش اختر گرفت
 د از عقیق سخن شعری در کف انگشت گرفت
 لیکن دل زیں سخن در غدہ لعل تر گرفت
 بیش ازیں نبود کہ جا در غار کم گرفت
 کے تواند طرف خوبی با رخ انور گرفت
 کور باشد گرچہ چشم عاریت بہر گرفت
 گر خضاب و سمہ و غازہ برد و اور گرفت
 در ازل از بہر من این زیب صورت در گرفت
 آنکہ زیب از مہ سپہر و اختر و غنہ گرفت
 آنکہ زیب از مولدش این ساحت اغبر گرفت
 آنکہ بزم و رزم از دآئین اسکندر گرفت
 سکتہ در قطب آمد لڑدہ در خور گرفت
 آنکہ از شاہان پیش پایہ برتر گرفت
 آنکہ تاج و تخت از شاہاں زبا تا سر گرفت
 د از سرا فرازان گردن کش سرواغر گرفت
 صولت او تاجِ غت از سر قصبہ گرفت

تخت از پاپوس اوراید و پلوز و تاج
 پایکاجی تختش از تخت سلیمان یافت
 نصر و دشمن کشش کشش کشور کشائے
 شہ باقبال خداوندی جہاں بکشادہ است
 از ہمایوں بخت عالمگیر شد شاہ جہاں
 نام را بخت بلندش سکے بر زر نشاند
 حوت بر کرسی نشاندہ ملکہ نقشب نگین
 یک تنہ با تیغ چون خورشید و بار خستہ چو ماہ
 فردیکائی چار ارکان کہ صیت سلو تن
 پور زال از صولت و در بر بزم پیر زال
 غنمہ انصاف و عدلش کامدہ عاجز نواز
 بکنندہ کے آہنیں قصر مشید عہد او
 از نیب او تمنا در دل خاقان شکست
 از کماں تیرش پرید و خورد بر اس ذنب
 آسمان در بزم او از کوکب بخت عدو
 صیت او در گوش اہل نصرۃ طارم رسید
 ہجو اسکندر عجم در دست از اقبال یافت
 حلقہ در گوش جہاں چوں خاتم جمشید کرد
 صد درخیزی چو دست فاتح خیر کشاد
 تیغ تیز برق لعاش بنگام سستیز
 روئے اورا از قدر بہت اختران مرکز نشاد

تاج از دنا زید و خود از فلک تر گرفت
 سر بلندی تاج او از تاج اسکندر گرفت
 آگہا یک لشکر صد ملک صد کشور گرفت
 گر جہاں اسکندر و جمشید با لشکر گرفت
 دنا جہاںگیری بسے بر اکبر و با برگرفت
 سکے را نام بلندش در زر و زیور گرفت
 بنگین و وزے کہ نام نایش جادو گرفت
 از سواد قیر دان شام تا خاور گرفت
 کو شک شد ر کشاد و نصرۃ کش گرفت
 مقنع معجز بجائے جوشن و مغفر گرفت
 روئے زال زار دید و روی ال زار گرفت
 گر شکستی از قضا ایں طاق نہ خیر گرفت
 و از حلال او نفس در سینہ بنجر گرفت
 و از کیں زاع کماں سر فلک پر گرفت
 بہر چشم بد پسندے از پئے مہر گرفت
 سلو تن در ساکنان کو شک شد ر گرفت
 چوں سلیمان ملک جم در کف ز انگشت گرفت
 در بروئے فتنہ ہچوں سد اسکندر گرفت
 صد رہ شور و شری چوں ہمت شہر گرفت
 چوں عصل موسوی رہ بروم از در گرفت
 رے اورا از قضا نہ آسمان محور گرفت

آسمان از دور می بوسد زمین بردگش
 رزم از خون سرو پشت مددیش یافته
 چرخ طلسم خجسته با فد جامه اش از بافته
 چون قبائے بادشاهی و دخت برقدش سپهر
 دشمنان را تیغ او در آب چون خرشید جشر
 دست او با پنجه پر زور و تیغ جان نشان
 شیر گرد و دل را ز میش زهر و گریه بیت آب
 آب تیغش دشمنان را همچو موج از سر گرفت
 دشمنش چون تشنه گم کرده ره جوئے آب
 ابر از آری که در افتاد و در فصل بهار
 بحر را از موج افتاد دست خفگانے بدل
 با کف زر پیش گله اجتماع زر خواست
 همت او از خاطر عاقل حاتم طے نمود
 خشک تر از حیرت مشرم ست ابرو بهار
 حامی دیں آمد و ایضاً رسم شرح کرد
 زان لطافت ها که بار آورد باوری شود
 خلق او حرفے بناف مشک تلماری نهاد
 آنکه از دستش بنای کفر و شرک از پا افتاد
 فتنه با بیشست چون مهرش پئے داد لبتاد
 از کوردیش فروغ ملت بیضا فروزد
 از جلال عالم افروزش گرفت است آفتاب

تا نزدیکان خدمت خویشین را در گرفت
 آنچه بزم از ساقی و صبا غم و ساغر گرفت
 تار و پودش را شعلای مهر و دوزخ گرفت
 دولت و اقبال بهر ابرو و استر گرفت
 تا بزانو تا کمر تا سینه و تا سدر گرفت
 روز و رزم از دشمنان صد خنجر و خنجر گرفت
 نسر طائر را از سمش آتشی در پر گرفت
 باد تیرش در پئے شاخ صورت مصر گرفت
 مرگ را تا جوئبار تیغ او رهبر گرفت
 کتربندلیت کرد دست کف او در گرفت
 تا کف گوهر فتانین کام از گوهر گرفت
 مژگان پرانگده بود شیکه که لفظ زر گرفت
 درسم بخی زنده کرد و فضل جبر گرفت
 سائل از دست کرمش بکیه خشک تر گرفت
 مای کفر آمد و از کافران کیف گرفت
 این که نخل طبعش آب از چشمه کوثر گرفت
 خوسه خویش خرد با بر نکست غنبر گرفت
 آنکه از پامردیش اسلام زبیه فر گرفت
 الاماں برخواست چون قبرش بشور و تر گرفت
 دانه ریز را پیش ردای دین پیغمبر گرفت
 دانه رخ رختان او تابش مه و اختر گرفت

سرباطق آسمان محراب سودا ز قاشش
 شد محب آل پاک دگشت محبوب علی
 جشن جم آئین ادا ز غایت حسن و جمال
 سال ماه در روز و شب از جشن جمشیدی او
 بانخصوص این سال فرخ فال کز فیضان او
 خاصه این ماه ربیع آخر که از دیلادشاه
 دکشا چو باد نوروزی ست بادرشکال
 آن نصارت ها که گیتی یافت از اردی بهشت
 همچو فردین نشاط این ماه شهر یور فردود
 لشکر یزدان کز طفیل مقدم سال گره
 روئے دل آراست گیتی آبروئے تازه یافت
 بزم هاگشته فروزان جشنها شد ساخته
 خانه و بام ست چو بیت العروس آراسته
 بزم جشن شه ز آئین باهک با ماشده
 دست شه در دامن امرو ز از بس زرفشانده
 همچو دامان عثمانی کز دولت او صاف شاه
 عالم را صد گره از کار بکشد دست زانکه
 شه نظام شش بود تا یخ ماه جشن شش
 آفرایز چرخ هشتم در جنوب و در شمال
 رسم جشن سی و شش باد امبارک بهر شاه

پاینده بالیند از پشته او نبه گرفت
 در دلش از لبیکه حب صادق و جعفر گرفت
 لعبت عینی شد و همچو بی پیکر گرفت
 چو عروس نوشد و شکل پری پیکر گرفت
 عالم از سهم سعادت بهره او فر گرفت
 دهر در خوبی فرود و زیب سرتاسر گرفت
 فیض ابر و لطف بارالک سبح بهر گرفت
 خطه پاک دکن از مهر شهریور گرفت
 چو ربیع اولین رونق ربیع آخر گرفت
 ملک از آئین تازه نازگی از سر گرفت
 چهره زیبای عالم رونق دیگر گرفت
 گوئی از بزم جم و جشن فریدون گرفت
 کوی و برزن زیب چهل بیت تضمین گرفت
 شمعها در بزم خمر و تابش اختر گرفت
 کیسه فردا گرانی همچو دی از زر گرفت
 از نفوذ معنوی در گنج و در گوهر گرفت
 رشته سال گره عقد سعادت و گرفت
 شش بهم در خورد و عقدی نوش و خورد گرفت
 سی و شش اشکال گرد منطقه پیکر گرفت
 آنکه اورسم الم از اهل عالم بر گرفت

قصیدہ

در تہنیت سالگرہ مبارک اعلیٰ حضرت حضور بہ نور خدا اللہ ملکہ و سلطانہ

بطور تلمیح ارجحاً لا نوشتہ شد

(۱۹۳۱ھ)

نام خدا شاہ دکن من سطوتہ سلطانہ	لرنہ و فلک از بیستہ شیخ عالمہ من شانہ
کیواں ہند سر بر زین من ارتقا قدرہ	میرج افتد از فلک من صولتہ شجاعتہ
قیصر بود بدو دشمن من احقر خداہ	نغفور آمد ریزہ چین من نعمتہ فی خوانہ
انسجری بابہ من حبلہ حجابہ	اوسائر رکابہ او مثلہ فرسانہ
راے ز رفیش از ضیا کاشمشک غم قہار	وہے نکویش از صفا کالبد رنی لمعانہ
صد لیل لبہ لو گہر کالمشتری لالائہ	صد لعبت چین و چکل کالجور من علمانہ
محبوب چوں ریح رواں لکاس فی ابدنم	مطلوب لہائے جہان کالجوان من جہانہ
حامی ناموس ز من بالجند او اجلالہ	ما حی آثار قن بالقر و فیضانہ
حبش در آب گل بود و خلق فی ایامہ	مہر ش نہ جان دل بود و الناس فی ایامہ
از بحر فیض او دکن کالقدس من سلوانہ	والبلخ من جیحونہ و الشام من جیحانہ
شاداب ملک از فیض او کاجنۃ الخضرۃ	او بیت ملک الفارس من عدل نوشتوانہ
صورت دلیل سیرتش و خلق لغیتی خلقہ	سہر ش عیان ست از علن معنہ من عنوانہ
خرم دلش از ملکات کالنور من ریح الصبا	خرسند از و ملک دکن کالخلد من رضوانہ
رفق ست در رفتار او و العدل فی حکامہ	صدق ست در رفتار او و الحق فی برہانہ

صدیکه لعل در دہد لکن ہذا جو دہ
 خرم دل او از طلف کار و رض من شہار
 ناز و لیحدش با و کابل من ضرغامہ
 فرخندہ صاحب عمد او عثمان من اسماء
 والجد من اطوارہ والجو دین آثارہ
 یارب بود شاہ دکن من اسلحہ ملکہ
 زور بنا یا ہما فی عیشہ مرضیتہ
 زین سی شمشال گرہ وایں بزم شہسوار
 ایں بس مائے جانفرانی حضرت رب العلا
 اقصیٰ ہی خواہا نہ اعلیٰ شاخوانا نہ

از کتریں افضال او من ادون احسانہ
 والغصن من اشمارہ والنخل من اعصانہ
 والریح من یحسانہ والدرد من عیانہ
 والسمع من سیماہ والسود من شانہ
 والفتح من انصارہ والنصر من اعوانہ
 شاہنشہ رے زمین و امتاز عن اقوانہ
 وارض لوجہ المصطفیٰ عنہ وعن عثمانہ
 بارک الہ العالم فیہ وفی خلاہ
 من احقر خدامہ ادعی دعای گویانہ
 ادنیٰ انک خوارانہ عبد الغنی خانہ

قصیدہ

در تینت سالگرہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور خلد اللہ ملکہ

ایا خدیو ثریا جناب و سر قباب
 کفت ز بدل عطا یا مستقیم الازراق
 ہمز طبع لطیف گرفت قیمت وقت
 فسانہ ایست ز توجہ جبر و حاتم
 نمونہ ایست ز دست تو قلزم و عمان
 ندید رے صوابت بخواب رے خطا
 حکایتی ست ز حرف تو گوہر پردیس
 بلایے فرق تو چنید ہمیشہ تاج و کلاہ

فلک سمند و ستارہ تام و ماہ رکاب
 دلت زل و تائق منفی الابواب
 گہر ز دست سخا تو یافت تابش و تاب
 نشانہ ایست ز تو زور و رسم و سہراب
 کرشمہ ایست بظہر تو بحر نیل و سحاب
 نچشت روستے دل تو مگر محبوب صواب
 روایتی ست ز راز تو مہر و مال تاب
 بدست پائے تو بوسہ زندہ عنان و رکاب

کتاب کمنہ عالم ورق ورق گشتم
 نہ مثل جود تو ریدم روایت در فصل
 زہی مہر و مواسا عزیز روح و رواں
 زہی ز شوکت جاہ و چشم تارہ پیادہ
 بود شکائے تویب زبان خرد بزرگ
 بہ نعمت تو جہاں را رسید قوت و قوت
 پے دعای تو گردن زہر در سجدہ
 بود ز فرق تو اکیل را سرافرازی
 بخستم زدگان از تو باغ و باغ بہشت
 ہمیشہ بخشی بخت عدد گستہ ہمار
 مخالف تو گے خوار و پامال چو خاک
 گے بادیہ سر در ہوا بود چوں باد
 بجنب رای و دلت دعوی سحر کاذب
 پہر خاشیہ ات میکشد بیزیر بغل
 رخ تو صبح فروزاں مے ز کذب بری
 جنبہ دار تو مہر فلک ز نقشہ ماہ
 بر یسمان مجستہ بدلو بہفت خستہ
 قبائے اطلس نہ چرخ بر قدرت کوتاہ
 عیاں جلال نہ نامت چو تابش از خورشید
 بدست تست کلید خستہ این ارزاق
 ضمیر پاک تو مرآت صورت المام

گماشتم نظرے بر فصول مبرا بواب
 نہ ہمچو جاہ تو خواندم حکیت در باب
 زہی ز جود و کرم مالک قلوب رقاب
 زہی ز رفعت شان و ہم سپہر جناب
 بود دعائے تو و دلپیشو و شتاب
 بدولت تو منہ خلق راست دانہ و آب
 پے بہتائے تو لہر ہلال در محراب
 بود ز پائے تو اورنگ را و سر فرتاب
 دل جفا نشان داغ و داغ و داغ تاب
 ہر دم مرکب جاہش بود شکستہ رکاب
 گے فنادہ بسر در شیب صورت آب
 گے ز داغ جگر سوز سینہ آتش ناب
 بحسب مے تو ماہ فلک بدر ز حساب
 مگر گرفتہ عنان تو میدد و بر رکاب
 دل تو مہر درخشاں و یک بڑب و تاب
 رکاب ساز تو گردن زہر عالم تاب
 پہر مزاج جاہ ترا شدہ دولاب
 دولائے شمس و قمر بر تن تو بذلہ ثیاب
 نمان طفیلہ بر نیکیں چوں طلسم زیر حجاب
 بود بحیب تو گنج نقود بحر و سحاب
 یلیم طبع تو معیار ہر خطا و صواب

نہ زد بہمد تو شبنوں غمے بکھور دل
 نہ مادمی نگند چاک درقبائے کتاں
 نہ تند باد ز تو بشکند سلاسل موج
 نہ جور ہجر چو یعقوب در دم پیرے
 نہ دست برد حسد یوسفی کند و چہاہ
 پہر ساختہ عزم ترا مدار و میر
 خورد ز شان شکوہ تو بہ پہر نسیب
 عیاں ز نقطہ کلک تو دفعت حکمت
 ہمہ فصال تو مستلزم میج و سپاس
 فروغ بخت ز سیمائے صافیت روشن
 باز قفار بلند آہستہ تو راہ نیافت
 کشاد گرچہ محبطی وزیر چ بخت ہزار
 قلم ز دست دبیر فلک فرو و افتد
 تبارک اللہ ز عظمت کہ معنی از لفظش
 نظام طوس بدانش نظم ناظم طوس
 تو آں بدیع بیانی کہ در دم ایجاز
 ہمیشہ از پے کسب علوم تہ کردہ است
 بخت چو ناظر پرداز گشت از عجزاز
 چو تختہ ہائے گلستاں ز فیض ابر بہار
 گہر فانی دست ترا کجسایاں
 گرفت ہوں غم فیض تو ابر آزاری

ندید از تو گمے ترکنا ز شیب شباب
 ز مہر می کشد از سہر و شبنم شاداب
 نہ موج آب کند گنبد جباب خراب
 نہ جوش وصل ز لہجہ صفت بعد شباب
 نہ افرا گشت آلودہ کرتہ درخوناب
 زمانہ خواند جناب تر آمل و تاب
 فتد بکھوراعد از لشکر تو منساب
 نمان بجنج و دواتت جسریدہ آداب
 ہمہ فعال تو مستوجب شاد و ثواب
 چو در میانہ روز آفتاب عالم تاب
 اگرچہ ساخت بنم ز مہر اصطلاب
 اگرچہ خواند ہمہ بست باب اصطلاب
 اگر محاسب رایت رو دسپائے حباب
 عیاں چو نشتہ سلک ست از دہ خوش آب
 نہ ہی شعور و نہ شعریا اولوالالباب
 عیاں ز لفظ تو معنی ست صورت اطناب
 دبیر سپنج بزم تو زانوی آداب
 شد ست جذر ہم منطق از برای جواب
 شگفتہ گشت ز کلکت صحیفہائے کتاب
 کہ نیست قلزم حجت ارجو دو تویاب
 شکست کاسہ خالی بفسر قی بحر جباب

بگوز مغز سر و شمنان زنی بر خاک
 حاتم و خجرتیبه تو آتش در دست
 بود زمینت عدل و یمن انصاف
 و در سطر و واقع ز آسمان برین
 برو ز صید تو شیر اجم شود قایب
 زاعت دال تو کهنه تناظر طبعی
 لبک غفانی غم تو تعبیه کرده هست
 سمنه تازی تا زنده تو پندار و
 سمنه تو چو رود بر سپهر باز آید
 که در میانه دد سر کشتن خلاف حکم
 بلند مرتبه شاهی که کهنکشان و نجوم
 دهد ضمیر تو گرد زده منور غم بهر
 زمین ز خاک در تو بر آسمان نازید
 عدوئے سوخته جان غرق آب شد از تو
 چو راست کرد کمان خمیده تو خدنگ
 چهار طاق بلند سپهر آسایت
 اگر نه ابر کف در فشان تو بار د
 سحر زود تو هراشک دید در تیسیم
 چو جوهریت در اعراض در و جوام
 بخد متت چو دیدند حوریان از حنله
 پس از نظام که آمد ز دوده سلجوق

چنانکه آب بریزد ز دلو حاد و لابل
 که می جلد ثمر را ز می برنگ موه آب
 که پای پیل نیار و شکست پر ز باب
 فقه چو سر و هی از صید که عقاب عقاب
 ز سهم تیر و تفنگ تو از میانه غاب
 بروں شده همه از خاک باد و آتش آب
 بنگ حناره صفا طبعیت سیما ب
 غریب پیل دماں دروغا طین ز باب
 چنان سر بیج و شتاب ست زایا ب ذهاب
 سکون نیامده حائل و اینکه لهاب
 فلک بدانه و کاه آور دیر لے دواب
 شود چو روز شب سایه از زمین باب
 سپهر گفت که یا لکیت سی آگون تواب
 نهاده اند به تیغت خواص آتش آب
 بجان خصم تو ناقب شده برنگ شهاب
 بشش جهات کشیده چو آفتاب طتاب
 سفینه بحر به بند و خشک همچو سراب
 گد که از غم گوهر گریست شب در خواب
 ز منور فی لقب تو میانه القاب
 بهشت گفت که طوبی لهم و حسن طاب
 نظام یافت دگر باریں جان خراب

جہاں پناہ ترا ز پناہ ہماں
متابعِ علم و ہنر آب دیدہ بود ابرو ز
توشت و شوئے رخسار کردہ زگر و کاد
نجستہ باد ترا سی و ہفت سالگرہ
غنی ست روح سرائے نظامِ آصفیاء
از ان نظم سخن آودہ چو لولہ نایاب
دلش ہلک معانی ست ابر دریا بار
اگر چہ در جگرش نیست قطرہ از آب

قصیدہ

در تینت سالگرہ بندگانِ عالی حلد اللہ ملکہ

جہاں فلکفستہ و گربار گشت چوں گلزار
بہارِ صیت و نورِ سرور و سور و نشاط
سرورِ روحِ رواں رسمِ جشنِ سالگرہ
نخستہ داور دورانِ خدیو داد گرائے
جہاں جود و کرم آسمانِ مجد و علا
جہاں مطاعِ زمیں منحنیہ و زمانہ میطع
بیاضِ منتخبِ نسخہٴ سنین و شہور
چو عقلِ صا درِ اولِ زملتِ اولے
بہ بختِ ہیچو فریدونِ آفتابِ علم
گراں ز حرمِ چو کوہِ و لیک جو ہر خیر
بعد اوندہ نشست ست داغِ بر سیمینہ
بخاطرِ نہ قناعتِ دستِ رنگِ در خلوت
ز فیضِ ابریسار و ز لطفِ باد بہار
چو صبحِ عیدِ سعید و چو شامِ وصلتِ یار
بسالِ ہفت و سی از عمر داور داور
ملا ذمک و رعیتِ پناہ دینِ دیار
محیطِ مکرمت و کانِ علم و کوہِ وقار
تارہ موکبِ انجمنِ ششمِ سپہدار
سواد دیدہ فروز کتابِ لیل و نهار
چو نفسِ ناطقہٴ دُورِ پسینِ ایں پرکار
بہ تختِ ہیچو سلیمانِ آسمانِ مقدار
بیک ز عزمِ چو برقی و لیک صافقہٴ بار
بدور اوندہ و دیدست اشکِ بر رخسار
بچرہٴ نہ شکستِ ست رنگِ در بازار

نه جو حسن که دید نکست چون یوسف
 بود محیط بسایه و لے سحاب بحد
 ہوئے اوست بهر سر خپا نکه بود گل
 خدایگان ملوک زمانه شاه دکن
 شیکه گردش پر کار تیز گرد فلک
 هزار مطرب بزمن برقص چون طائوس
 ہوئے خاک در او نیم روح آست
 خدیو رستم دوراں که تابش تغش
 نظام جم حشم و شهریار آصف جاہ
 تو آن شیکه بد و خجسته سازد
 دو پرده ساخت پدید یاه دست پهر
 پراز ثواب و ستیارتد سپهر نسیم
 سخن بلفه میرفت از عقول عشر
 ز قمر و خشم اگر بانگ بر زمانه زنی
 اگر عنان تو آموختش بک سنگی
 چو لطف و قهر تو در ملک قسماں آمد
 رود بخش چو دیگ پر آب از آتش
 چو تیر دلکشت از سینه عدو گدرد
 اگر عقاب تو در کوه قاف صید کند
 بود زمر تو دشوار و دوتال آسان
 نهیت توشده فتنه در عدم از خواب

نه شور عشق که تمت نهد ز لیحا وار
 بود سپهر بر رفت مے زین بوتار
 و فائے اوست بهر دل چون شود رخسار
 که رفت صیت سنجاش بملک شهر دیار
 نه پیش مبدار امانده است مدار
 هزار نغمه زن مخفش چو موسیقار
 چو بے عنبر خام و چو پخته مشک تار
 چو آفتاب بر انگیزد از سحر بخار
 که زیب داد به تخت شمس سلیمان وار
 ز رخ راه سفر سیل تکیه بر دیوار
 بلند کوشک قدر ترا ز لیل و نهار
 بروز رزم چو انگبختی ز تیغ شرار
 زمانه گفت که با عقل تست هفت و چهار
 رود ز خویش که باز آید از ره و رقرار
 شده است کوه پرواز کاه سان طیار
 نشست فتنه و برخواست دولت بیدار
 ز تدبیر و شمشیر سمندت بگنبد دوار
 بسینه باز بگرد و ز جانب سوار
 بچنگ آورد عفا چو قاف در منقار
 بود ز قمر تو آسان دشمنان دشوار
 ز دولت توشده بخت عافیت بیدار

گراں رکابی حسم تو در مصاف نمود
 بُک عنانی عزمت بحمد بنماید
 جہاں بہر و فائے تو بخت آید
 ازاں نظام ششم آمدی کہ افلاک
 نیافت رنعت بخت ترا ستارہ شناس
 چو گشت سادس سیار مشتری ثابت
 نظر میانہ سیارہ نیست جز تسدیس
 بود میرج تو افسانہ در عقول عشر
 فضائش جہت از دین دلائل عدلت
 کتاب رئے نکویت بیاض صبح امید
 جمال رئے تو نور و سرور دیدہ و دل
 شگفتہ رئے تو رنگ رخ بہار شکست
 عجاں مبر کہ کناید دلش بہار بہشت
 زند ز رئے تو بر خاک آفتاب کلاہ
 شرار ہائے سناں بر آسمان ہنم
 بر آستان تو فرق بلند دی افلاک
 زند ز عدل تو بر پیل پشہ ناچیز
 زدار دیگر تو مالید ہفتہ رو بر خاک
 دو چشم چرخ بہر و روشن ست ازاں
 توئی ز نسبت آبا و اہمات کرام
 ورق ز کلک تو گردید بختہ ریحاں

کہ کوہ از پر کاہش برو بگدایت
 کہ برق صاعقہ بارست تیغ تو ز شرار
 ز جود تو کہ پراگندہ شد بشہر و دیار
 بخش جہاں رفت و میر و دہمو
 کشا و گرہ محطی و زیچ بست ہزار
 فرو و نبت نامت سعادشن بیار
 زمین آصف سادس شہر نحو آثار
 بود فنون تو بر بہفت کوکب سیار
 شلے ست برنگب شامہ عطار
 لصاب بخت عدویت یا بہ شب تار
 جمیل ذکر تو در دو وظیفہ اختیار
 بختہ خود تو برد آب طبد عطار
 کسیکہ بارخ زیباے تو بہشت بہار
 کشد ز رئے تو پیر فلک بپا دستار
 نمود اینکہ ثابت بود تہ سیار
 در آئین تو دست سخاے ابر بہار
 ضعیف مور بر آرد پردوں زمار دمار
 نہاد عافیت و امن پشت بر دیوار
 کہ رفته اند بزم گاہ ز درگہ تو غبار
 چراغ دودہ صدیق و حیدر کرار
 قلم بہ دست تو باشد رگی زابر بہار

خجته ملک ترا ملک و هر ملک میں
 شد از نقوش تو کاغذ نگار خانه چین
 ز جو شاه فرزند مفت دولت و بخت
 مسج گفته عرقی که حرف موزون نیست
 من و شمار خصال جمیل ات هیات
 همیشه تا که قرآن عظیم سی پاره
 همیشه تا رمضان را بحکم کسی روزه
 سین هفت و سی از عمر شہ مبارکباد
 بود در زمین و زمان تو یارب
 غنی ست بیح مرے تو بالقوہ سخن
 چنان ملک ثنایت ز قامہ در رفت ست
 کجا ست عرقی شیر از مستلزم معنی
 کجا ظہیر کمر سخ نظم تا خنوند
 که بگذرند زمین از کرم چو بنس دم
 از نیک رسم قدیم ست و صیہ فی داند

قصیدہ

در تہنیت سالگرہ عالیحضرت حضور پرنور خلد اللہ لک

باز بروئے جہاں چہ سہ طرب بر کشاد
 یافت نکو جنبشی چسبج کہ از دور زد
 گر یہ اشک آفرین پایے بد اماں کشید
 باز غم و عیش را بست رہ و در کشاد
 دید ہمہ حال نیک ز ہرہ کہ از آخر کشاد
 خندہ دندان غالب چو گل ترکشاد

تابرد تخی کام دل عاشقان
 بسکه نشا و سرور برد کنایشن بکار
 راحت دل بیخ را از همه سودر بست
 بست و کشاد عجب بُرد بختش بهار
 برگ گل ارغوان بست چو رنگ عبیر
 رنگش شملای بارغ چشم چو از خواب بست
 جامه گل پاک زد فوق سماع هزار
 سرو چو آمد بپا فاخته از دست رفت
 جام و صراحی چو یافت از گل و غنچه بهم
 گل چو نقاب بوفگند پرده ببل درید
 ببل متانه و شش از قدح سسرخ گل
 غنچه بصحن چمن انبے جلوه گری
 نامیه مشاطه دار غنچه و گل چوں عروس
 بسکه شگفت آدم زینمه بست و کشاد
 ناگم از بوستان مزده نسیم بهار
 گفت مدار این عجب زانکه گره خورده است
 رشته عمر کسے کز دم او چوں بهار
 رشته عمر خدیو آصف دُور آن که او
 آنکه بزم منزل هشتم دسی سال عمر
 آنکه خود اسلاف او همچو ملوک عظام
 آنکه نظام اولش چوں دره چنبیری

پسته شیریں لبان تنگ ز شکر کشاد
 غمزه گره ز ابروئے شاد و لبر کشاد
 بسکه دل حالمے یافت ز هر در کشاد
 نایمه گره غنچه بست با دگل ترکشاد
 بوئے گل یاسین طبعه عنبه کشاد
 دیده خوابیده اشک رشتہ آذر کشاد
 بود گراں گوش گل غنچه بکتر کشاد
 نعره کو کو ز دل همچو قلند در کشاد
 مرغ چمن باده زد ز مزه ترکشاد
 لاله چو آتش فروخت بخت سمندر کشاد
 دردین و کام خویش باده احر کشاد
 پرده ز رخ بر فگند رسته ز چادر کشاد
 روستے یکے در نفعت چهره دیگر کشاد
 کیست که اندازه بست چسپت بهر در کشاد
 داد کز ان غنچه سال این دل مضطر کشاد
 رشته عمر آنکه او کار سر کشاد
 عقده ز کار چمن پنجو گل ترکشاد
 بست در فتنه و کیسه گوهر کشاد
 همچو مدچاره دخت فرو ترکشاد
 کرد چو عنبرم دکن آن همه کشاد
 قلعه بیدر کشاد قلعه بودر کشاد

آنکه بخوابند گان داد ز جعفری
 آصف جم مرتبت زیب سریر دکن
 کاسه هرسائی پر ز زر و سیم کرد
 تا چو ز مغرب آید و شش سیم صبح
 بهر گدایان همه بست دبان سوال
 ملک زرافشان او کای چو کلید ز سبت
 هفت زمین بر درش گنج زر خود کشید
 معدنش در جهان شوکت کسری شکست
 مشتری از طاعتش سهم سعادت گرفت
 روشنی تا ز دیافت چشم همه روشن
 تابعش بهان سبت ز زیو طراد
 اخترش از ارتفاع در صد آنجا رسید
 غم بلندش قبا تپه اسلام سبت
 سهم نانش کماں بر دل طفل کشید
 پنجه ز آل افکنش بازو بهمن شکست
 خنجر خونریز او کرده خاتال درید
 قلعه کفر از دم دشنه چون ذوالفقار
 زنی خویش بهر داد ز گبلرگ خواست
 وصف اعدا در خیمه چو او در دژ
 نسر فلک او فتنه ریخت بر بر زمین
 ترک پسر برین روز و غایبش ز بیم

آنکه بداد و دهن دست چو جعفر کشاد
 آنکه زر و تخت ابخت چو انسر کشاد
 کیسه پر سیم و زر به سبزه گدا در کشاد
 مهر به مشرق دکان صورت زر گدا در کشاد
 بسکه برش بهان مکرش در کشاد
 قفل ز گنجینه لعل و درو زر کشاد
 هفت فلک بر تنش چشم ز اختر کشاد
 پیشت آواز کمر دشنه قیصر کشاد
 تیر ز دیوان کش عقده و دفتر کشاد
 تابه فروغ رخس دیده خست کشاد
 مهر چو زر گدا دکان از پله زیور کشاد
 کافج ثریا از ثری رخت فرو تر کشاد
 دره و خفتان ز تیر بر تن کافر کشاد
 بیم کمانش کمین در ره قیصر کشاد
 عقده صد مفتوحان در همه کشور کشاد
 دشنه سرتیر او سینه سحر کشاد
 چو اسد الله علی منار غیر کشاد
 گرمی طبعش بقبر و دوزخ کشاد
 لغز بنام علی شهید رصفه رحمت کشاد
 گرز کمان شست او تیر به شهر کشاد
 تیغ و کمر از میان همچو دو سپهر کشاد

زخم سپانی برزم بر جگر دشمنان
 زخم زبسن جلد زین تیغ تو در زخم ریخت
 عزم تو بدخواه را روز نواب و نسیب
 گرده گردن کشان خجرت از ہم درید
 چون غصبتش روز زرم چهره چو آتش فروخت
 جوهر از انعام او رفت بخجرت نفقت
 خیر تو از هر طرف جسد در شریعت
 مروت تو در عالم صبح سعادت نماند
 زهره پئے شمع تو پرده فانوس ساخت
 چرخ پئے خطبات منبر خورشید بست
 گرچه پهل سال عمر پیش فقیه و حکیم
 هشتم سی سال شه کم ز پهل پیچ نیست
 تا به سپنج سرا جز بسرا فیل صور
 شمشیر عثمانی تو بشکند از دست سور
 کلخ تو بکش ده در باد بر پئے فلک
 هر سحر تو در جهان ملک دگر فتح باد
 رشته عمرت جو زویش ز خست گره
 مدح سرایت غنی گنج سخن نقد اوست
 تادیه عقد از پئے شاہد اقبال شاه

گاه ز شمشیر بست گاه ز خنجر کشاد
 از تن اعدائے دین خنجره خوں در کشاد
 نم ز جگر در گرفت خوں ز جگر بر کشاد
 گردن بدخواه را تیغ تو چنبر کشاد
 از جگر برفت تیغ دود و شر بر کشاد
 خنجر فولاد تو مشکل جوهر کشاد
 گرچه بداندیش تو نیک ره شکر کشاد
 صبح گراز رفتی روز پرده شب بر کشاد
 برچه ز متغ درید هر چه ز چادر کشاد
 قضا ضی نہ آسمان خطبه به منبر کشاد
 راه کمال خرد بهر حشر و ور کشاد
 لفظ پهل از عهد داینمه و فقر کشاد
 ره نیرویر در کو شکب مشد ر کشاد
 آنکه ز سوز و نشاط خاطر شد ر کشاد
 تا که بر پئے دین چرخ فلک در کشاد
 تا به سحر ملک تو خسرو حنا و در کشاد
 تا گره کار شب یافت ز خست کشاد
 زان پئے عقد شناخته گوهر کشاد
 بست که پر دین بر چشمت ز انحر کشاد

قصیدہ

در تمنیت سالگرہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور خلد اللہ لکے

لے قہ بالائے تو قامتِ حر و شکست
 بارخ و بالای تو لاف زدی زان صبا
 گل ز رخت گدیہ کرد خندہ ازان دامن
 نقش رخ و لکشت دفتر مانی بہشت
 آتش ز رخسار تو شعلہ زد و بسیم آں
 شاہد عذر اعذار چہرہ رخسارے تو
 لے تو از گیواں بہر دم دامن زد
 لاف قد از قامت طوبی جنت بشت
 عارض گل فام تو ریختہ رنگ بہار
 جادوے چشمت شکیب از دل ہار و تہ
 شعلہ عریاں بود سادہ غدارت ز خط
 از پے نظارہ روے دلارائے تو
 خال سیہ بر رخ و عارض گل رنگ تو
 باد صبا در چمن طبلہ و عین کشاد
 جادوے چشمت ربود دل ز کف حورین
 چشم سیمست تو دوش بہ گلکشت باغ
 تا دہن تو شکست قند و شکر در سخن
 نیست ز نوش لبست بہر شکر جز تری

لو لے لالای تو قیمت گوہر شکست
 داد بگل گوشتال شاخ صنوبر شکست
 امر دکنگر صفت شاخ زد و شکر شکست
 خط لب لعل تو سائے آذ شکست
 شہیر ہر وانہ سوخت بال سمنہ شکست
 آب رخ لالہ ریخت نگ گل تر شکست
 چشم تو در سینہ ام از قرۃ نشتر شکست
 مایہ ذوق از لبست شربت کوثر شکست
 کاکل مشکین تو نگشت عین شکست
 زہرہ ز تو ساز خود دید جو تر شکست
 کاتش زردشت آتاب در آخر شکست
 بلکہ کشید انتظار دیدہ بہر شکست
 در دل عود و سپند شعلہ ز بحر شکست
 صبح چو بر عاصفت زلف معین شکست
 قند لبست لذت شربت کوثر شکست
 شیشہ گل زربنگ ساغر بہر شکست
 قند ز شرم آب شد قیمت شکر شکست
 شان نبات و عمل این شکر تر شکست

تا ز تن نازکت بس ز محنت برد
 سلسله اشک من رشته باران گشت
 بی تو مرا جسم خوں لاله به گلشن نمود
 سر و صندوبر مرا در نمود از تو دور
 آرزوئی پیدا لا می شکنند غمزدات
 داو و جمشید فرا صفت سادس نظام
 لات و هبل را لکه از پئے اسلام ز تو
 چون دره خیبری کش شه مردان کشاد
 صد صفت اعدائے دین در وفا غم او
 آمده محبوب از آن نزد علی کونر غم
 خنجر غم بر گلو از پئے شبیر زد
 کی طرف او شود ترک فلک بطلان
 بود گران تر ز کوه لشکر اعدا و لے
 غیر شکست سرش هر چه در دستش نمود
 چنگل شاهین شاه گردن عفتار بود
 سینہ قلب الاسد صفت به تیر خدنگ
 زخم ساقش دل دبہ اصغر شکافت
 دوش چوش عروس بزم شه آیس گرفت
 دمبدم از کوس او بانگ فدمم چو غنا
 منظر ایوان او بسکه بست آمده
 کلخ ستم را از وسط ارم و طاق او قناد

بند قبا ی ترا باد صبا در شکست
 رشته دندان تو تابش اختر شکست
 در جگر م برگ گل خنار چو نثر شکست
 در نظرم برگ بید بهیبت خنجر شکست
 چون صیف بدخواه راصولت اور شکست
 آنکه بحسب پانگی پایه قیصه شکست
 تارک عزای پئے دین حمپ شکست
 قلعه کفر و نفاق شاه زهر در شکست
 از مدد بهیبت حیدر صفت در شکست
 دل پئے آل علی سبط پیر شکست
 ز هر بلبل بجام از غم شیر شکست
 خاصه چو طرف کلبه بر شه خا و شکست
 کرد بشکرت ز کاه تیغ چو بر سر شکست
 روز و غار غضب بر سر کا و شکست
 بازوئی سیم رخ را بازی شه بر شکست
 تارک جو ز ابدان تیغ دو پیکر شکست
 ضرب عمودش سر و به اکبر شکست
 شاه پر وین ز غم حقه زیور شکست
 گوش ستم گوش را بر صفت کر شکست
 طارم کیواں ز غم شرفه منظر شکست
 چون ز ظهور نبی چپارده کنگر شکست

طرفه سلاطون منش جبرائی پناه
 یوسف عدل ترا با هم گرگ اشتی
 جو هر شمیر تو گرچه عمن بیش نیست
 ترک فلک راز تو چون شده ترکی تمام
 زهره بدیوان تو چنگ دف نمود خوت
 نسر فلک راست گر شپس باز و بلند
 رخس تو از خنگ ماه ورجو لاں بردگی
 بزم ترا ساز دید زهره ز پرده فتاد
 مشتری آهنگ کرد یک چو راهی فیتا
 سریه تریا ز تو حلقه حجاب سود
 رونق دیواں گشت دید دبیر فلک
 کاغذ او باد برد دست بر او گاه خورد
 صبح برایت مگر لاف صف از دروغ
 شام برویت قرچره بد عوی فروخت
 پیچ تو بازوئے رسم یک دست بست
 رومے زمین را گرفت سم سمندان تو
 غزم تو بر کشور و لشکر دشمن چو در
 آمد از موکبت بر سر اقسیم کفر
 خصم زبونت اگر برد بد ریاست
 خنجر خونریز تو بهر ملک و عدو
 حاسد جاہت اگر خواست سلامت زکوة

کز ادبش زانوئے هر مسل اکبر شکست
 می ندید در جباں هیچ برادر شکست
 لیک بعرض هنر قیمت جو هر شکست
 دست ز شمیر داشت دست خنجر شکست
 تیر بدیواں گشت خامه و دفتر شکست
 تیر بلند افگنت باز و و شهر شکست
 گوئے تو هنگامه گرے مه و خورشید شکست
 بر تماش از رخ گوشت چادر شکست
 آرزوئے بزم تو در دل مضطر شکست
 پایہ کیواں ز تو پایہ مبشر شکست
 دل ز قلم برگرفت خاطر دفتر شکست
 سنگ زرد و بردوات خامه و دفتر شکست
 لاجرمش بر افق شب متبحر ز شکست
 قبح درش آفتاب صبح بحیر شکست
 بازوئے پر زور تو دست غضنفر شکست
 پشت فلک گرد پای خیل کاه و شکست
 رومے ز کشور گرفت پشت ز لشکر شکست
 چون بسیر ملک شب از شب خاور شکست
 سیل بلا بر سرش کشی دست شکست
 غوغه خون او در بن خنجر شکست
 کوه زمهر تا کمر بر کمر و سر شکست

امر تو در قفا مصحف و تبیخ خواند
 بار قم و گشت خامه زحامی خویش
 تیغ بیک پیکرت سر ز تن خشم برد
 لے که ز اجلال تو دوده سلجوق را
 ای که نظام اولت کا صف جم جبه بود
 بر تن اسفندیار تیغ تو جوشن نگاف
 با کف ز پاش تو کاهه گوهر فشان
 نوک نانت گے گز گز گزانت گے
 بر بن گود زر و گو بر تن سهراب دسام
 تیغ ظفر بیکرت گشت چو بالایر زم
 دست تو سازد در دست پنجه سدا زر خام
 دور بکامت رود و داد گردور گیر
 داور دریا نوال مع سرایت غنی
 گوهر پرتاب اواز فرو فر تاب خود
 لمعه او از رخ انوری خاوری
 بر تو همایون کشت و شادی سال گره
 کوشک طبعت ز سوزش و آباد باد

بنی تو در میکده شیشه و ساغر شکست
 بر تو ویر فلک صاحب فقر شکست
 نشت گران سنگ تو بر سرش افسر شکست
 شان ملکته نما ند شوکت سحر شکست
 قلعه بے درکش و قلعه بیدر شکست
 بر سر افرا سیاب گز ترا فسر شکست
 زر زبیا او قفا د قیمت گوهر شکست
 گرده خاقان تنگاف گردن قیصر شکست
 در عهد وختان درید افسر و مغفر شکست
 پیلوس جو زارید پشت و سپر شکست
 فستنه یا جوج اگر سدا کند شکست
 گم دران فلک نوبت قیصر شکست
 بر سرت از گنج این گستر شکست
 کوکب تابش پنجم اختر شکست
 فرد فروغ سخن در همه غا و شکست
 آنکه ز شادی غم خاطر شد شکست
 تا که بیا بدید مور که غاب شد شکست

قصیده

در تهنیت ساگره بندگان عالی علی حضرت خلد الله ملک

صبح شد کن خواب خوابان جلوه بابر جویند خند بابر آفتاب از رخ زشت بشویند

رو نکوتر میشو و از حسن شسته در نظر
چشم شویند از خمار خواب یک دریا و آب
ز اشتیاقی پر تو و مضطر آمد جو نبار
از عتاب قدر جال حباب عاشقان
جامه آبی شبنم همچو گل در بر کنند
تنگ بر اندام خود دارند این شبنم قبا
بر کعب هر پا چنان بندند از بس تنگ
کاکل شبنم از رخسار چون وز فلکند
خال بلب غازه بر رخسار و افشان چهرین
زان عذار آتشین و دانه خال سیاه
سحر بابل از لب معجز نما بر هم نهند
خنده بر نسرين و گل از عارض رنگین کنند
رخ فردزند از رعونت با گل رعنائی باغ
بایح همچو گل خورشید خشنود چو روز
گل ز شونجی چادر خود را بشاخ افکند دست
بر عسدر آتش بلبل سر لیدر و ستا
بوسها از لب بفتانند تا دلدادگان
سر بر چشمک بنرگس باید از چشم سیاه
اندیس صبح سعید مولد پشاده دکن
هم نوید جشن میلادش بهر بر زن دهند
طلعه هائے بانگ شادی بر فراز نه سپهر

حن شسته تر بود گر شست و شو بر رفته
هم بر لب فتنه خوابیده بدخوزمند
آب سیم نایب گردد گر بر لبی پر تو زنند
هر گره کز زلف بختایند در برابر زنند
هم قبلے پرنیاس بر کرکته پر تو زنند
بر قباها از شعاع آفتاب آتوزمند
بر سر دستار با گل از بر لب تو زنند
خنده با بر عنبر و کافور ازین مستوزمند
سر مه در چشم سیاه و دسمه را بر تو زنند
عود بر آتش نهند و لاله آسا بوزمند
بر زمین ز بهره ز چرخ انداخته جادوزمند
طعن بر سر و صنوبر از دست بد بوزمند
قد کشند از ناز و بر لب قمریاں پوپوزمند
آستین بر چسبند مرغ و شبنموزمند
خوش بود بر قمع گراز روی نکو بکوزمند
ژند خوانان چمن و پیش او زانوزمند
خرده بر لب آبی عتاب و شفا لوزمند
موبود در کار سنبل عقده از گیوزمند
باید از هر تنیت در هائے گفت و گوزمند
هم نمائے شادمانی بر سر هر کوزمند
خیمه هائے اشک حسرت از عدم آتوزمند

دست افشان پای کوبان حلقه زن از هر طرف
 جم چشم شاهیکه از لطفش نومی توانی
 بر محبوب علی خاں خسرو دارا یو دین
 خسرو و فخر سلاطین آنکه خدامش
 پیروزند از تیغ بر جزا اگر در دل برند
 گرز گویا پال گران برگردن چپال همد
 روز رزمش و شمنان راز استخوان سیند
 برگمان قوس می بند ندره از کمکشان
 چون عصا و دست موسی نیزه و دوش بزم
 تا صق که تا صق آرد و بر خاقاوند
 بے گمان بر نیزه و از بهاء اهدا بانگ
 آتش انگیز مست تیغ و دشنه نیزش ز آب
 بزم آریان اولاد گور و در ضوان ز خویش
 می فشانند از سخا دست و کفن عقد لال
 مهر بر سالش بیزان خجده و دارد امید
 نیست در جام دل شده نقطه از جسم جو
 کار پر دازان قدرت روز آیین بستنش
 گم کنند از بیم دست و پا سرایسمه شوند
 پهلوانانش بنگام و غاصد پشت پا
 سینه روین تن دولا و دند اندر مضام
 مرگ پیچ و دست طاقن و تیغ و تیرا

بر در شاهنش از تنیست با هوزند
 صد صلا بر عالم پیر خرف فروزنند
 آنکه نقش نام او بر نامه با چوں هوزند
 خنده بر ضحاک افسریدون و کجوزند
 می برند از پیش گردون گریه میان گوزند
 بیک خشت آهمنی بر سینه پیوزند
 دشنه و در سینه و در دل زهر پهلوزند
 گرشکار برده افلاک چوں هوزند
 گر همه جا دوست دشمن قلم از جادوزند
 تا خطا بشنوی گے بر کشور پیغوزند
 گردلیرانش بمیدان روز میجا هوزند
 شعلما نیزه ز موجش گریه جو زنند
 دل نمی آید که گشت روضه میوزند
 صد گره دیگر و بار رسته کولوزند
 سکه شده بر زر کمال عیار اوزند
 از خط جو ریش قلم بر جام کجوزند
 پدوده و بلبل قصه از پرده نه بوزند
 روز زورش رستم و مستان اگر بازوزند
 رستم یکدست را بر پشت و بر پهلوزند
 چاک گرد و چوں ستا بر سینه گریه بوزند
 از چرخ بر خواب دشمنش نازوزند

دشمنان از قبر اوروز و شبان گویند هائے
 زان بسکستی که بازویش کند در روزندم
 شوکتش راشانه گردانی ز کجیخه درو است
 سازگار آمد بعد عدل او تا سازگار
 دشمنانش از خیم میخشت هابر سر خوردند
 هر حمر که ابر آذاری و باد نوبهار
 گستر درضوان میسرش هر کجا فرشتش نایز
 هر کجا عزم بلندش رو به تسخیر آورد
 تا بدوران فلک باشد حساب تاهال
 رشته عمرش بود چون رشته دوران دراز
 روح علوی شاد و جنت که در وقت انجمت
 چیده ام کلمات معنی تا سخن سخنجان غنی

دوستان از مهر و شام و سحر که میوزند
 تیغ و تیرش آفرین بر دست میوزند
 کاشان بوسان او با خسرواں پسوزند
 باز و شاهین خواب خوش در پهلوی میوزند
 دوستان از جام و مینا باده میوزند
 در ره او آب افشانند و رفت میوزند
 حوزیان و محضل او از مژه جباروزند
 فتح و فیروزی علم از این دی میوزند
 تا اگر در رشته سالی زجت و جوزند
 تا اگر در رشته بر حسب حساب اوزند
 نوبهار آمد که خوابان عنازه هابر ووزند
 چادر گل بر فراز سلوی خوشخو زند

قصیده

در نوید قدم فیض لزوم علیحضرت بندگان عالی حضور پر نور از کلکته

باز آن تازه بهار ان بگلستان آمد
 مرده های بلده فرخنده بنیاد که باز
 مرده های شهرهایون که بنای تو دگر
 کارسازت شرف و شهرت رونق گردید
 بر سرت سایه فلکد آنکه پے سایر خلق
 قطره بودی تو پویست محیط اعظم

حیدر آباد گلستان به بهار ان آمد
 آب در چوئے تو از رفته فراوان آمد
 تا باب آمد و بسیار با ماں آمد
 سازگار ت فلک طالع دوران آمد
 سایه همه رنگن چون مه تابان آمد
 ذره بودی بمرت مهر و خشاں آمد

ساحل خشک شدی میج کرم زودریا
 بیکے بادیه بودی بسرت خضر گزشت
 آب و رنگ تو خزاں گرفتے برد چه غم
 خاک بودی و فلک مائلت آمد که ترا
 عالم از شخص بود سینه در آن شخص و کن
 وقت آنست که تصریح کنایات کنم
 شد به کلکته و بادولت بصولت و پس
 حاجی ملت و دیس حاجی کف و طغیان
 آنکه از داد و دہش دانش و بنیش و دہر
 آن طرفدار دکن جارس شیع و ناموس
 آنکه از مبد و فیاض بدیوان وجود
 از حد و بندی و تسلیم کشائے نامش
 شہ نظام ششم و ناظم پنجم بہرام
 حملہ رستم و ہنگامہ رزم بہمن
 چون سمند دور کا بہ بہم و مہر سپہر
 اسپ چو گانی اورا بدیم گو بازی
 چون فلاطون آئیست فطین از اوّل
 ہجو آں بید کہ از باد بلرز و در باغ
 کاہ از سنبند گیر و دہاں شیر فلک
 خوار و خامر ز درت خسر و خاقان فرہ
 مدلل تو بستہ بر بخیر شعاعش آورد

صدف کاسہ کجفت بودہ و نیساں آمد
 مور بودی بدرت تخت سلیمان آمد
 کہ بر بحیان و گل و لاله ہزاراں آمد
 مرکزہ دائرہ گستبد گرداں آمد
 و ندران معینہ چہ خوش بار و گر جال آمد
 چند گویم کہ قتلاں آمد و ہمسال آمد
 شاہ جم مرتبہ محبوب علی حساں آمد
 حافظ امن امان اور ذی شاں آمد
 آصف رستے زمین حفسہ گہیاں آمد
 کہ نبیش بدل قیصر و خاقان آمد
 اولیں فردسہ و فتر امکاں آمد
 روگہ نامہ ہنگامہ ترکاں آمد
 بے شش و پنج شش از پنج فراواں آمد
 در مصافش ہمہ بازیچہ طفلان آمد
 روز گو بازی یکدانش بمیدان آمد
 کردہ ارض چو گو درخس چو گان آمد
 حیدر آباد از ان ثانی یوناں آمد
 شیر در بادیه از سہم تولا زان آمد
 بسکہ از صولت تہر تو ہراساں آمد
 قدر شکستہ بہ پیش تو قدر حساں آمد
 صبح را چاک چو از مہر گریساں آمد

تادو اسپہ برکاب تو دود از شب و رو
 با تو پر دین چہ ناز و بر دست افشار
 دشمنت را با تر شربت الماش شد
 بادم از دینغت کہ منگ اجلست
 از سخائے دل بیدار تو هست آنچه گدا
 ہر یکے راست از شریف تو خلعت در بر
 سرفرازی ز تو برختم ہم آمد مبدول
 پیر فروت برے تو بود شیخ رئیس
 شد در ایام تو گردن کش سرتاب و ہر
 عالمے تشہ لب و طبع تو بحر افضال
 نبی از قمر تمیان چو بہر امر تراست
 نیست درد و رنور تو نہ از پے سائل لیکن
 بہترین دخل تو شد آمد ارباب سوال
 زربہ امان گداریخت ز دوست پناہاں
 نہ بری آب کے گرجہ بود باد بست
 بجز آں آب گہر کا مدہ در چشم صدف
 ضرب تیغ تو کہ تقسیم کند جو ہر فرد
 ابر نیان گفت در صدف استعداد
 شد دواویں شعرا را ز صفات پاکت
 از نشائے تو پے قافیہ سبحان جہاں
 شاہ گرد سخن گوئی نشاندہ چہ عجب

را کہ ہر شب روز شتاباں آمد
 کہ ترنج زرت از ہر درخشاں آمد
 گرجہ کام و دہش شربت حیواں آمد
 سام ابرص سپہام نہ پیاں آمد
 دید در خواب بشب صبح بد اماں آمد
 غیر از تیغ حسام تو کہ عسریاں آمد
 کز سنان تو سرافرازاں آمد
 طفلی نو سنجے پیش تو سجساں آمد
 جز کسند تو کہ گردن کش گرداں آمد
 آرزو ہا صدف دوست تو نیاں آمد
 طرفہ قدرت بہر مہم در غلطاں آمد
 قطرہ سائلی در نر زباناں آمد
 کتریں خراج ترا دخل بدخشاں آمد
 چاک از جیب تو پیوستہ بد اماں آمد
 نکی خون کے گوہمہ بطلاں آمد
 غیر از آن خون کہ بہم در جگر کال آمد
 رفع تفریق پے جمع حکیمساں آمد
 از پے صاحب جو ہر گہر افشاں آمد
 آن مطالع کہ پے ہر درخشاں آمد
 روکش صبح دوم اول دیواں آمد
 گو سخن گوئی و سخن سنج و سخن داں آمد

میرزا داغ ببادرکه فصیح الملک است
 شاه در شعر پسندی چو علی شیر بود
 شاه دینار و درم ریخت چو خاقان بداغ
 طوطی تازه ہندی ست کہ باصوت صیفر
 آئیکہ از رنگ سوادرقم مشکینش
 ہست ہم قافیہ غالب ذوق و مومن
 داغ در بزم سخن خواجہ شیراز بود
 ذوق چہ چہ گدہ ریخت زینان قلم
 ذوق را آب بروستہ شد از دست ظفر
 چار شنبہ کہ بود از رمضان بست و نم
 شاہ آرزو دل افروز سرت اندوز
 شہر ز آیش و تزیین چو عروس نشد
 ماہ ہفت دم مقدم شاہ دوزاں
 مقدم شاہ پیش مقدم شوال بہم
 ہر دو عید ست سعید ست بعید ست نغم
 عید اول نمکین عید دوم شیرین ست
 عید ثانی ہمہ دانند کہ باشد شیرین
 میر محبوب علی حسان نمکین ست و ملیح
 شاہ مایہ صریح ست و ہمہ ملیح
 خود رسول عربی گفت کہ مایہم ملیح
 چوں مین شدہ صغری و مہرین کبری

از سخن سنجیش استاد بد و راں آمد
 داغ در شعر عنبرالی غزل خواں آمد
 داغ از ریختہ خاقانی شد راں آمد
 چوں کن بلبل شیراز خواں آمد
 داغ سودا بدل تیر سخن راں آمد
 کورویف از پئے این قافیہ نجاش آمد
 ذوق در طرز غزل خواجہ کے گراں آمد
 داغ ہم بہر در ریختہ عمال آمد
 داغ را دولت محبوب علی خاں آمد
 آں مہر بچ شمع جلوه فردشاں آمد
 شہ ہشتر آمد و در جسم ہماں جاں آمد
 شہ ز اقبال چو نوحاہ عروساں آمد
 کہ بود ماہ چو خورشید در خشاں آمد
 طرفہ عیدی ست کہ شادیش بھراں آمد
 آں ازین پیش چہ دانی بچہ عنوان آمد
 نمکین پیش ز شیریں ہمہ خواں آمد
 عید اول نمکین نکتہ ہمہاں آمد
 این سخن ثابت و مقبول بہر ہاں آمد
 کہ ملاحت صفت ختم رسولان آمد
 زان ملاحت پئے میراث ہمیراں آمد
 شکل اول پئے اثبات چہ برہاں آمد

بدعا گوش غمی تن بزن از طول سخن که درازی سخن شاق بشا باں آمد
تا بعید از ره صورت بدو معنی ست قریب و ز قریب ست بعید آنچه با بکال آمد
تا بود مومن دین شاد و بعید شوال تا بعید از اثر شش صاحب کفران آمد
شاد ز ایام تو پیوسته همه عالم باد چون ز عید رمضان شاد و ممال آمد

قصیده

در تینیت عطای خلعت استقلال عهده مدار لیسامی
بر ابرو راجگان راجه کش پرشاد بهادر از پیشگاه علمحضرت
حضور پر نور خلد الله ملکه و سلطان

(سنت ۳۲۰)

بر طبع مشاعره ضیغم صاحب

آن مینت که در مه شعبان رسیده است اثبات آن ز آیه قرآن رسیده است
کز بارگاه پاک درین مه تمام امو ایجاب یابد آن چه با مکان رسیده است
در جلوه گاه کون کثاید ز رونقاب هر چه از ازل به پرده پنهان رسیده است
بهرم بود هر آنچه بتعلیق آمده اسرار و رمجازی علان رسیده است
یا بد قصای عام باندازه قدر از هر چه در فضیله ان رسیده است
ز اول از تمام که اولی است از تمام خلعت بود که در مه شعبان رسیده است
یعنی بروز فرخ ماه سعید سعد خلعت شهر یار بدیوان رسیده است
فرخنده شهر یار خدیو نظام ملک کاوازه عطاش به گیمان رسیده است
از خطه و کن بخط او خن تمام صیبت بخان بخان بخان رسیده است

از هند تا دیار سیاهان رسیده است
 در تلج و دودنیکان سلیمان رسیده است
 انعام او بگبر و مسلمان رسیده است
 چون بوی پیرین که کجنگان رسیده است
 گرجو و آفتاب به میزبان رسیده است
 نوز و زارگر زهر در رخسار رسیده است
 در سال ماه و هفتگیکیان رسیده است
 آب گهر به پیده عمان رسیده است
 با ماه و آفتاب در رخسار رسیده است
 سرایه عظیم نقصان رسیده است
 کافسانه اش را و بدو رسیده است
 بر کام دل چه خرم و خندان رسیده است
 بدر از شرف بفرچشایان رسیده است
 از بارگاه شبچه عنوان رسیده است
 از بنی خضر چشمه حیوان رسیده است
 دینش بحکم جهان جان رسیده است
 باشد حیات کنیز آں جان رسیده است
 انوار از آفتاب در رخسار رسیده است
 میر و عدو رنج که فرمان رسیده است
 دست عدو بچاک گریبان رسیده است
 چون ابن برخیا سلیمان رسیده است

آن خسرو ستاره پاهای که شهره اش
 در شان و در شکوه گرفت مست جانم جم
 اکرام او بصوفی و رند آمده سبیل
 گریختن رسید ببلخ ارم چه دور
 ششمی دبدغبیسه تر از زور و گمر
 یک روز بیش نیت به عالم تمام سال
 نوز و زلف و زور و زور و زور و شاه
 فرخنده خلعت که ز تاب آرایش
 خلعت ز لعل و در که در تعبیه شدت
 کال را ازین جواهر سجید و حجاب
 فرخنده داد بخش وزیر و پیش گرا
 برمند وزارت عظمی نشست شاد
 بگذشت ز انصرام که گردید مستقل
 ایں خلعت خجسته بدیوان داد اگر
 دیوان بود سکن در اقبال و بهر
 یا از مکارم و شرف آمد جهان زیر
 یا گویش که جان بود و خلعتش چنین
 یا بر سپهر لطف چو ماه سنت و بهر
 خلعت ز شهر یاب بدیوان رسید لیک
 کوه چو شد ز دامن دولت بدو را و
 دیوان داد گر شبه جسم حشم نظام

در عهد عدل مهد در مہام ملک
 در خاک باد و آتش و آب و قناد صلح
 آتش که بود در تپ حرق ز دیر باز
 بود آب را بہ عمدہ بطویت نفوذ
 بحر ان ناد را لب بحر شد جاب
 سر سام خاک چون فموی بود آب از لب
 نازم بداد و کہ بد در انش خلق را
 آسایش کہ خلق جہاں داشت آرزو
 نے انفرامیص سخن کذب رساند
 نے اشتہم ز عشق کہ حسن عیض پاک
 نے از دراز دستی نفس ہوا پرست
 نے باو کہ دلسلہ موج را شکست
 در پیش او بگذر کہ حبیب گتاں درید
 شب از فراق روز گند ماتمی لباس
 دستش ز بس کہ گرم درفشانی سخاست
 زان گرمی عطا کہ بچرخ و گم نہ نمود
 ملک از شکوفہ کاری فصل بہار عدل
 گر چاک کرد جوش جنوں حبیب و دہنی
 در ظل شاہ نشو و نما کرد ریشہ راند
 دامنش خدائے عزوجل و اہب نعم
 از شرم و انفعال فلاطون نجم نشست

آمیزہ و طبیعت ارکان رسیدہ است
 آرامشی ب عالم امکان رسیدہ است
 تبرید و از آب با ماں میدہ است
 از ہر آن ز خاک بد ماں رسیدہ است
 بتخالہ خوشی کہ بچہ ماں رسیدہ است
 بکشید شاخا کہ بہستان رسیدہ است
 ہر درد دل کہ بود بد ماں رسیدہ است
 درد و راس خلاصہ و دل رسیدہ است
 در گراشتی کہ ز اخواں رسیدہ است
 بد عیض در آفت بہتاں رسیدہ است
 چاک کی بحیب امن پا کاں رسیدہ است
 نے از جباب باد بہرند ماں رسیدہ است
 از ہالہ ماہ سر گریباں رسیدہ است
 صبح از نلال چاک بد ماں رسیدہ است
 خفقاں ز بیج و در دل عماں رسیدہ است
 آتش ز بل و جگر کاں رسیدہ است
 در تازگی بروضہ رضواں رسیدہ است
 از بیم او گرفتہ گریباں رسیدہ است
 ماند بہ آن فکر کہ بہستان رسیدہ است
 آن دانش حکم کہ بہ لقماں رسیدہ است
 تا صیبت و بگوش حکماں رسیدہ است

هر مشکلی بدانش مشکل کشا داد
 بالا ترست شمه قصصش ز آفتاب
 هر خانه از قدوم تو بیت الشرف شود
 سجد عطاء مهر تو بر ماه مشتری
 در خدمت ز حلقه بگوشی قدر گرفت
 این خوشدلی عام که دارد دل جهان
 هر سینه خزینه سوره سرور شد
 ایام زار نالی دلها سر آمده
 صبح نشاط از افق آرزو دمید
 عالم تمام تازه و خستم شد از نشاط
 تنها نه جان بحجم جهان آمده بگوی
 گویم غنی دمای دیوان دادگر
 باد اباد مبارک و میمون و سازگار

قصیده

در تینیت قدوم حضور پرتو خلد اند ملک و سلطانه از دربار دلی

نوید عیش ز ماهی باوج ماه رسید
 چون آفتاب که آمد بنزد اکیل
 چو سعد اکبر مفت آسمان که از جوزا
 چو ترک چرخ که از قوس سوی جدی فلک
 خضر بگو که اقبال طر قوا گویا
 که تاج بخش سلاطین به تختگاه رسید
 چو آفتاب که بر تخت صبحگاه رسید
 بخانه سر طای پشاد ورنجگاه رسید
 بعز و شوکت دییم و چپتر گاه رسید
 ببارگاه شهنشاه که کجگاه رسید

بچت تاج ملوکانه از سفر آمد
 به گلشن دکن از جانب شمال آمد
 چنان که ابر بسیاری و باد نوری
 بدار ملک خود از شهرش همچا آباد
 بشهر خویش که مشهور حیدر آباد است
 بجلد ناز فروش ست شهر ازین که در
 عروس نخت به برپایه جمال آمد
 بتی که نیامد بلب ز دوری شاه
 پس از فراق دوروزی دکن بجد الله
 دکن که جامه جاں چاک ز دوری شا
 خدیو ملک دکن بشهریار آصف جاہ
 ز شاہ ہفتم برطانیہ نظام ششم
 فلک ببارگش چار طاق ز دہلی
 بعون او زند اسلام ضرب الا الله
 برات بدل نویسد بر آفتاب مگر
 ضمیر حق نگرش قال ما سواہ بے
 بدون عرض بجا جات سالماں پر خوت
 بسوئے کاہ دل کمر بکشد کامروز
 بعت دیک پر کاہی ز کوہ آسیبی
 ز آبپاری خلق تو شہانہائے نبات
 گمر ز بحر نواہد گمے گدائے درت

براہ راہ قبائلی شہ ز راہ رسید
 ہسان باد شمالی کہ در پگاہ رسید
 بازو برگ نہال و گل و گیاه رسید
 خدیو ملک شاہ مملکت پناہ رسید
 نظام آصف دوران جم سپاہ رسید
 لوائے دولت الاءے پادشاہ رسید
 جمال شاہ دولت بہ جلوہ گاہ رسید
 شد ست خندہ و بخندہ بقادقار رسید
 بطل مرحمت سایہ الہ رسید
 فکندہ است کلمہ بر فلک کھشاہ رسید
 کہ جان تازہ ز نامش بحسب جاہ رسید
 بفر خلعتش تائے ہفت تار رسید
 کہ زیب دولت اقبال معز و جاہ رسید
 ز دار کفر اگر صوت لا الہ رسید
 گھر زکاں بگدایش بدیر گاہ رسید
 اگر تو ہم صورت زما سواہ رسید
 بغیر نالہ نفس ریاد داد خواہ رسید
 بدر دیکاہ چند او نہ درد گاہ رسید
 ز عدل او نتواند بر گاہ رسید
 بجائے شاخ و ثمر در گل و گیاه رسید
 کہ گدہ از کف سائل زبوں گناہ رسید

مَر که لاف غلامی در گشت میزند
 ز آد و نال دنیا سود و شمنت ز نهار
 فلک ز دور زمین بوسدت چو نتواند
 ز احتساب تو ساقی چو زند تو به شکن
 ز احست رام تو صوفی با صفا ساده
 مکارم تو گرفت عرص طول بلاد
 بهر لمحه ایت فتا در روز بروز
 تا ترک فلک همچو بند دات برود
 مخالف تو نگون سر بصورت هاروت
 موافق تو چو یوسف بدستگیری تو
 ضمیر پاک تو یسای مردمان دریت
 چو سرمه گردوغبار بهت بدیده نشست
 ثنائی سیرت و خلق تو در قلوب گرفت
 فرود جوهر تیغ و نگین ز دست و گفت
 نیافت فتنه ز قهر تو هیچ جائی پناه
 محال یافت زمشاطه دل تو جمال
 هم از نگاه تو بگرفت نور جوهر عقل
 ز آستان تو اقبال سر بلندی یافت
 محامد تو برون آمد از حد ادراک
 بهار تازه اردی بهشت اماناست
 شگفت نیست خرد را درین خجسته سفر
 ز دل غ ناصیه برد عویش گواه رسید
 خدنگ شد بجزگر پریش چو آه رسید
 که تا در تو بایں قامت دو قاه رسید
 برون زمیکده رفت بنحانقاه رسید
 بشال و شکله و عمامه و قبا رسید
 میامن تو بدوران سال ماه رسید
 ببدر پر تو یوسف تو ماه رسید
 دبیر حریخ چو دیوان بیارگاه رسید
 ز اوج جاه قتاد و بقع چاه رسید
 ز قصر چاه بر آید براج جاه رسید
 فطانت تو به پیشانی جباه رسید
 چو سجده دل غلامیت بر جباه رسید
 دعای دولت ملک تو بر رخاه رسید
 فروغ از سرو پایت بتاج و گاه رسید
 بهان ز فتنه مبر تو در پناه رسید
 هنر ز طبع تو براج پانگاه رسید
 هم از ضمیر تو نیرش دزنگاه رسید
 ز آستین تو دولت بدستگاه رسید
 محاسن تو بانو اکتنا رسید
 چو در ادا اکل اردی بهشت شاه رسید
 وزیر شاه اگر پیشتر ز شاه رسید

کہ بہت خسرو انجمن آسمان خورشید
 فرغ بزم وزارت بہ شمع ماہ رسید
 مسلم ست ز تقویم و زیج نزد یکم
 کہ آفتاب ز ہتاب دیر گاہ رسید
 بشکت پنج و سہ صد روز میرسد خورشید
 بجائے خویش ولیکن قمر مہلہ رسید
 غنی خموش کہ جانگ شد توانی را
 کہ شگاہ شد و بر دویم گواہ رسید
 بقائے دولت شد از خدا بخواہ چنان
 کہ در قبول توانست خواہ بخواد رسید
 جہاں نفل شد باد و شہ نفل الہ
 مدام تاکہ ز خورشید ظل ماہ رسید

قصیدہ

در تینیت قدوم مدار المہام راجہ کش پرشاد بہادر از دہلی

بیا کہ در دکن آن طسرفہ نو بہار آمد
 کہ داغ بر دل رضواں زلالہ زار آمد
 ز بر گہائے گل ولالہ و سمن ہر سو
 فقادہ خسروہ مینا بر بگزار آمد
 شکست شاخ شجر زیب تختہ ہزار
 برنگ بوسلمیں بسکہ برگ ہزار آمد
 شمیم گل چو در آسخت مشک باغبان
 ز غصہ خون بدل نافہ شتار آمد
 ہوائے باغ بہر دآب طلبہ عطار
 کہ غنچہ ہامہ چون نافہ مشکبار آمد
 سواد سنبل سچیدہ بر بیاض سمن
 شنبہ کاکل سچیاں برونے یار آمد
 خمید چون کمر مقلان ز بار عیال
 ز برگ و بار چو ہر شاخ زیر بار آمد
 نہال از گل خورشید و چ بلبلاش
 چنان ز منت ابر بہار تر گشت مست
 پشت شونے رخ او سحاب آب آورد
 پشت ز خندہ برق ابر نو بہار گریست
 ز غنچہ چاک بہ پیرایش چنان افتاد
 کہ گریہ اش سبب خندہ بہار آمد
 کہ حبیب نافہ تاتار تاتار آمد

چو خوش بسینه چو سودا بدل که چو ش زنده
 شبیه عقد ثریا ست تا که از طارم
 چمن شد از گل متاب و پنجه های سپید
 زمین ز سبزه و برگ گل و سمن یکسر
 گل و شگوفه به برگ و برآزمیسه شاخ
 برآی تازه و ناخال بسیار بهر بخور
 بدفع چشم بد از گل سپند در مجمر
 چمن ز باد و چو سطح بخت عرصه بازی ست
 ز باد دراز دل آب شد بنجا که نهان
 گریست ابر که آتش بنجا که ریخت هوا
 ز برگ مهره غنچه مساید و پوشد
 بفرق خویش را سیب بادی جنبه
 قوای نامیه ز احیای مردگان نبات
 چنان برای جهان شد نسیم عطر فشان
 که شد نسیم اگر غاست از بجای چنان
 زمین چو راز دل خود نهاد و صحرا
 شگوفه با همه اطفال گلبن ست از ان
 بطفل غنچه دهد شیر شبنم شاداب
 از ان بشاخ و دزد صبح نرم نرم نسیم
 صبا ز ندلب طفل غنچه نرم انگشت
 چکید شیر و دام از ان زبستانش

بسلخ چو ش گل لاله از بار آمد
 کف خضیب ز گل پنجه چنار آمد
 سپهر و کاکشال آب جو بار آمد
 چو سبز قالی کشید بر پیکار آمد
 چو تو این به یکبار در کنار آمد
 لبوخت عود بر آتش که از چنار آمد
 ز لاله سوخت که دغش سپند و ار آمد
 که کوکب از چو طفلان فی سوار آمد
 ز آب راز دل خاک آشکار آمد
 بنخنده رفت چمن کا بر آشکار آمد
 چو شیشه باز صبا شخ و دستکار آمد
 نهالی گل چو عروسیکه سایه دار آمد
 بکار حسنه تکوین مسیح و ار آمد
 چنان بروی جهان رنگ ز بار آمد
 شده عمیر اگر از هوا غبار آمد
 ز رشک خار بد امان کو بهار آمد
 ز شاخ و برگ بگواره و کنار آمد
 قاطر برگ گل و مهد شاخار آمد
 که بهر جنبش گوار سازگار آمد
 بسان دایه کنان گل بنخنده و ار آمد
 که ابر دایه شد و دخل شیر خوار آمد

بخواب کردن اطفال غنچانانو
 کشاد و بست رو گریه و درختند
 برنگ پشت چمن رست و دشت دربر سو
 چنین شگفتی و این شمیم درنگ بسیار
 شگفت ماندم گوئیم که اندر این ایام
 برگ ریزه خزان در زمان اسفند
 نه نافه با همگی از خن شمسال آورد
 نه جوش نشود عمارت اشتغال بریج
 نه آفتاب چو یونس برآمد از ماهی
 نه چو جاسم یوسف بدیده یعقوب
 پس از پر روستی بدین رنگ باغ عالم را
 خرد گشت مگو کاب رفته گلشن را
 که این نصارت و نزهت به گلشن گیاه
 وزیر اعظم شاهی که بنجر سلجوق
 خدیو آصف سادس نظام ملک کن
 بلند رتبه وزیر یک پیش طاق درش
 بشد بدلی و از دیسرای سر خطاب
 دیس آنکه خطایش چنین زدل داشت
 دور و زکے که نهان شد ز دیده چون غفا
 زمانه شاد که شد بخت یار و کام روا
 نشاط طر نه بجان جانیان بگرفت

نواسے فاخته و طوطی و هزار آمد
 چو ابرو برق گلستان بجنده زار آمد
 بود قماشش که پیشش چو رست کار آمد
 طلسم وار بحشیم شگفت زار آمد
 طراز تاج جهان را بروی کار آمد
 بهار از چشم به گلزار روزگار آمد
 نه کله با هم از طمس و کله هار آمد
 نه ابریش زنده از جبهه بار آمد
 نه در کل پئے نور روز روز بار آمد
 صبا بطبله مشک از سوت ار آمد
 به از بهشت نصارت برگ و بار آمد
 ز ابر موسم و دریا بجو بار آمد
 ز فیض مقدم دستور شربار آمد
 به پیش فرو شکو هوش چو پیشکار آمد
 که تاج بخش سلاطین نامدار آمد
 چو آستانه فرو بام نه حصار آمد
 گرفت و پیشتر از شمش چو پیشکار آمد
 هیس که مرز دل نامش آشکار آمد
 در آشیانه دولت همارے وار آمد
 نهال بخت که دستور بختیار آمد
 روان تازه بحجم جهان زار آمد

بصدربزم وزارت نشست موفاعاست
 فلک جنبه کش و ماه غاشیه بردوش
 سپهر پیرنهادست عقل کل نامش
 نهی ضمیر منیری که همچو جام جمش
 صفای گوهر پاکش بپاکی کوهر
 شکسته است قلم سپهر بردوش
 بلال بهر مندش ز نعل حلقه بگوش
 مدار کار نه افلاک بر مدارش
 فلک بسنبله چنید ز خرمش خوشه
 بطاق بارکش چون کتبه کاشان
 بهین نتیجه آبائی عسوی و غلی مست
 ازاں بصورت پرکار بر درش گرد
 یسار او بکرم ملک رایس انشا
 سپهر منزلت آفتاب سیما یا
 ماثر حسنات بنخاص فحام رسید
 توشا دباش و بهین طوخیس جاری کن
 نگار حقوق خدا و خلق خدا
 غنی است مدح سرایت چو گنجوی گنجور
 زریست پخته و صافی و سیم حاتم آسا
 بیوته جلکش انجمنان گداخت کرد
 شنیده اند ز خسر و طلای دست افشا

که مایه شرف و عزت و افتخار آمد
 اسد بطایع و بهرام نیزه دار آمد
 که در حساب خرد فرد روزگار آمد
 نهان انجم و افلاک آشکار آمد
 دلیل محکم و برهان استوار آمد
 و بهر چرخ قلم بند در شمار آمد
 قمر بخیل سپاهش رکابدار آمد
 که بارگاه رفیعش فلک مدار آمد
 جهان ز خوان نوازش ناله خوار آمد
 ز کلاک تیر فلک سطر زنگار آمد
 گزین سلاله ارکان هفت چار آمد
 که چرخ و بار گمش مرکز و مدار آمد
 بهین او بهیساں ملک رایسار آمد
 که بحر و کان پئے گنجت خزینه دار آمد
 مکارم تو بهر ملک و هر دیار آمد
 که خیر بای کر یاں بیاد نگار آمد
 خدای عز و جلت نگار آمد
 که بر مفارق مدحت زرشنشار آمد
 که لطف جوهر او را عیار عار آمد
 درست مغربی همسر کم عیار آمد
 ز گنج طبع و اینک بوی کار آمد

تراست دست زرافشان ریت و نشا
چنین ز بے بچاں دست سازگار آمد

قصیده

در تهنیت عید سعید بعرض بندگان عالی متعالی حضور پر نور

خلد الله ملکه و سلطانه

دے کہ دگر دافق سپید و ظهور
طلیعہ شہ حنا و بزرنگ زد شجول
زبان ترسوی نیمروز شام شافت
فلک بہفت قرات ز بہفت سیارہ
ز ختم سورہ و اللیل باقرات شام
بخواند سورہ و الشمس و الضحیٰ و الفجر
کشا و صبح چو تفسیر تاضی بیضا
گلندہ سر بسجود ملاوت ست نجوم
برآمد آب حیات از درون تاریکی
بر آسمان شفق و آفتاب و ظلمت شب
خط بطح سیاه و افق سپید کشید
شفق بغیر اٹھب عبیر سنج آیینت
سپید و دخت زرد و افق بدامن شب
نود خشت زرب سنج کیمیاے سحر
گداخت آہن شب ز آتش شفق تا ساخت

بحکم فائق اصباح گشت شب کا فور
سپاہ روم شدہ باشہ جشن مفور
گرفت مشرق و مغرب مظفر و منصور
چو خواندہ مصحف برج دوازده چو زبور
چو ابن مامر شامی وقتاری مشہور
فراغ یافت ز ختم شبینہ ما نور
ورق نوشت ز سپارہ در منور
کہ خواند مہر بحراب صبح سورہ نور
بکان قیہ دید آب چشمہ کا فور
بود چو آتش و انگشت و قرص ناں بہ تنور
شبینہ قشقت ہند و ز صندل و کا فور
چو چشم لالہ خدا راں میکش مجنور
سجاف سادہ بطرف قباہہ سیفور
قراضہ زر انجم کہ بود جوں کا فور
درست مہر کہ شد زر مغربہ بی مشہور

کشید مرغ سحر خواں چو ناله شبگیر
 سپیدہ بُرد ز گیتی سیاهی شب تار
 پس سواد بیاضی نمود روز افزا
 در آن بیاض کہ آمد کلیم رفت ز بومش
 مگر تجلی طور و تجلی ایک صبح
 شمعیت ہیں کہ چشم جہاں زیل دہنار
 من این شغفم و غفتم کہ طرفہ بواجبی ست
 مردوش گفت کہ یادہ گوی وراثت خانی
 شکر ف کاری یل و نسا اگر دانی
 چنیں بیاض بہ است از سواد مرد و خشم
 صبح عید شہ کامراں کہ عیشش را
 شہنشاہ کہ بزمش با غرور خورشید
 خملے گان سلاطین و خسر و آفاق
 ملو رتبہ چو آیت نشان او نازل
 نظام طوس بدانش بنظم ناظم طوس
 نق گرفت ز نظم تو کار ملت و ملک
 ہمہ امور ز دست تو انتظام گرفت
 بنا و نوحی تو حرفے بناف مشک تار
 زمین شست وز گادیں فضاں بر خاست
 نشست کوہ ز دعوی و آسماں بر خاست
 یکے ست مرکز نقل زمین مرکز جسم

در آشیان خفا گشت شپرہ ستور
 افق زد و دوز آفاق ظلمت یسور
 نہ آن بیاض کہ آمد پیش سواد چو طور
 دیریں ز خواب بر آیند با کمال شعور
 نظیر اول و ثانی بود ز نفخہ صور
 بیاض جائے سواد دست و نظر منظور
 سواد مایہ دیدست نے بیاض چو کور
 ٹوپے نروہ از سر سری بستہ نمود
 بیہ سیاہ و سپید جہاں چشم شعور
 کہ خاست از سحر عید و صبح شادی سور
 طراز بزم بود از نعیم و حور و تصور
 فلک ز خوشہ پردیں و دہرے انگور
 خدیو آصف جاہ و نظام ملک حضور
 بلند عزم چو رایت بدست او منصور
 تبارک اللہ ازیں دستگاہ شعہ و شعور
 جہاں ز صل تو گر دید از نفیر نفور
 جز نیکہ از تو پراگندہ شد و ز منور
 فلک نہ ناف و تار تو قاف را ز تصور
 بنائے حلم تو دار و گرا نی ہو فور
 کہ حلم و تدبیر تو آمد زیادہ از مقدور
 شد از وقار تو رعبش ثقیل چوں مغرور

بود معدّل لیل و نهار اضافت
 برستی نرسد رائے مستقیم ترا
 مسخرند بامر تو مشتری و زحک
 نکوست نجات ہی خواه دولت قاهر
 پئے محب و عدوت بود قضا و قدر
 چو ماه مهر تو پر تو دہشت در میاں
 بخد مت چو دویدند ہفت سیارہ
 کند زرائے رزین تو مہر کسب ضیا
 مدام ز ہر شب خیز کسب بیداری
 نقوش کلک تو باشد ز تابش معنی
 کند قیامت از احیائے معنی مرده
 رسد بنظم تو تعبیر گوہر منظوم
 انامل تو مدارات بہر میل و نہار
 بود ضمیر ترا از مستتر بارز
 بہت ہست سخایت لب دہان سوال
 شد از سخایت تو معدن خجاک ازاں گویند
 ز جوہر تو کہ تہیگاہ سیلاں پر کرد
 قرار در کف را و تو ہیچ گاہ نیافت
 بشکر تو متکلم چو حاضران غائب
 نہیاد فضل بر بیع آید و نہ فصل بر بیع
 فراغ و عیش ز عدالت برائے جن و بشر

کہ شد چرخ نہسم بار گاہ تو مشہور
 کہ درینا دخط استوائست خم مشہور
 دلالت ست ز آثار برہنہ از ظہور
 بدعت طالع و اثر دن دشمن مقہور
 چو بہر ماد و حبیب خدا صبا دہور
 خلاف لیل و نهار اختلاف نسل و نور
 پھر گفت لقلہ کان سحیح کہ مشکو
 چنانکہ ماہ ز خورشید استفادہ نور
 کند ز نجات بلندت کہ چشم بد زان دور
 بعینہ چو سواد بیاض دیدہ حور
 صریر کلک پایت کہ ہست ثانی صورت
 منسوبہ نشر تو تفسیر از در منشور
 نقاط کلک تو مرکز پے سینن مشہور
 مقدرت برایت مشابہ مذکور
 کشاد کلک تو باب معانی مشہور
 کہ بود کان و کنون شد چو لہر لیکن مذکور
 تہی شدہ کمر کوہ ہار و حبیب بحر
 بحر عنان صبا سیر باد پائے ستور
 بہ نعمت و کرم مت معترف انات مذکور
 کہ فضل و بذل تو باشد بہ زبان مذکور
 چو آب و دانہ ز جوہر تو بہر مانی مشہور

با پس شمع بجز شین راعداالت تو
 نراند دست گرفت بهیچگاه ز قهر
 در آیتین تو دوست سخاوت حاتم
 چو کید رائے تو گرد و دکت گردن چند
 زبون و خوار چو کا فور خوار دید اورا
 به قلب لشکر شاهان توئی انام ائم
 هزار کاسه شکست مست بر سر خاقان
 شکسته تو سر دشمنان بر روز بند
 بروند زدم تو ترک فلک پیسار
 زمین عهده مید تو صبح و شام دکن
 چنین نه صبح بنارس بود نه شام اوچ
 زکوه طور پیرس زکوه نور گوی
 قوت شاه عادل و عاقل تری ز عادل شاه
 اگر چه شوکت این شهر بیش از پیش است
 ز حرف هر دو هویدا بود چو بشماری
 چو گشت شاه در پیشش جت نظام ششم
 ز نام هر دو چو حرف مکرر اندازی
 چه دل بنغمه غالب دهم که خوش نسرود
 تجلی که زموسى ربود هوش بطور
 اگر بچلے رویت بطور بودی نه عکس
 شامل تو ز محبوبی عسی پیدا است

فلند تفرقه با در بنا و جمع مشرور
 بجز حاتم بفرق ستمگر مقهور
 بر آستان تو فرق بلندى فغفور
 به کید رائے نه چپال ازان بهند نه فور
 عروس ملک ازان با تو شد ز نور فغفور
 بصدر بزم سلاطین توئی حجم جمہور
 منیب گرز گرانست چو کاسه فغفور
 چنانکه محتسب شرع کاسه طہنور
 بدو بجام تو حجم محرم سرے سرور
 نظیر صبح ہرات مست و شام نیشاپور
 کہ ہر دو ہست بدل نارسا و نامشہور
 دکن شدشت ز مہر رخ تو معدن نور
 بجا کہ حیدر آباد مست رشک بیجا پور
 بفر دولت آبائے بندگان حضور
 کہ بر مزیتش آمد دلیل دال ضرور
 شد از جل بجال این ازان لبش موفور
 ہماں شش مست کہ زاید بود بغیر قصور
 نولے یح ز فزانون حفظ مرتبہ دور
 بشکل کلب علی خاں دگر نمود ظہور
 بہ ہوش نایب موسیٰ مگر بروز نشور
 حقیقہ ز اخلافت گرفتہ است ظہور

عزیز نام تو نام خدا بے ز سماء
 شہا پہر حبا با ترا مبارک باد
 من از دعا و ثنایت بمعینم نزدیک
 دطے من بہ بقایت بدوز نزدیک است
 ثنا گر تو بحر من کے نی شاید
 منم غنی و گداہست ہر کہ غیر غنی است
 منم کہ پائے من آمد گنج از معنی
 امیر خسرو و قسم نہ طالب و نہ فقیر
 پرست کیہ اسم من از تقو و نقاط
 کجا رسید نظیری بہ بے نظیری من
 بشیوہ کہ ز شیوا بیانیم دانہ
 نہفت روت بہ غیبت حضوری قے
 کشف چو مطرب کلکم نو ابراہیم از
 جریر و جاحظ و اخلل لبید و اعشی را
 نیم اگر چہ ز ہمدان دے ہمہ نام
 بلند تر ز جریرے بود مقام نام
 مملکت عرب پیش نظم افادہ است
 زلاف تو بہ ولیکن بہ نعمت یزداں
 برائے نام غنیم حصار شکر کنم
 غنی ز قلب شود غین و غین راست ہزار

نزول یافتہ اسما بہ گفتہ مشہور
 قدم عید سعید انقبا و جشن سرو
 اگر چہ دور بصورت فتادہ ام حضور
 کہ می برند بقرب اجابتش از دور
 بندہ شاہ چہ آرد گدائے بے مقدور
 غنا و گدایہ زیبک دیگرند دور و نفور
 بدستگاہ فز و غم ز گنجوی گنجور
 نہ بے نوا و نہ غفلت چو مشاہد مشہور
 چو حبیب طبع شناسیم از در منظور
 اگر چہ آب رخ اوست خاک نیشاپور
 نہ راہ سخ شغالی شد دست دے نیشاپور
 خضائی است غمخوری چو آدم بہ غمور
 چو در عساق رود ز اصفہان و نیشاپور
 کفن شود ز مسرت قبسا میان قبور
 بیان معنی من چوں بدیع سلسلہ مشہور
 کہ راویم چو ابو زید نیست ناقل ز نور
 ز طاق کعبہ دل در میا نہ جمہور
 ز بیش و کم نتوان بود کافر نہ کفر
 خدائے را کہ قلیل اند از جبار و شکور
 ہزار شکر کہ آمد ز قلب شد مشکور

قصیده

کاکل برو چو لاله رخ سیمبر شکست
 صد طبله عبیر بجیب صبا کتاد
 شور بستم تو نمک زو بر خشم گل
 چشمم بگریه آب ز ابرها بر زد
 افشان عارض تو ز پروین ربود تاب
 لعل لببت عقیق یمین از بسا غلند
 از راستی بقدر بلند تومی کشید
 آن کاکل رسا بکمر مشکن و گزار
 بیمار زنگست طلبد جان دتن و هم
 آن ابر و مژه بجگر ناو کم غلند
 از روی دلفریب تو عالم شکسته شد
 از تنیدی نگاه تو چوں ناله در گلو
 بار غم تو پشت شکیم شکسته بود
 بشکسته دلم بستم بارها کنون
 ورنه به پیش شاه شکسته پناه خلق
 شاه دکن که گرز گرانش بر وزیرم
 شاه جهان پناه و خدیو نظام ملک
 صد تخت را بفرق خند او ند تخت زد
 میگردان با کعب گوهر فشان او
 بالید شب بخویش که متدرر شکست
 بند قبا ی تنگ چو از دوش و شکست
 شیریں لب تو قیمت قند و شکر شکست
 لعلت بجنده رونق گلبرگ تر شکست
 تاب رخ تو چو سحر شمس و قمر شکست
 دندان آبدار تو نریخ گه شکست
 زین لاف تلخ سر و صبا سر بر شکست
 کز ناز کی مباد رسد بر کمر شکست
 ترسم دل مریض نه بیند کمر شکست
 و آن چشم و غمزه در رنگ جان فتنه شکست
 آید به در دست بد و تر شکست
 اشکم بحشم و آه درون جگر شکست
 اکنون ز در دجبه تو بار و گز شکست
 مشکن که خوب نیست ازین بنیه شکست
 نالم که با عشق بتانم کمر شکست
 بر لشکر یکم خورد کمر شکست
 کو خنجر ستم بکف داد اگر شکست
 صد تاج را بپای شمشیر تاج شکست
 دریا شد آب و دل بسا بر تر شکست

درنگ باوقه سرسیمه و شمنش
 شیر خد اچا نکه بخیر شکست صفت
 بهرام صولتی که بهنگام کارزار
 صد خصم خام آرزوئی بخت و فوز زم
 شاهین شهریار که عفت انکار دوست
 سرخپاش بقوت بازوئی بهمنی
 نوح گهر نماد ببا زار جود او
 آتش و گر فرو دبار کرامت
 خصم اجل گرسنه زیت چو زخم خورد
 بشکست شعله تو سرش را اگر عرو
 دست سخاے حاتم طائی در آیتش
 تیغ و علم سپرد بدست تو آفتاب
 کیوان ز شرم کلخ بلندت نشست پست
 رخسار تو دم ز ناز بر اس دلب فشانده
 جمشید را ز تخت تو افشرد پای
 فغفور چو ز تیغ تو گردن نماده است
 نام تو شان سحر و قیصر ببا داد
 خصم گرسنه مرگ که از جا شد دست سیر
 دست بحیب شک و تر از لب گهر قاتل
 از تیغ برق تابش و از کوس سعد شور
 آمد ز کیند رای تو در دام کید رائے

بشکست نگ بر سر و برنگ تر شکست
 صفای خصم شاه حکم ظفر شکست
 تا آتیش شکست عسل را کمر شکست
 از عقیقش چو آه درون جگر شکست
 سمرغ را بقتل همه بال بر شکست
 دست شجاعت پس زال ز شکست
 بازار ابرو و جگر نبدل گهر شکست
 گر آتش خندان نم گلبرگ تر شکست
 خوش نشانی از ذوق باین حاضر شکست
 طرف کلاه خویش ز نخوت بر شکست
 انضال بیکران تو از نبدل ز شکست
 بر تو قلم عطار د صاحب هنر شکست
 برجیس را ز بخت تو نقش اثر شکست
 وز سرم نشان لعل بروئی قمر شکست
 افراسیاب را ز شکوه تو فر شکست
 جیب پال را ز گرزگران تو سر شکست
 شانت شکوه خسرو خاقان اگر شکست
 ناهار زاب خنجر تیغ و تبر شکست
 ناموس مایه داری هر شک و تر شکست
 چشمان و گوش خصم تو چون کور و تر شکست
 نور از دفر و فوج ظفر موج بر شکست

خصم تو خواب و خنده و امید و آرزو
 آشوب دار و گیر تو در جهان و شمنان
 شاهاتوئی سپناه پهن ورنه در جهان
 دریاب ورنه کشتی خود را پهنر بختک
 جاوید ز می جو خضر بفر پهنر مباد
 مداح تو غنی است که نظم لاییش
 تا با خضر تصاد و جدال شکست هست
 خصم تو باد و خوار چو غاشاک گرد باد
 از بیم و در چشم لب دل جگر شکست
 عوفاے رستخیز هول حشر شکست
 آدب قدر راجع علم و هنر شکست
 بست ست و یل عظیم اشک پل بر شکست
 گویند حلق گشتی آورده خضر شکست
 نزع گران بهائی نولک تر شکست
 تا در حد و همیشه کم است از خضر شکست
 پیش آیدش زبکه بزیر دز بر شکست

قصیده

چه خوش است سال سی و نهم و قدومه بر هب
 چه رسید سال مبارکش بسلامت و کرامت
 گری ز دند برشته اش بیامن و مکارم
 دم مقدمش همه دوستان غنق الیه صبا به
 شه کامران جهانیان بسلامت و سماطه
 طفر و مکانت و کمریت کایا له و بسلامت
 بدیار خاور و باختر افلت بنجوم ملوکما
 گزرا ز فسانه حاتم بازار و وصف سخا
 چو قلابه های کند او ببلعت بعنق حسود
 و دیش غذای بنونشان کراضع لرضیعها
 چوننگ از ورو صاعقه رایت اوان ضراب
 پی عمر آصف جم چشم و لحدرب موهب
 به کشود کار جهانیاں و لغوزیم بمطاب
 کف و حیب خلق شد دست پر غائب غراب
 همه دشمنان شده چشما فلحن لحظ مرقت
 و سخا به و عطایه فلیصم ملاذآرب
 برکاب ولت او دوان اخذت غنا جناب
 چو دمید مهر جلال او بشارق و مغارب
 که حکایتش که شنیده مر جنت بشوب شواب
 بگرفت قدر گگردش و تعلقت بشوارب
 شده مرگ جسد دشمنان لحسامه کر باب
 بود آن ضریبه صارمش که تقلبت بقواب

ز فیوض او چه بگویم لقد استفاض حدیثا
 شده ز غمهای عالمی لحسامه با کفهم
 چو عقاب تیغ نمند دانت اصطیاح سود
 رخ تو پاید اگر نمد فرس انجول کر اهل
 کف دآں سیوف صوارمت کجخال الغضنفر
 بکین دشمن تست اهل لیعا قبن حقایه
 تو دیده جگر عدو بشواقب و صوارم
 بنود عجب که بدل کند خمار هم بلشاهم
 چو بخورد زخم دادمش کسجا به بسکوبها
 دل عالمی بمقائ تو کفر شسته سراها
 بود آستان بلند تو لهم کقبلة حساجة
 بنجاب تو همه عالمی لقمیل میله زغبه
 به یار ملک یسین تو کر بآب لولا دها
 دل و دهنش و دهنش و گفت متمنیات خلافت
 بیرفع کو تشک دولتت تخففت تصور قاهر
 به طلوع کو کعب نعت تو ملاء الخلاء بنور
 لخصفت چو بانوی با وفا بحلیها و حلاها
 ز نور بنزل و گرم تویی کفماة بسکیدیها
 چو رسوم صل و مکارمت کست شیون اکاسر
 تو فرید و هر مکاری ملک لجة کسرا به
 چه بر زنگه فرس افگنی فرجا لهم کنسا هم

که رسید صیت سخا و بجناب و جوانب
 بخمار و گردن دشمنان کفلا ند لثائب
 گرفت گردن دوش او و تخلفت بنجالب
 چه عجب که تو فرس افگنی الثبات کل کثائب
 که بماند هر چه ز صید او کالة لا کالب
 بز و گمان سلامتی که غذا و خیم عواقب
 تو بریده سر دشمنان بقواطع و قضا
 که ز بیم تیغ برهنه تو قلبت سوا بحلاب
 به گلو عدوی ز خنجرت فحرت عیون شوارب
 همه مضطرب کو ضیعة لفرار حجر باب
 که نمد زنت ترکیب خود فنا خة لکائب
 که مکارم تو دل از جهان جذبت اشد جواوب
 که و نور بذل و مکارمت متکفل ملارب
 به بغل گرفت ز مرحت نخضنها کن باب
 که شد ارتفاع مدارجت لهم انکار مناصب
 به حال دیده فرد تو کشفتم جمیع غیا هب
 بخمار کلک بنان تو متضایع کصو احب
 که ایادی کف را دو تو وصلت بکل جوانب
 بگست زد و شکو شان فتنه ازلت بمراتب
 تو یگانة بسجائ خود یک ماقم کجائب
 چو زنی به لشکر دشمنان فاسود هم کثالب

زینب جاہ و جمال تجلیت ادا فاعلوا
 نبرد و در تو جان اگر هوا طری بذلت
 چون دادگر ز گران تو بر و سهم و نکسترت
 کف و دست گنجشان تو تشاکلت بسجامة
 ز فضائل تو فائز شد خبر سخاوت و حاتم
 دل تست ابرگر نشان و غائب کقطار
 کرمت بگونه تازه چو می رسد به جانیاں
 بود از سخاوت تو برهه لصلیهم و طلیعهم
 ز طور و دوالت تو علمت حکایت حاتم
 بود آستان بلند تو بضیاء کوب عباد
 چو غنی بنده بودم یصف جمیلک دائماً
 چه عجب جواهر نظم و بنظام سلک قبولک
 فجلو ابوابی و براق و جلاب
 کہ ز خنجر تو جرئتش لشکون غیر جواب
 فقو فہم لصد و دہم و صد و دہم لا کالب
 کہ رسید بدل و مکارمت بحارف اجانب
 کہ ز تاب مہر جہاں فروز خالموع کو اکب
 کف تست لہ بحر ویم و انا مل کحوالب
 فجلاب لطائف و طرائف لخللاب
 بود از ثنائی تو دشتاں لا باعد اقارب
 کہ بود شہو و معانہ علما لبحسبم جواب
 چو بلند خیمہ آسمان کہ نوریت بکواکب
 چو دمای دولت مجردک بخباب بھوب
 بود از برکت عروسیں کھلا کند لذت لب

قصیدہ

دور از دلدار خوش باشد بسا ماں زیستن
 پئے تا سر در میان آب و آتش همچو شمع
 کہ بہشت آوارہ و دسیمہ ہجوں گرد باد
 گہ خرم شیدہ بناخن ریش سینہ را
 گہ ز حسرت بر نشاط خلق گریاں ہجو ابر
 آتش دہنہ داغ نمایاں ریختہ
 جان دل ز دست داده باتن زار و نزار
 خاک بر سر باد و کف چاک داماں زیستن
 گہ زخم سوزان گہ از دیدہ گریاں زیستن
 گہ بشہر آماج گاہ شک طفلان زیستن
 گاہ بیکشتہ بزخم دل مشکہاں زیستن
 گہ بخود از یاس ہجوں برتن خنداں زیستن
 بخیمہ کشادہ ز چاک زخم پناں زیستن
 دست بر سر پئے در گل خوار و چیراں زیستن

چوں صدائے ناله زنجیر بیرون دروں
 رخنہ بانداختہ در پردہ ناموس و تنگ
 چوں کباب نیم خام از سوز دل غم دیگر
 گاہ تلخاب جگر در کام دل ریزاں ز غم
 نفتمے آرام جاں چوں سر تنم روز فرقا
 گفت بجز انم بلائے جانناں باشد بے
 زیستن خواهی اگر آسوده می باید ترا
 زندگی باطل و عرض عمر میدانی کجاست
 میر محبوب ملی خاں آصف ساہن نظام
 خسرو داری دیں کن بخش اہل اسلام بہت
 داد و رشا ہیکہ ہر کس است در و درش نصیب
 گر خضر دانستی از اول نکردی التماس
 آصف جمشید اگر میدید ملک جاہ تو
 از حیات جاوداں خوشتر شمردی بخیض
 با بزرگیمائے غم و وصلہ کو چکلہ ست
 دور از بزم نو آئینش بگلزار بہاں
 میزید رضواں ولیکن از فراق بزم شاہ
 از بک روحی تو بر خویشتن بالہ حیات
 گردم معجز طراوت رُو با عجا ز آورد
 دولت صد گنج قارون از برائے زندگیت
 دشمنت یاد اہل کردی ز بعیت و حیات

پائے در بخیرو داشت ز زنداں زیستن
 چاک با انگندہ در جیب دگریاں زیستن
 چوں چراغ صبحگاہی سینہ ہوزاں زیستن
 گہ ز دل خاکستری در دیدہ ہیزاں زیستن
 زانکہ مردن خوشترم آید از میناں زیستن
 ہر کسے رایت مروی سہل و آساں زیستن
 در پناہ خسرو جمشید دوراں زیستن
 بجز بہد آصف ملک سلیمان زیستن
 آنکہ در دورش تنہا داشت خاقان زیستن
 ہم مسلمان مردن بچوں مسلمان زیستن
 با فراغ خاطر و با ساز و سامان زیستن
 بجز بجاک در گت با آب حیواں زیستن
 گفتے ایس طوریت بملک سلیمان زیستن
 در پناہ پادشاہ روئے گیاں زیستن
 جان تازہ یافتہ زین ساز و سامان زیستن
 مرگ پندارند آری حور و غلمان زیستن
 می شمارد آید افسوس و رماں زیستن
 و از حیات روح آسائے تو نازاں زیستن
 می تواند قالب ارواح بے جاں زیستن
 و از پائے بیخ شہ حبیس ایواں زیستن
 در عدم نہاد خود بہ طاق نیاں زیستن

چون بقادر شاه خواهند از خدا دارند دوست
جز بعد عدل مدخسر و ملک دکن
میکشد دامن از غم خضر آب زندگی
لای بدورت بی خبر از گردش گردون حیات
زنده که مشکر نعمت های تو دم در کشد
زنده جاوید باش ای سایه فضل آله

و خوش فطیر و مرغ و ماهی جن انسان زیستن
خلق را مشکل بود در دهر ترسان زیستن
در جایوں عهد محبوب علی خاں زیستن
منی بعدت بی خطر از ایوب و ران زیستن
مردۀ باشد که بر دی هست تباں زیستن
کز تو دار دمنت بیار برجاں زیستن

قصیده

بنامیزد غیر نیز جز آب ابر نیسانی
ایمیر دادگر دستور دانش گستر
عطا بخشی درم ریزی در افغانی که در دوش
کفش بحر نوال دکان جو دو ابر بخشایش
خل از غم و مشکلی بی روح افزای دلجویش
رخ خوش تجلی زار شمع وادی امین
کیه کایتد حاتم سر راهش بدریوزه
هنر سنجی که فرمود دست تار سم همنه نده
فرا داں مید بدل دگر زان حاصل کان را
ایا ابر کرم دریای بخشش کان بخشایش
ایا قیاض دهر و حاتم دوراں که در عالم
ایا حکمت پرده بی دانش آموزی خرد سنجی
چه خا ربانی مثالی چه املا طون اثراتی

کف بحر کرم دستور اعظم از در افغانی
خرد پر در هنر پر داز چون میر علی خانی
ز رو گوهر گراں سجده گدای اوزار زانی
رخ او شمع طور و صبح عید و ماه نورانی
شیم باد نوروزی و موج آب جوانی
ضمیم صافیش آئینه اسرار زردانی
عظیمه کا وقت بدر و گمش دار ابر ربانی
شده نام علی شیر از فروغ نام افغانی
نگیرد جز بدست کم عطایش از فراوانی
که شد بدل تو یا قوت و در واصل بخشانی
پناه گیتی و ناز جهان و غمخ گیمانی
که تہ کردند پریش تو زانے سبق خوانی
چه فیتنا خورس مصری چه لطایف یونانی

ایا بر عین طالع شتری طلعت کنیزیں نخبے
گرازدرد یا دلی رشی بہ کام تشنہ ام رینے
زبستان معانی بستہ ام گلدستہ رنگیں
دل آسا بوی اوچوں خوی دلجوئی تو جاں پرو
کتاب فارسی تالیف کردم تازہ ترتیبی
نمودم کہین لغت را مصدّر و زحرف صلیت
رود بر نقش پائے پیشوایان سخن گستر
عبار ہندیان فارسی گوارانکو سجد
بر حرفے سند اور دم از قول سخن دانان
پریشان نسخہ ام سر رشته لطف تو میخا ہد
زند نام نکویت خازہ بر رخسار عنوانش
چاں از رنگ اقبال ت نگاریں گرد داین بہ
بماند نام نیکت جاوداں زیر نامہ نامی
بد و رفتن رخسار دودمان دولت آصف
سہ و سال و شب روز و سحر شامت بود یار
طفیل خواجہ دنیا و دین محبوب حق برق

ثریا منزل و خورشید جاہ و آسمان شانی
چہ کم گرد و محیط اعظمت را از فراوانی
کہ از ریحانیش گرد و مثاہم روح ریحانی
فرہ زان رنگ اوچوں مئے پر نورت فروغانی
کشیدم بست سال از عمر و جمعش پریشانی
کہ تا بیندہ در ترکیب بند مئے آسانی
در آید چوں تر با ندانان بہزم فارسی مانی
شناسد شیوہ شیوہ زبانان ایرانی
نشانیدم بکسی بی سخن حرف زبانہ دانی
کہ در شیرازہ جمعیت آید از پریشانی
کند مہر قبولت بخت روگا ہش فروغانی
کہ بر طاق فراموشی نندازد رنگ را مانی
بقدر ماندن جامید ناماں جسا و داں مانی
بہمد خرو حجابہ محبوب علی خانی
بدین دولت و داد و دہش دانش فراوانی
طفیل فوٹ اعظم حضرت محبوب سبحانی

قصیدہ

پئے خدیو زمین آصف زماں بر خاست
بد و دمان شے فخر دودماں بر خاست
زمین زد و بر بسو سید و آسمان بر خاست

سہرا گر پئے تعظیم و جہاں بر خاست
خدیو آصف سادس نظام ملک کہ او
نظام ملک دکن کز جلال او خورشید

صدای تنیت از چرخ و اختران برخاست
 ز ساکنان فلک بانگ الاماں برخاست
 کہ نقش بخل ز لوح دل جہاں برخاست
 ز پیر زالی چہ خیزد چو با جواں برخاست
 فروغ از رخ خورشید خاوراں برخاست
 چو خار پشت زہر مئے اوستاں برخاست
 ز لوح یاد جہاں نقش ہفتخواں برخاست
 بہ خانمان مخالف اماں زجاں برخاست
 کہ اعتبار ازیں یادہ دستاں برخاست
 صدای خرمی از جان انس دجاں برخاست
 فروغ صبح تجلی چو طور ازاں برخاست
 بو و نسیم کہ از بلغ و بوستاں برخاست
 بتازہ کاری کشت جہانیاں برخاست
 کہ نالہ از لب فریادش از دہاں برخاست
 مگر بر مئے زمین ممدی زماں برخاست
 کہیں گزشتہ از گوشہ کماں برخاست
 بباد خلد گرش گرد ز آستیاں برخاست
 نجائے خویش بتعطیش آسماں برخاست
 ز مایہ داری دریا و کاں زماں برخاست
 ز لاف بہیدہ رفعت مکان برخاست
 بخواب نیز گزشتہ از دہاں برخاست

نہا د تاج بس چوں شہ سپہ سریر
 بسوز رزم چو شمشیر از نیام کشید
 بہ زرنش اند چنان سکہ کرم دستش
 چو پور زال بود پیر زال باز و ریش
 چو تافت نیر رخشان لائے روشن او
 ز تیرہا کہ بحجم عدو گزشت آنو
 تہمتنی کہ بیا زوئے رسم انگن او
 چو دست برد بہ تیغ و چو تیغ برد بسر
 ز زور در رسم دستاں گلو بازوئے شاہ
 چو نریشست بہ تخت شہ سلیمان وار
 زہی جبین بینش کہ در شب دیو چور
 پئے شگفتن و لہائے عالمے لطفش
 عیم جو دو نوازش بان ابرہار
 نشست ہول حاش چاں بجان عدو
 بتارک اللہ ازیں عہد فرخی مدش
 عدو ز سہم خد گنش چو داد جاں تیرش
 بچشم حور کشیدست مہر مہ سال ضواں
 ز پانشت زمین از دقار سنگیش
 دیکہ بست میان دکشاد دست نوال
 تو آن ریفہ مکانی کہ پیش تو کیواں
 گرہ ز بیم تو شد گرہ در گلوئے عدو

بنائے علم تو آمد گراں کہ از بارش
 بعدل و داد و چو بر خاستی میاں بسته
 بر آسماں زمینیت بسان کوه نشست
 بوستان جہاں هیچ کس نشان ندید
 دل تو قبضہ و لطف تو ابر دریا بار
 پناں بختک و ترافشانده زرد گوهر
 کشادہ گشت در دیں بر شے اہل زمین
 شد از کف تو بریت لم سپید و سیاه
 نشست در سر و در سینه نامیان و مہر
 فتادہ بود ز پا پیر آسماں لیکن
 چو دید دست گہراپش زرفشان ترا
 بود نہ خود تو باور حکایت خاتم
 نشست تیغ تو چوں بر قساں فلک لرزید
 ز دشمن تو اہل فارغ از کمین بنشت
 ہما ببال و پر خود ازاں ہمایوں شد
 بتخت باش کہ خیزد مدو ز تخت از بیم
 غنی تیغ نظم کمال کرد کہ گفت
 سخن کمال صفا ہاں نشاند بر کرسی
 و یک ختم نشد بر کمال حسن سخن
 چرا بیدہ کشی ہچو سہمہ از کوری
 فغاں بحال نرا بجانیاں اینست

زمین نشست زگا و زمین فغاں برخاست
 نشست فتنہ و آشوب از میاں برخاست
 بسا کہ کودہ ز امرت چو آسماں برخاست
 کہ چوں تو تازہ نال ٹرفشاں برخاست
 ز قبلہ ابر چو برخاست بیکراں برخاست
 کہ شورا ز لب دریا و ابر و کاں برخاست
 ز دست تیغ تو چوں فصل آسماں برخاست
 تبارک اللہ ازین سحر کز بسیار برخاست
 بخون خصم چو تیغ تو از میاں برخاست
 بدست تازی بخت تو چوں جواں برخاست
 ز بحر بانگ برآمد زکاں فغاں برخاست
 کہ زین معانہ ظاہر آں مناں برخاست
 ز بیم موبہ تن ترک آسماں برخاست
 کہ تیر بخشش تو از خانہ کماں برخاست
 کہ زیر سایہ چہرہ خدایگان برخاست
 مدام تا کہ کند از یقین گماں برخاست
 کہ بندگی ترا آسماں بحال برخاست
 باین نشست سخن کم ز دیگر اں برخاست
 سخن ز ختم کہ اورا اندر این گماں برخاست
 ہر آں غبار کہ از خاک اصفہاں برخاست
 کہ رسم داد و دیں دور از جہاں برخاست

قصیدہ

چو خنجر تو سہ از برگ یا سپیں برزد
 بگرد باد فتنہ خصم تو بہ خس باند
 گراں رکاب نکر دی کہ دست برد پھر
 فلک ازینکہ بود ہر گوئے چو گانت
 کمر شکست عدد را و بست باز ویش
 چنان شگفتہ زد دست تو شد جہاں گوئی
 از اں سپید و سیہ شد ترا کہ اقبال
 عدد بمرگ مفا چا چو مرد از بہمت
 نہاد خصم تو منت چو بر زمین برداشت
 چنان فسر دودیت ز سر و مہری دہر
 تراست خنجر ہنسند و کشتہ احمر
 بجیب جان عدد چاک رفت تا دامن
 خدیو آصف دوران نظام ملک دکن
 نہ ہی ستارہ سپاہی زہے سپہ سیر
 بہ پنچہ روئے نہ پیچد اگر بہ شیر زند
 شمع کہ از سر حلاص برنگینہ دل
 بر آستین جلالت بر لے فتح میں
 فدائے طفل جہاں را مہربانی طبعش
 ز داود می بانو شیر داں طرف آمد

اجل بغارت خصم تو از کیس برزد
 کاجل زردی زمین برد و بر زمین برزد
 بک بنجا کہ عدوئے ترا زین برزد
 بیام و شام ز بام چہاں میں برزد
 چوبست دست تو دامن آستین برزد
 کہ ابر آب بہ گلزار یا سپیں برزد
 گئے بزرگ در افتاد و گئے بچیں برزد
 بنا گماں لحد او سر از زمین برزد
 قضا ز جاش بدناں کہ بر زمین برزد
 کہ در متوز بہ حبشہ پوتیں برزد
 ز خون او بچیں خدیو چیں برزد
 چو عزم رزم تو بر ساعد آستین برزد
 کہ مہر مرد و لایش بہ رنگیں برزد
 کہ تکیہ بر سر اورنگ ہفتیں برزد
 بجہ چیں نزدہ گرشاہ چیں برزد
 چو مہر نقش رخ ختم مر سیل برزد
 طراز تازہ ایماک نستعین برزد
 بشیر و شیر انگور انگبیس برزد
 ز خسروی بفسریدون آستیں برزد

تو باش خرم و خوش دل از نیکه بر حُضرت
 بود بنائے یقینت بپا بفضل خدا
 بخت باد تر سال از بعین از عمر
 غمی ز درد دلم خون شود که گفت نظیر
 بخورین کندش همقران که در قرآن
 اجل کشاد کمان و قضا کس برزد
 همیشه تا که بنائے گمان یقیس برزد
 خوش این دما که سر از جیب ایا همین برزد
 نعمت بر خستن غم آستین برزد
 مثل بلو لور مکنون و جور عین برزد

قصیده

خسرو سال نوت سال سرور و سرباد
 رشته عمرت چو دورات فلک طول طویل
 صبح و شام حیدر آباد از سر در سال نو
 باد از شام و کن شام اوده روشن سو
 هر چه در تملیک باشد ناظر افلاک را
 هر سعادت که دکان مشتری سودا کنند
 دامن خوست نامی بد کایان کیوان جای است
 چون بریج اقلیس که شاه دین شهرت فست
 زهره هر روزت سراید نم سمر و
 آسمان آسا بگیتی بارگاه تو باشند
 گریخته بے رضایت مهر بخش ماه را
 هم شنایت را کند نظم جواهر تیر چرخ
 آفتاب زر گرد دریا و کانت گنجان
 قصر جایت را ثوابت خشت و مزار آسمان
 و از سرورش از ثریا تا ثری سرور باد
 عقد بای او چو انجم افرو و موفور باد
 غیرت شام هرات و صبح نیشاپور باد
 بهره صبح بنارس از صباحش نور باد
 از نظر بای محبت مسرتو منظور باد
 سودا دبر ماه و بر سال نوت مقصور باد
 در حصارش خانان و ثمنان محصور باد
 ایس بریج آخر از شاه و کن مشهور باد
 ماد هر طب چون چراغت در سرای سرباد
 آفتاب آسا بسالم را بیت مقصور باد
 و کسوف و خسوف آن هر دو دور از نور باد
 هم نارت را ز پر دین گوهر منشور باد
 دست تو گنجینه بخش و بخت تو گنجور باد
 هم نعل میر عمارت مهر و مهر دور باد

از بر لے بادہ صافت بجام آفتاب
 یاسان بارگاہت باد ترک فلک
 طالعہ تازیانہ سدا کبر مشتری
 ہجوماہ نیم ماہ و ہجوماہ سرخورد
 ہفت یارہ و دود و دقت و زو شہل
 باد و در چرخ گرداں وقت و ساعت
 دور دورست شاہ داد گرا زمینت
 آسیت و سنگاہ دولت شاہ و گدا
 ہر غباری کرد زرت بر خیزد از باد ہشت
 در بایوں دور تو بال و پر شاہین باز
 خود سیلانی ترا گرم نویسد عرض حال
 عیت اقبال چو آبلے گرامت ماہ و سال
 خانہ بجورہ جہان قہر تو باد اخراب
 دشمنت را از سان نیزہ و شمشیر تیر
 باد زخم آب و زویدہ و ہانش ز لعل
 ہم غریب خانہ اش خال رخ لیلای لیل
 ہر جہ دورست از لکونی دشمنت نزدیک
 در لب و کام عد و ہر نوش بادش زہر
 دوستان را درونی باد پر سورہ و سرور
 قہرمان شوکت را کادہ کشور کشای
 از فساد و رختہ اود باد این ملک تو

خوشہ پردیں بجائے خوشہ انگور باد
 پردہ دار اندر حریم حرمت تو حور باد
 در سعادت ہمقران طالع تیمور باد
 رے و رویت پرضیادین دولت پرباد
 نہ فلک گوید الہی سعیم مشکور باد
 ساغر خورشید جای ساغر بلور باد
 چشم بدین فلک یارب ز دورت وریاد
 آستان سجہ گاہ قیصر و غفور باد
 سرمہ مست از برای چشم شوخ حور باد
 بالش پر خراب صعوہ و عصفور باد
 نامہ اش بر کاغذ افشاں چشم مور باد
 شہرہ ہر شہر باد و در جہاں مشہور باد
 کشور دلمای خلق از ہر تو معور باد
 سینہ پر سورہ اتہا چوں خانہ زہور باد
 و از سر شک خون عدو را چشمہا ناسور باد
 ہم سید نجات عدو زلفت شب و بخور باد
 و انجہ نزدیک بدست از دستانت دور باد
 در بقعہ و ریش عیان خاصیت کافور باد
 دشمنانت را دلی پر شیون پر شور باد
 از دکن تا ہند و سند و قاہرہ قہر باد
 دشمن و آئین انصاف تو طشت و مور باد

خصم تو بد زندگانی افتاده مرده
 پنج بخش خصلت از غور شد باشد روزگور
 دائم از فقر و فنا خصم تو گرداند لباس
 از سرد درت شد در غمهای عالم رشکست
 بجز اگر کشتی بخشکی بست از شرم آب شد
 از بد حیفا گفت موسی بود دست و گفت
 سایه چترهایون تو چون بال بها
 بستاند تا پاره پاره احتساب قمر تو
 نقش ملک سلطنت را خدایات ثانی رقم
 گر شود مرفوع منشوری ز دیوان قضا
 سجده سیاه آستان عالیت صبح و مسا
 ملک تو چون ملک و القزین ابن قیص
 رے تو چون رے افلاطون و زینون کبر
 داستان رستم و ستان بر دزد و رتو
 هر چه از امکان فردا افتاد در دوکان قدر
 و آنچه از کان قد رآید به کان نقصا
 در دل و در حکم و در ملک بنان تو بند
 شهر یار داد اگر شاه غلات جام جم
 راست آنگشتنایت از علق و نم و در
 عالمی در ظل چتر و نور رے رے تو
 یارب این جشن چهل ساله عمر شهر یار

در باند زنده یارب زنده در گور باد
 همچو آشی از سیه روزی عدو شب گور باد
 گاه در کفنی رود که در کفن مستور باد
 چون شکست شش در و هر اصدای صویر باد
 از کف دوست گهر پاشت مگر مغذ و باد
 و از تحمل فاطرت چشم و چرخ طور باد
 تنج فرق قیصر و چتر سه نفور باد
 کاسه سر بای اعدا کاسه طنبور باد
 رسم خود و کرم راد دست تو دستور باد
 صاد رای صامت تو قیغ آں منشور باد
 روی کید و جهه جیبال و فرق نور باد
 لشکرت چون لشکر صاحبقران تیمور باد
 شوکت و شانت چو شان قیصر و فخور باد
 داستان عمر جبار و سرایان و باد
 جبار از تقدیر یزدانی ترا مقدر باد
 بد ضایع تو قضا یسش سر سبز مقصور باد
 رای کید و لشکر جیبال و ملک نور باد
 جام ایامت ز خط جوهر و ادم دور باد
 و از صفای خراسان تا به نیشاپور باد
 در فرغ و در فراغ از سایه و از نور باد
 چون چهلکاف بنا کرد در جهان شهر باد

چوں ادیمی در چهل روز از بسیل اندین
زین چهل سال سعید و لغو ز جافزا
همچو قلب صوفیاں کز ابریس گیر و قرار
قلب عالم زین چهل سال از صفا معمور باد
این چهل سال از برای کاسه احوال خلق
غیرت چهل سال چینی کاسه فغفور باد
این چهل سالی بیمارک برین و مینست
چوں چهل شہا و موسیٰ بر سر از طوبیاد
مسح خواں تو غنی شایا طفیل شح تو
چوں نظام گنجہ انداز تو سخن گنجور باد
حیدر آباد از نلورم غیرت تر شیر مہبت
وا از فروغ صبح عدلت رشک بجا پور باد
نظم من بر خاک عربی شمع کافوری نہاد
خاک اواز نظم من در نور و در کافور باد

قصیدہ

ایں قصیدہ در ۲۲۳۰ ہفت نوشتہ شد نتیجتاً ستاد محیر سلیقانی و مہوندا

”صبا چونیل تر گر دلالت تاب دہد
بہر طرف کہ رسد بوسے مشکاب دہد“
سپیدہ دم کہ حالت یرات نور دہد
چراغ صبح فروغ حسیل طور دہد
دگر بخویش نیاید جہاں بساں کلیم
اگر رخ تو تجلی بطور طور دہد
یکی تو غمزہ یہ کارم کن ز نزدیکی
کہ ز گس تو فریم بسی زد و درد دہد
تکلیب ز دل زاہد بر دل لعلت
فریب چشم تو با عسا پد صبور دہد
بس ست بادہ ز ساقی مرا انجام سقا
چہ احتیاج کہ در ساغر بلور دہد
میز قلقل مینا بد و در جام صبور
می طہور نوید ہوا لغور دہد
من آن نیم کہ گنم گوش گفۃ دعا
اگر ہزار فریم ز روے حور دہد
ز داغملے جگر خانہ ام بود روشن
چنانکہ دوزخ سوزاں زمار نور دہد

چو عود بر سر آتش نهد رخ ازد
 زلال لعل لبست یاد میکند رضوان
 در بهشت کشاید رخ تو بر رویم
 بغدلیب چو ترسایخ آتشین ترا
 چنان بیاد تو لذت برم شب بجران
 گذشت لفظ حضورم بلب کیه ادم
 حضور آصف دران که تحت قیاح ازد
 خدیو تخت ستان تاج بخش دیبچ نواز
 بزم لکشل او گذر کند رضوان
 چو خشم و فتنه و خواب اجل بکنیز اند
 صیاعر صمد جلوان او بدیده حور
 فلک بجز خور از نجوم در نر مشر
 لطیف لفظ تو صد گوشش کند شنوا
 ز قهرت که هراستخوان پهلونش
 کشت بروزن سوزن تنبیه مریم
 بدشمن تو ندای اهل دهب باقم
 تفنگ رعد خروش تو دروغا صدار
 سپهر از پی بزم خجسته آئینیت
 با قباب جهان تاب روی روشن تو
 هزار رفته در آئین سلطنت رایت
 سروش غیب ترا چون خطاب اذخو

صبا بخورش شمش پئی بخورد
 و میکه شربت کوثر بجام عود دهد
 لبست بجام دل من می طهار دهد
 ببا و بنجیه مریم پئی بخورد
 که غیبت تو مرا عشوه حضور دهد
 شیکه نه فلک او را لقب حضور دهد
 شکوه تخت فریدون و تاج نور دهد
 کز فلک سلیمان بملک مور دهد
 بقصر غیش قرار دو صد قصور دهد
 بخشم و فتنه از آن خوابش بگور دهد
 جز ز سر مه گرد سم ستور دهد
 پسند عود لبوز داگر بخور دهد
 ضیای روی تو بنیش بچشم کور دهد
 خبر بجان عود از فشا رگور دهد
 چو گرد راه تو سبزه بچشم کور دهد
 بدوستان تو زهره نوید سور دهد
 بجان خشم خواص صدای صور دهد
 رسوم شعله داری باه دهور دهد
 چراغ ماه چه تاب چه تاب نور دهد
 بر لک دلبشیم و به فکر نور دهد
 سپهر خطبه بنام تو در حضور دهد

بعینیت چو سودی تو بر تارہ عنای
کے ماہ پوسہ رکاب ترازو درد بہ
بلایے عہد تو چنید غنی کر اقبال
زمانہ اہل زمین ماصلائے سوز بہ
پناہ و بہشت جہاں آید از ناب نیب
امان و عافیت از فتنہ و فتنہ درد بہ
ہمیشہ تاکہ بناے الم بیا و فنا
نوید عیش و صلائی سرور و سوز بہ
طفیل احمد مرسل عدائے غرور
سرور و سرور تراتا بر وز سرور بہ
بطول عمر و عرض حیات از زانی
کنا و عرض حیات ہمہ سرور بہ

قصیدہ

ایسے بخت تو جو بخت سکندر جہاں گشت
باید جہاں بیازدی بخت جواں گرفت
دامان سایل تو بورستیں فشانند
تازہ بدامن از کف گوہر شاں گرفت
تنہا نہ از تو بخت عروس دکن نگار
خال و خط از تو شاہد ہندوستان گرفت
اقبال تو بہ بخت سکندر شدہ قریں
بخت بقال طالع صاحبقران گرفت
جو تو خوان لطف ہند بہ پیر زلال
غممت ز پور زلال دو صید ہفتواں گرفت
ہم از فرغ را تو خیرہ شد آفتاب
ہم از ضیاء روی ہمہ آسماں گرفت
ہر شام نسیم صبح کہ تازہ کشت مشام
قر تو آتشی کہ بمغراستخوآن گرفت
گوی بود زمانہ بمیدان آسماں
تا صولت ز کاہشاں صولجاں گرفت
ہر شام باحت مست نہادش پائے تو
ایں طاس پر گہر کہ ببرا آسماں گرفت
سیم ستارہ زر گر خود ہر سحر گداخت
زاں طشت تو بے شستن دست و پاں گرفت
ہم دہرا ز رواج خلق تو یافت جاں
ہم جان دہر زندگی جاوداں گرفت
عالم بسایہ کرمات از تو زوہر
گر بخت و پناہ در اں ساہباں گرفت
از پر تو جمال تو چوں مہر نیم روز
فرو فرغ روی زمین و زماں گرفت

نیک آهنی بھارس چو یولا و ہند میت
 شیر فلک ز بیم خدائے در مصاف
 روشن شد از فروغ کد ابسیر تو زمین
 از خندہ بلع تو پر شو ر شد چمن
 از صورت صبح تو گیتی فروغ یافت
 ہر چند بچ بست مخم ز ماہ و سال
 تحویل آفتاب بہ برج محل شمر د
 از ماہ و مہر حرف کسوف و خورشید
 انتظار ہفت کوکب سیار آسمان
 گاہی ز احراق و محاق و وبال گفت
 شلیت را تمام محبت مناد نام
 بالجد زین نقوش جد اول کہ نیچ بست
 لیکن بحسب رای زین تو ایں حباب
 چرخ از برہ کباب نہادست در تنور
 رویت خندہ بر رخ صبح دوم زردہ
 رفت آفتاب و بوسہ عثمان ترا نہاد
 ہم ہرہ ز لطف تو بردا بر آفتاب
 ہجوں غور در سر گر و نکشاں و ہر
 تعویذ باز دان ترا در نیکا و شیر
 چوں طایر آن قدس ببال و پر بلند
 لطف بر گداز عدد و گل نشانند است
 از تیغ ہندی تو تو اں صفہاں گفت
 از کمک اں سبند خس و دہاں گرفت
 چوں آسمان کہ روشنی از روشناں گرفت
 و ز منطق فصیح تو بلبل زباں گرفت
 و از رے چوں صباں تو رونق بجاں گرفت
 نیک و بد زمانہ ز بسیار گاہ گرفت
 فال از برے سال ز نور و زاک گرفت
 و از مشتری و زہرہ حساب قرائت گرفت
 بر آن رنج و راحت و سود و زیان گرفت
 گاہی حقیض و اوج برب بیاں گرفت
 تلسیس در مقابلہ و شمشاں گرفت
 اندازہ حوادث کون و مکان گرفت
 تقویم کمنہ و غلط و را نگاہ گرفت
 ناست ز قرص ماہ بدستار خواں گرفت
 خوی تو بر شمیم گل و گلستاں گرفت
 مرآمد و دوال رکابت دواں گرفت
 ہم بستہ ز فیض تو در یاد گاہ گرفت
 جاد و دل عدد تو سم از سناں گرفت
 پیل دماں ز ناخن شیر زباں گرفت
 بر شاخ سدرہ ہمت تو آسناں گرفت
 سہل است خار و خس ز رہہ دوستاں گرفت

پشت چمن ہر انچہ بہا گیر دازمبار
 گوشہ عطایہ ماتم طے شہرہ در حجاب ز
 نیکو شیم کہ زہرا ز کسب خیر کرد
 کلک کفکش بجوف عطارد کلم کشید
 دوران دودید غاشیہ بردوش در رکاب
 در بندل وجود شیوہ چاتم نگاہ داشت
 روز یکایتا دوبراد ہم مناد زین ق
 بہرام در رکاب دودید و پناہ جست
 گر ہش ہش چو سرمستارہ تخیم کرد
 گریخ و نجوم بمشرق علم کشید
 تا مملکت بر آصف دوران قرار یافت
 دانند ہم گناں کہ بزرگی بال نیست
 آسائشی کہ داشت تمنای آل خواب
 گر نسبت لشکرست و گرد و کشتورست
 کان اگر بود ز خنساو بان شاہ
 شہ آفتاب ثابت و سیارہ اش صفات
 زان تن زدن ز مع خوش آمد کنوں غنی
 تا مشتری بزمہر قمرین سعادتست
 با شاہ شاہزادہ قران تا ہزار سال
 روے جہاں ز رایت رویت بہا گرفت
 صیت سخا و آصف دوران جہاں گرفت
 عالی ہم کہ رفت از آسماں گرفت
 دست و دلش بجد کم بجد کال گرفت
 یکراں دور کاہ چو در زیر پاں گرفت
 در عدل و داد شیمہ نوشیرواں گرفت
 روزیکہ بر نشست و فرس راغان گرفت
 سبز فلک پیلے قناد و اماں گرفت
 نقش شمش چو تاج بسر فداں گرفت
 شاہ و کن جہاں ز کراں تا کراں گرفت
 ملک کن قرار زد و روز ماں گرفت
 زان بیز حیرت پذیرشہ جواں گرفت
 گیتی بطل آصف سادس عیاں گرفت
 بس این چنین شکست و بسی آنچنان گرفت
 بیرون و بد بطن گریہ چکان گرفت
 نتوان شمار ثابت و سیارگان گرفت
 بایدہ دعای شہ کامراں گرفت
 تا مینت زمین و زمان بن قرآن گرفت
 بادا کہ ملک مین از این فہراں گرفت

قصیدہ

در تیغ مرزا غالبؒ ہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ
وہو ہڈا سخن ز روضہ رضواں بکونے یار کشد

چہ دل ز خطابت سو کی سبزہ زار کشد
بیا کہ خستہ دلان غم فراق ترا
ہمیں نہ ہجرت عاشق را بدور انگند
امید نیست کہ خوئے ستگرت گاہے
فغاں کہ کس نرسا ندگوش گل کیبار
ز عارض تو دل لالہ داعیہ دارد
نہ روئے دشت نہ پشت چمن مرابے تو
جہاں رویتو آتش بخر من گل ز د
ولے بروضہ رضواں گراید از کویت
بنجاک و خون رود آن ل کہ باقدوریت
چو شمع طور یکے جلوہ زماں جہاں نماے
خراش سینہ بیل ز نوک خار گذشت
بہ ام زلف پیمان دلم کہ مے ترسم
وزاں یکے بکند گوشش کم صفت عجاہ
شہی کہ ناقہ لیلای دولت اورا
جہاں دو پردہ کشد بر درت زلیل نہار
قمر کا ب تو از دور بوسد و ترسد

چہ خاطرے ز رخت جانب بہار کشد
بسینہ خنجر خونریز انتظار کشد
فراشے تو ہجو را بدار کشد
عنان بہ ترمیت عاشق بر گلزار کشد
ہزار نالہ اگر عند لیب زار کشد
زینچہ تو شرر در جگر چنار کشد
بسیر باغ و تماشائے مرغزار کشد
ملکہ شعلہ گل از آتش چنار کشد
کہ سر کوبہ و بیاباں زلالہ زار کشد
نفس ببا دگل و سر و جو بیار کشد
کہ دل ز دست من و دست من ز کار کشد
تو ہم بیا کہ دل از رشک خار خار کشد
کزین جفا تو دل نالہاے زار کشد
کہ داد و موضعیت از گزندہ مار کشد
فلک کجا دکشد ہر وہم ہمار کشد
سپر ہر حریم تو نہ حصار کشد
کہ طر قوی تو اور از رہ گزار کشد

شیکه بگذرد از فرق و ثمن آتش
 بکف رکاب تو گید و چو سفته گوش هلال
 تنگت نیست که محبوب با علی ست بنام
 تفت تفتگ تو هر جا که آتش افروزد
 بحر مصاف تو کاندر مصاف حیان است
 چنان ز قهر تو شد روز و ثمنان تیره
 هزار قلعه کشاید اگر کمر بند
 جهان تمام بگستار شدت از رویش
 چو تا فتن بختا فتن کند عویش
 ز غرور سمندت کز آسمان گذرد
 عروس ملک جهان را محبت اقبال
 گم ز تیغ محاسن کند بگردن او
 گم ز پشت سمندش نه سر ریای
 ز بیم کار بزاری کشد معاذ الله
 کشد جنبه اش از خنک ماه نو بهرام
 شود چراغ عدم و راه تیره راه عدم
 هوای قید جباب او فتد چو سرو آزاد
 بزرگ حوصله کو یک دلی خطا بخشد
 سخا بلند کند نام او چو ابر بهار
 مکار میکند خدا در نهاد او نهاد
 بود نوازی نوازی بضاغت و لکش

بروز رزم اگر تیغ آبدار کشد
 بدوشش غاشیه مثل رکابدار کشد
 که تیغ بر سر اعدا چو ذوالفقار کشد
 ز آب اعگر و از برب تیغ تشار کشد
 بر منته نیست بدورت تنی که عار کشد
 که شب ز تیر گشیش با یک زمینار کشد
 هزار حصن بگیرد اگر حصار کشد
 کجا چین بی گل منت بهار کشد
 قبا عی خسرو تاتار تار تار کشد
 بجایم تو ز فلک سرمد از غبار کشد
 جز او کجاست جوانی که در کنار کشد
 گم ز خون عدو پنجه در نگار کشد
 گم ز پرچم رایت بسر خار کشد
 دمیکه دشمنه بر اعدا بکار کشد
 چو زین بر اشهب تا زنده راه بود کشد
 شراره که از آن تیغ بر قبار کشد
 پای سلسله از موج جویار کشد
 که انفعال ز غدر گناه گار کشد
 چیا بزرنگامش چو شرمسار کشد
 گرش شمار نمانی به بی شمار کشد
 که از دیار بسوسه دگر دیار کشد

خزاں عقوبت او میکند سربلندی
 قوای نامیه آید بجاں ز به نامی
 به تیغ و نیزه چو برد دشمنان بدخواهش
 گمے به تیغ سری دورا نکلند از تن
 ز موبک تو علم سرب آسمان سایه
 قلم بد فتر خودیش کند دبیر فلک
 گهر زنگک تو پیوسته بار دو پیهم
 کشف به بت کند هزار شیر غریب
 ز شاخ پنجه بر آرد غرهبارانیم
 بصدر زین چو نشینی ز سپه دود بهرام
 در اضطراب ثوابت بصورت سیار
 بدوش دگر دن جوزه آسمان آنتین
 غم کند کدگر دن عدوی ترا
 همیشه تا که دل مومنان بحکم نبی
 چهار عنصر سفلی دهنفت سیار
 غنمی بطرز دلآ و نیز پنجه غالب
 بدان طریق که پاشمسوار برق فغان
 بیا و میل بنظم ز نظم غالب کن

چو حبیب غنچه گل چاک از بهار کشد
 اگر خنانش تن گل ز نوک خار کشد
 بر دوز معرکه نوبت بگیرد دار کشد
 سگ به نیزه تنی بر سر اندازد ار کشد
 چنانکه ابر سیاه سر ز کوه مبار کشد
 چو خامه تور قم هائے اعتبار کشد
 چو قطر ماک ز ابر سیاه قطار کشد
 چو زین بر ادا هم نازی پی فکار کشد
 که بار دیر سی پشت شایار کشد
 که تا دال رکاب تو استوار کشد
 فتنه ز بیم سنان اگر شکار کشد
 هزار زخم محال بشکل بار کشد
 چنانکه دل شکن طره نگار کشد
 بچار یار اگر آید بهفت و چار کشد
 بکار هائمه حکمت چو پیش کار کشد
 رقم کنیم بدانسان که خام کار کشد
 غنان اسپک خود طفل نیوا کشد
 اگر دل تو به صحرای زلالتنا کشد

قصیدہ

در تمنیت سال گره عالی حضرت خلد اللہ ملکہ با تہ سال چل و سوم در ۱۳۲۵

دیکہ در برم آن شوخ نازنین نشست
کجاست آتش بید و دلا کہ سرا
نشد جال قمر کم زگر داگر برخواست
نشست تیر مگر دوز اگر بسینہ صید
نہ آتشی است کہ بنشت و دود از آن برخواست
خدا نگ ناز بجا نم نشاندی و برخواست
تو خاستی و قیامت زہر طوف برخواست
غریب کو کتو کرد و دود غم ز جاں برخواست
نشست بکی من چنان بمن بے تو
بجو تیغ چہ بنشانی آتش شو قم
فغاں ز کا فر زلفت کہ بیج دنیا سے
برم پناہ ز کفرش بدین پناہ جہاں
چو تو بہ تخت شہی شہر یار چین نشست
چہ شاہ چین و فریدول کہ خسرو انجم
چہ جاے خسرو انجم کہ قصر شاہی را
سبک عنان چو تو بمن بعزم رزم نہاست
بر جاے جہاں بر مرقع میگوین

بنم شستم و غم از دل خیرین نشست
کہ در بار ازال روی نقشین نشست
ز خط غبار رخسار مہ چین نشست
چو تیر غمزدہ تو بردل غمین نشست
چراغ رنگ تو از خط غم برین نشست
بسینہ درد کہ جز روند و بسینہ نشست
تو برشتی و یک فتنہ بر زمین نشست
دمی زیاد تو بے ناله خیرین نشست
کہ باستم زدہ ہر پہنچ ہمیش نشست
کہ آب تیر تو ہم بردل غمین نشست
بندایمن ازال تا حدود چین نشست
کہ بر سر ریشمی جز بر اے دین نشست
نہ شاہ چین کہ فریدون آتین نشست
فراز چرخ بر او رنگ چارین نشست
چو تو خلاصہ فطرت بدین نقشین نشست
گراں رکاب تراز تو بسنگین نشست
برنگ رو تو ہم نقش و نقشین نشست

پے کفالت ارزاق تا کفت برخاست
 بنیے نشد کہ برا عدلے دولت بہرام
 ہلے بہمت از نہ فلک بر آں پرزد
 ز احتساب تور قاصد فلک برگاو
 زمیں ز علم توانہ جانخواست ہجو فلک
 کدام روز و شب آمد کہ بر سپید و سیاہ
 بخدست تو نہما از دست او برخاست
 چو اوج اختر بخت یافت ز اصطلاب
 بہمن بخت تو نہماگو نہ ہفتہ ان آمد
 قناد آتش حسرت بجان ہر زماہ
 بر زم خاستی دچوں تو کے گنجابر خاست
 چو تو بہ تخت نشستی فلک زمین بوسیدہ
 چناں زہر تو دلہا مکین او برخاست
 نشست تیر تو در سینہ عدو زاناں
 کسیکہ روئے نکو تو یک نظر دہست
 نشست خواست زمیں از دو قار سنگیت
 بگلہ نہ جان برد از دوی عدو کہ کشمیرت
 چراغ بخت تو روشن کہ زیر دامن تو
 کجا بہ بخت رسایت رسیدہ و القرنین
 فرد تلخی عیش لب کہ قمرت
 ز تلخ عیشی دشمن کرد و جاں تلخ ست

ز جور فاقہ کے در جہاں غمیں نشست
 کمان قوس کشیدہ پے کین نشست
 نہ مرغ سدرہ کہ بر ترز ہفتین نشست
 چاند نشست کہ کین خزاں جنیں نشست
 فلک نیم تو لرزیدہ چوں زمیں نشست
 چو ہر وہاہ تر اسکہ ڈنگیں نشست
 دے ز پائے طرفہ انہیں نہ نشست
 عمل شد و بر صد گدس نشست
 کہ مشتری توانہ رشک ہفتین نشست
 کہ از تو داغ غلامیش ہر جہں نشست
 بہ بزم عیش نشستی و جم جنیں نشست
 چو تو سوار شدی فتح ہر زمیں نشست
 کہ از عدو تو در سینہ غیر کیں نشست
 کہ تیر غزنہ از قراں مہ جس نشست
 بلوح خاطر ادقش جو زمین نشست
 چو پائے علم تو شد در میان زمین نشست
 سخاست بر سر اعدا کہ بر سر زمین نشست
 ز باد صرصر گھراں چرخ دیں نشست
 کہ در قمران سعادت تو قرن نشست
 ز جوش تلخ ہضم از سنگین نشست
 گمس زہیم سرایت بر انگیں نشست

تبارک المہ نقبہ شمشیری چون تو
 غبار ہم محنت چو داد سر ہوا
 بروز داد ز غوغائے عام و بذل عمیم
 شکستہ شد کمر و شمنان ز بیم و ہنوز
 خدیو حامی و لہنی کہ حساطت یکدم
 خراب خانہ نصحت شد از ہلاکت او
 نشست تیغ تو چوں بر سرش زجاں برخواست
 ز صورت تو نہر خاست خاطر می از مہ
 طراز نام تو آمد قبائے شاہی را
 مجستہ باد تو احشیں سال چہل و سوم
 ز لفظ چہل و سوم حرف اول و آخر
 ہمیں نہ جام طرب جم نہاد القابیت
 تو جم بہد خودستی ہم از حساب حل
 تو باش بر سر تخت شہی نشستہ بفتح
 غنی بہدت شاہ دکن توانی را
 فلک جناب خدیوے بہشت نشست
 نشست بر سر اعدا و بر زمین نشست
 لب ز رفت ترا لا بہجہ چہنہ نشست
 ز پنجہ تو شکستی بر آستین نشست
 ز چارہ سازی و تیار داد دیں نشست
 بے مکان نشیند اگر مکیں نشست
 کہ با حیات دگر دشمن ہمیں نشست
 ز سیرت تو بیکدل غبار گین نشست
 جز از تو نقش قبار بر آستین نشست
 ز نقطہ خال سیہ تا بروی سین نشست
 نمود سال کہ یک حرف بہ ازین نشست
 ہمیں ز جاہ تو این نقش و نشین نشست
 فراز مسند جم جہز تو جانشین نشست
 مدام تا کہ نباشد یکسر شین نشست
 چنان نشاند کہ از دیگران چہنہ نشست

قصیدہ

بتقریق و مامیر کبیر نواب قارا لامرا اقبال الدولہ مدار المہام و وزیر عظم
دولت آصفیہ صانعا الدولہ الیہامن الآفہ و البلیہ از شملہ کشمیر بمقام علی گڑھ

ہاں علی گڑھ کہ ترا کارب ماں آمد
برسرت سایہ فلند آنکھ پی سایہ خلق
آمد از شملہ و گل برسرو دستارت نند
سر سری مگر از این آہ و دروش سمن
مرده بودی بسرست طیلی دوراں آمد
قطرہ بودی بتو پیوست محیط فضائی
ساحل خشک بدی موج کرم نودیا
بیکس باد یہ بودی بسرست خضر گشت
خاک بودی فلک مالت آمد کہ ترا
سجدہ شکر بجا آر دہ تعظیم بگوئی
حامی ملت دین حارس شرع و ناموس
نائب سلطنت پادشہ ملک دکن
صدر جم مرتبہ نواب وقار الامرا
آں طرفدار دکن حارس شرع و ناموس
آں گرامی گھر بجز وزارت کورا
ساز گارت فلک طالع و دوراں آمد
سایہ ہر فلک چوں مہ تاباں آمد
بہجواں باد شملی کہ بہ بستاں آمد
تا نگونی کہ فلاں آمد و ہماں آمد
مور بودی بدست تخت سیماں آمد
ذره بودی بسرست ہر درخشاں آمد
صدف کاس بکفت بودہ نیماں آمد
تشنہ بدی چشمہ حیواں آمد
مرکز دائرہ گنبد گر داں آمد
کا دلیں فرد سر دفتر امکاں آمد
حافظ امن و اماں داور ذلشاں آمد
ناصر دولت محبوب علی خاں آمد
آصف رتے زمین جعفر گیاں آمد
کہ نہیش بدل قیصر و خاں آمد
منستہ برسرو ہر انیس ہاں آمد

آنکه در نوک رشت و مفتش جدر احم
 آصف و سپهر علی شیر و نظام ست ذی
 دوز و مندی و فطنت ز فلاطون بگذ
 خلق را نکست خلقش بشام دل جهان
 فیض ابر کرش صورت فیضان بهار
 عالمی تشنه لب طبع تو بحر افضال
 بهترین و نعل تو شد آمد را باب سوال
 از بعد و بندے و اقلیم کشانی ناست
 همچو آں بید که از باد بلرزد در بارغ
 حمد رستم و بهنگامه رزم بهمن
 کاه از سنبه گیر و بهان شیر فلک
 بادم از درخت که نهنگ اجل است
 روز سر نیچه تو باز وے بهمن شکست
 عادل و بادل و دانا و دلیرت وزیر
 نه گئی خون کسی ریخت نه آب کس بر
 بجز آں آب گهر کاهه چشم صدف
 روش معدلت و داد کبیری لعلت
 قصر قدرت که قضا که دناش در آب
 پاسه ایوان تو به پای کیهوال بادا
 هر نفس ناطه ساں منق و گویاں آمد
 شاه گز قیصر و غفور و قدح ساں آمد
 حیدر آبا داد و غیرت یو ناں آمد
 چون شیمی ست که از روضه ضوآن آمد
 یحیی و خاوار و دیر گل و یکساں آمد
 آرزو و اصدف و دست توتیاں آمد
 کمترین خرج ترا دخل بخشاں آمد
 روگه نامه بهنگامه ترکاں آمد
 شیر در بادیه از سهم تو لرزاں آمد
 در مصافت همه باز یکه طفلان آمد
 لیکه از صولت قهر تو هراساں آمد
 سام ابرص بر سام نریساں آمد
 دست بر لبست اگر رستم و ستاں آمد
 چشم بد و ورثانی ست که شایاں آمد
 حافظ مرحمت او که بحفظاں آمد
 غیر آں خوں که بهم در جگر کاں آمد
 که حریف روشش دالی مشرداں آمد
 کمترین زمینه اوطار م کیداں آمد
 تا بهیں قافیه ایواں پیگیواں آمد

قصیدہ

در تہنیت صحت اعلیٰ حضرت حضور پر نور از مرض ہیفنہ خلد اللہ ملکہ و رحمۃہ

برطرح مشاعرہ مولوی اسد اللہ صاحب نوشتہ شد و ہو ہذا نوید صحت شاہ دکن مبارک باد

رسیدہ شاد و گستاخ بن مبارک باد	سپیدہ دم کہ ز طرف چمن مبارک باد
خدا یگانہ ملوک زمین مبارک باد	ہلک از نیکو پس از پنج رومی راحت باد
شگفتگی بہ مزاج حسین مبارک باد	ز غسل صحت شد شد جہاں شگفتہ چمن
سرور و سربلک دکن مبارک باد	شد از نشاط سراسر دکن سراسر سود
چین سرور بسر و علن مبارک باد	جہاں بظاہر و باطن پراز سرور شدت
بد ہر سیر و پیر خ کمن مبارک باد	ہم آں نشاط جوانی ہم این نوید نوی
چو شام وصل و چو صبح وطن مبارک باد	ز شہر یار دکن صبح و شام ادب و ملک
بہ تن زجان و ہم از جان بہ تن مبارک باد	رسید جان بہ تن و تن ز جان شدہ زندہ
و گر بغضہ بمیرد کفن مبارک باد	ز صحت تو مبارک بد منت کفنی
فراز طارم چرخ کمن مبارک باد	بشہر یار دہ خسر و نجوم امروز
چو قنوت ماہ بدست پرین مبارک باد	بشت و شوے رخ شاہ آفتاب ہر
ز انجم ست بہر انجمن مبارک باد	نشاط خلق چو آراست انجمن ہر سو
پے اویم سہیل بین مبارک باد	زمین مثال اویم ست و شہ سہیل بین
ز سیتہ بلبلان و دہن مبارک باد	بہ نفس چو نفس آید بگوشش رود
دہر بسر و گل دیا سمن مبارک باد	چو آبستادہ پے خدمت شدہ است بباغ

کسی بوست چه گنج زخمی کا مروز
توزنده کرده رسم گرم تراشا با
فزون ز تمیث کیجاں بعد آداب
فد قبول تو یارب بجای ختم رسل

نبوده است چو در پیرین مبارک باد
زمین و جعفر و کجی معن مبارک باد
غنی به خسرو و دران زمین مبارک باد
با احترام حسین و حسن مبارک باد

قصیدہ

در تقریب مذکور نوشتہ شدہ

خداے راست مسلم ثابرون زعداد
بیزوہ صد و بہت و چهار سال سعید
مکہ شہر یار دکن یافت صحت کلی
زہت شہی کہ چو در تیسیم بکداند
دوروز کی ز مرض شد مزاج شاہ طول
چو روی روشن در ایزدین شاہ دکن
شہر کو کبہ شاہی کہ مشتری یروی
ز عدل داد تو شاہا دکن گفت چو باغ
تراست نہ فلک ہفت کوکب سیار
بحر چ میر عمارت ز حل ترا گوید
چو نفس ناطقہ گوید سر رکک ترا
بیچ مادہ صورت نہ بند از نیست
کنڈ امر تو کا مقصا صفت مہرم
شکست انوسے آداب دروہشتا
ترا بہ نجت سکندرسد ظالمونی

کہ عیش رقتہ مارا دگر بار و داد
مہجادی اولی در نشاط کشا د
نشست شاد بہ تخت شہی بان قباد
ز لطف جو ہر اصلی ست مغز اجداد
ظلال فست و نشاط آمہ و جہاں شد شاد
نہ مہر چرخ منور نہ تیرا و نقتا د
وان یکا بدخوا نہ کہ چشم پد مر ساد
رسد مرا کہ بگویم بعینہ بغداد
بان چار عا صر ستر و منقا د
کہ باد کو شک جاہ تو تا اید آباد
دہیر چرخ ہزار آفرین ہزار آباد
بطیع چار عا صر قبول کون و فساد
فلک قبول تغیر سکت کم استعداد
عقول عشرہ چو شاگرد از پے استاد
باین طبیعت نفتا و خاطر وقاد

فراخ عرصه جولانگه تو هفت اقلیم
 بجان خصم لعنت و بال باد بدست
 نمود آتش قهرت بخشم خاک لود
 ز بند جو رختاں زان شدت سرد آرد
 کشید جود تو در بار صیب بحر و عدن
 شد از تو ربع شمال زمین همه مسکون
 یکے زو مع تو غم خانه شراب نوش
 چو تیغ و سکه ستانی ز قیصر و قفور
 بچین در و دم فتنه ز لوله چو نغمه صبور
 عدد چه جاں بردار و کی که نوکنا و ک
 رسید شهره عدلت بجله ملک دیا ر
 با اعتماد ز عدل تو جید آبادست
 بر لے بخت بلند تا زل بود مبدا
 عدد که خانه خود ساخت بهجوباع ارم
 مرق و کن از فیض حنا م لطف
 صبح می تو خوش آدم ازین گفتن
 غنی ز مع تو گشتم بدل شهنشک نیست
 از اں دمازی دامن دماستین دلم
 بلند رتبه فتنم شد اینجاں که مرا
 تو اعتماد بمن کن که نظم من خالیست
 سنین عمر و شهر حیات تو بادا
 دوام دولت و اقبال بی و الت باد

بلند بارگشت چار طاق سبب شداد
 عقوبتی ست تو گوئی که کرد عود بعداد
 هرا نیجه آب بفرعون کرد و باد به عباد
 که هندی ترا در چین سپاستاد
 کشاد بذل تو در بار بے خلق و عباد
 جزین دو خانه که هر دو فتاد از دنیا د
 دگر ز بدل تو گنجینه خراب آباد
 چو تخت و تاج ربانی ز کیقا و وقباد
 بیک فرس ز افلاک بگذر ز فریاد
 غید و رنگ جانیش چو نشتر فضا د
 چنانکه نصیحت سخاوت بعرض طول بلاد
 نه معدل دیناے عرض طول بلاد
 بر لے دولت پاینده استا به میعاد
 گلن قهر تو دورش ز باغ چو شداد
 بود نکاشتیه کلک مانی و بهزاد
 که شطویل نجاد دست یا کثیر رما د
 تیگر ی بدل آمد چنانکه گفت استاد
 که از شای تو بر قاسم قب افتاد
 ز خواجگی چو عبیدت صاحب عباد
 ز لافناے عمید و گزافهای عماد
 بری باال عقول عشر نقص و نفاذ
 چو دودهای فلک در از شمار و عداد

قطعه

در تاریخ وصال مولانا و مرشد شیخ فضل الرحمن صاحب فرشته برهانه و افاض علینا فیضاً
در سینه یکمزار و سه صد و سیزدهم بحری نبوی علی صاحبها الصلوٰۃ والسلام در یکم پور نوشته شد

آبچه در فقه و احادیث و اصول تفسیر	بود یکتا بمیان علمای فاضل
ادب آموز علومش بیدار دہلی	شاہ اسمعیل گرامی گزدر یاد دل
دل در دیشی او بود شاہ آفاق	داز غلام علمیش دولت شاہی حاصل
آن دو فخر سلف و شپت پناہ اخلا	یافتندش خلف و بہر خلافت قابل
نا خدا از پے کشتی ہدایت کردند	کا در خلق زگر داب بسوی ساحل
محو اخلاص ادب بود بآل و اصحاب	عاشق احمد مرسل چو اولیس و اصل
آنچنان پیر ہمت شد دسر گرم آمد	کہ بر قلم پیش پیشروان منزل
ہیچو اصحاب گد صورت و شاہ معنی	بیان فتہ دل از کف نہال حاصل
ہر جمع آمدہ از مال پریشان کردش	مجمع داد اگر شد متفرق حاصل
حضرش مرجع امید و مال آمال	کہ ہر آسوی و سہر سیمہ بدو شد دل
بزم اقدہ کرہ سیرت و وصف پاکوں	پاک از غیبت محرف غلط و لا طائل
مندش بود سیری ز رہنمای پلاس	بوریا بستر او کاہ و کوزش زنگ
خوش بآں حجرہ تنگی کہ شد خواہش	شاد از آن مسجد بریمہ شکستہ چو دل
گمہ بند ریس احادیث بمسجہ شغول	مکہ تعلیم مقامات بحجہ شغل
میشد از ذوق باشا حقیقت اشار	گاہ از فارس گمہ زار دو و بہا کا قائل
چوں جناب نبوی گاہ لبش دہلیت	خاک چشش زالم چہرہ اشک ساحل

گہ بازار خراماں پی سوداؤ ثواب
 گہ بازار گہ طفلان برسید و برسید
 گہ بدروازہ مسجد نگران شام انکام
 گہ سحر گہ بدر استاد و جمع اصناف
 گہ زوی آہ نبا گاہ کہ سوز و سینه
 یکصد پنج شد از عمر شریفش لیکن
 نہ نہ پیش قلندر نہ فرخند صوفی
 نہ تسبیح و مصلیٰ نہ بدلتی و حب
 نہ بجزب و نہ بکوش و نہ بحال نہ بقال
 سادہ پیرایہ و آمیختہ با سایر ماس
 داشت دو دلدلہ کلا ہی ز قماش کپڑو
 ہر چہ گفت ست کیں بندہ دل خستہ
 غیر از صدق و صفائیت خمیر بخش
 شد چو صلیبش بخدا فصل زن پر سیم
 گفت از فصل وصال ست کہ فصل رحمن
 کاروانہ بر عجز آورد ملح و غفل
 کہ ازین جملہ کدام ست تیم و عامل
 از پی مقدم ہماں غریب منزل
 بکی گفت کہ فاجعہ بد گرفت از دل
 گاہ ہی گفت معاذ اللہ کہ خود کو بزل
 نہ معطل ز نشین نہ ز دیدن عامل
 نہ خطیب سخن آرا نہ فرا کم عامل
 نہ پستار و حمامہ نہ بشملہ عامل
 نہ بغلیدن خاک و نہ برقص بسمل
 باز نشاۃ از عالی و وسط و سافل
 جامہ جملہ نشس بود شریک شامل
 نیست اغراق فضول و نہ غلو فاضل
 کہ ہمہ جو بر حق ریخت بہ پردیز نازل
 سال بی فصل وصالش نزد چوں سال
 از سر تیم جو بر جاست بکی شد و اصل

$$۱۲۰۸ + ۱۰۸ = ۱۳۱۶ - ۳ = ۱۳۱۳$$

مطلب یہ ہے کہ لفظ فضل رحمن کے عدد لفظ حق کے عدد سے ملے اور سرسرم یعنی جیم کے
 عدد اُس میں سے دور ہو گئے تو ۱۳۱۳ عدد باقی رہتے ہیں یہی وفات حضرت کا ہے۔

کتبہ محمد عبدالغنی عفی عنہ در ۱۳۲۶ قمریہ نوشتہ شد

قطعه

در حیدرآباد بر طرح مشاعره نعتیه میرزا غلام حسین خان در ۱۳۲۶ هجری نوشته شد

سُبْحَانَ الْقَبْلِ مِثْلًا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

خواهم علم ز شعر سوئے ابر آورم	نام از سخن بلند چون نثری بر آورم
باد امین در از که دارم در آیتش	شاید کز آستین بد بهیضا بر آورم
افقدت سلم ز دست دبیر فلک فرو	چون دست بر قلم پیئے انشا بر آورم
گری نهم بعرش بلند سخنوری	خود را اگر به عیش معش بر آورم
خوانند از سپهر بریں آفرین بر آں	تحسین لب ز لعل اعلیٰ بر آورم
افقد ز چرخ زهره بروئے زمین خمین	در نعت ز فرمه چون یکسا بر آورم
نعت رسول پاک سرایم چنان بنظم	کز افتخار سر به نریا بر آورم
بر صاحب براق بگویم شناز دل	دم از مدیح صاحب اسری بر آورم
گوایم از صریح کنایه بود دوی	من نام شاه شیرب و بطحا بر آورم
ختم رسل محمد مرسل که بر سپهر	ذکر لبند او ز رفعت بر آورم
احمد توئی که رایت حمد ترا به حشر	فرمود حق که از بمبہ بالا بر آورم
شاه توئی که گفت خدا نام نامیت	بانام خولیش همسر و همیت بر آورم
ایزد و دیر کرم ز فتننا بتو کشاد	قال فتوح تو ز مبینا بر آورم
بر معجز تو حجت ناطق پیئے عدو	حرفی که گفت حمزه صما بر آورم
قال زوال چارده تاجش ز قهر تو	از کنگر شکسته کسرے بر آورم
احیای مردگان شود از نقش پای تو	این مژده در سامع موتی بر آورم
گرد در دلم هزار سویدا بود خوشم	تا داغت از هزار سویدا بر آورم

دانم اگر بیدره و طوبی قدت شبیه
 کاردم میح کند نفس مرا
 هربت بسر آید و از پائے او قد
 در روز رستخیز که خیزند از قبور
 در بحر تو نشان ز جیم و سقر دهد
 من بگزرم شها ز ثمنای سرو کون
 داغ غلامیت که از ان به شیع نیست
 غلیظدم بنجاک رست به از ان که من
 والی شده بملک دلم قهرمان نفس
 و چشم حور سرمه کنند مش اگر عیار
 گر نیت بخواب تسلی شوم که فال
 روز و شبهاں بهر و لای و تور درگاه
 از اشک انفعال بد ریاشدم غلیق
 بانگ گداز خانه بر آرد کریم را
 ترسم که سر ز روضه بر آری ز خواب
 سیمائے رستگاری جا دید من بود
 بختی گرم خلوص و ز روی دریا خلایق
 با عاصیاں پناه بخت بروز حشر
 بی تو مرا بهشت بد و زخ برابرست

شاخ از نهال سدره و طوبی بر آورم
 گر یک نفس ز تو بتو لا بر آورم
 نامت چو در گشت و کلیسا بر آورم
 سرا و کفن بیا و تو شاها بر آورم
 همراه گرم کزد دل پیدا بر آورم
 گر خود دے ز توبه بمت بر آورم
 در عرصه شفاعت کبرای بر آورم
 صد خواب خوش بیدره طوبی بر آورم
 فرماید ازین بدر گره والا بر آورم
 از خویشین بر آه تو مولی بر آورم
 زین مصحف نکو پئے فردا بر آورم
 با خرمی و عیش میا بر آورم
 از فضل تو گیم ز دریا بر آورم
 چون ناله در فراق تو شاها بر آورم
 زین هنرگی خوش بست که خود را بر آورم
 داغ غلامیت چو بسیا بر آورم
 از زنگ هر دو دلق و صلا بر آورم
 تمار و سفید پیش تو خود را بر آورم
 دل از نغم حینت علیک بر آورم

من هم غنی کمینه غلام شمع از ان
 سرا از غلامیش به ثریا بر آورم

قطعه

به تقریب و داع مولوی سید حسین بکرامی ملقب به عماد الملک از حیدرآباد و بکدو
ایشان از خدمت نظامت تعلیمات حیدرآباد و قبول ممبری پریوی کونسل
پارلیمنٹ لندن بموجب پتروده هزار روپیہ سالانہ از سرکار انگریزی در ۱۳۲۵ م

پس از ثنائے رسول این رؤف و رحیم	پس از سپاس خدائے جهان علی و علیم
عماد الملک فلاطون بود ز رائے سلیم	بگو به حمد بھایون آصف جم چاه
چو بید پائے برہن بدورد و بشلیم	بدور آصف سادس رؤفے رے بود
بود مشکفہ و شش از سخا چو گل ز نیم	بود نہفتہ بعد شش و فاجو بود رگل
جدار غی و غوایت بحکم طبع سلیم	بری ز صنعت و سازش بہ طینت ساؤ
عطوف و عذریو شندہ و غیور و علیم	ہمین و مہر گرا دیر گیر و زود آمرز
لطیفہ سنج و سخن فہم بذلہ گوی و ندیم	ہنر سپند و ہنر و شناس قدر افزا
بیاد اوست ز ہر فن ہمہ حدیث قدیم	بخاطرش ز علوم ست جملہ کہنہ و نو
فسون اوست بہر کس قلم و تعلیم	فسانہ الہیت بہ ہر فن ہمہ علوم و فنون
بہر گمانہ فضل و ہنر شریک اسیم	بہر معانی بیگانہ آشنا طبعش
نشست سکۂ ادا ز قلم بہفت اقلیم	ہمین نہ شمرہ لفظش ز ہر طرف برقا
کہ ابرو بحر بنا زندگردد رست یتیم	با دست نازش آبا اگرچہ احرازند
زمینش اچسہ گرامی شد از ہزار کرم	ز بگرام بسے گرچہ آمدند کرام
ز نفم و سنق تو گوئی کہ گوہری ست نفیم	من و خداے کہ سید حسین پاک گمر

با و ستادی شهزاده امتیاز او است
 تبارک الله زبندی که شه با و کردست
 ز بار دین بیک کرد چون بیکار
 بلائے شاه بچینم که طول عمرش را
 بدور او و دهنم شد از میان هند
 شد از نگارش کلکت که جادوانی
 ز چند روز که گرفت از سرش سایه
 گزشت ابر ز رویا و منتش باقی است
 پاس باد نسیم از شکفت لاله و گل
 همیشه تا که خط و طح و بسم را اجزا است
 تو شاد باش به ظل شه دکن صفت
 طفیل سرور عالم نظام آصف شاه

که پیش اهل تیز است امتیاز عظیم
 کس نه گشت ز اقرار بدو قرین سهم
 کشتا دولت در خمی راه غریم
 سپرده است بعرض حیات ناز و نعم
 به بزم خسرو بر طایفه چو رکن قویم
 نگار خانه چینی سرشته تعلیم
 چه غم که بر سر او از توتته ست عظیم
 بجان بحر که از فیض اوست بدیم
 بدوش باغ بود گور و دز باغ نسیم
 همیشه تا نبود نقطه قابل تقسیم
 چو شه به ظل شه انبیا رسول کریم
 بیاش تخت شاهی باد بر سرش دیمیم

صحت نامہ

نوٹ : ذیل کی فہرست میں گویا وہ تر نقطوں درم کردوں یا شوشوں و درشتہ
حروف کی غلطیاں ہیں جو سیاق و سباق سے بھی بخوبی معلوم ہو سکتی ہیں، تاہم
حتی الامکان ان تمام مقامات کے واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ناظرین کرام
تکلیف فرما کر درست فرمائیں۔

مہتمم

صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط
شفقت	شفقت	۱۹	۶	بزم و جم	بزم جم	۸	۲
بہ لقا	لہقا	۲۰	۷	زر بخشش	زر بخشش و	۱۲	۷
نہیش	نہیش	۲۱	۸	آذاری	آزاری	۱۸	۷
ندار	ندار	۱۶	۱۰	رغم	زعم	۶	۶
سپس	سپس	۱۳	۱۳	سراید	سراید	۱۴	۷

صحبہ	غلط	صحیح	غلط	صحیح	صحبہ	غلط	صحیح
ہم	مہ	۶	۳۲				
مہ	سہ	۶	"	پختہ	پخت	۱۵	۱۵
نہ	ز	۲۵	۳۵	راد	راو	۷	۱۷
سپہر	سپہر	۹	۳۶	لست	ہست	"	"
دواب	دوآب	۱۱	"	باد	یاد	۱۷	۱۹
شہ	شہ	۷	۳۹	راد	راو	۲	۲۱
سرخ	سرخ	۱۳	۴۰	دوتا	دوتا	۱۲	"
ہر	بر	۹	۴۳	مکینہ	مکند	۱۰	۲۳
خورد	جوڑد	۱۷	"	عقود	عقول	۲۰	۲۴
نادرہ	تادرہ	۱۹	"				
دار	وار	۴	۴۵	بہ بخردی	بخردی	۱۲	"
زد	زو	۷	"	جلال	طال	۱۳	۲۹
روز	زور	۹	"	بردم	بردم	۲۰	"
چو	جو	۱۹	"	روائی	ردای	۲۰	۳۰
زد	در	۱۷	۴۶	ازرخ	ازرخ	۲۱	"
زکوة	زکوة	۲۱	"	الازراق	الازراق	۱۴	۳۳
شکافت	شکافت	۶	۴۷	دقایق	دقایق	"	"
سنبہ	نجد	۱۵	۴۹	دیم	ریم	۲	۳۴
				بہر	ہر	۳	"
گرہی	گرہی	۹	۵۰	عزیز	عزیز	"	"
شدی	شدی	۱	۵۱				

صفحہ	غلط	صحیح	صفحہ	غلط	صحیح	صفحہ	غلط
۵۱	۱	بودہ	بودہ	۶۹	۱۱	دہم	دہم
۵۲	۲۱	گو	کو	۶۰	۲	بنخیر	بنخیر
۵۳	۲۰	مس	میر	۶۱	۱۲	چ	چ
۵۵	۱	سیا ہاں	سپا ہاں	۶۲	۴	اثبات	اثبات
۵۶	۵	ناد	باد	۶	۹	کسجاہ	کسجاہ
۶	۶	دموشی	دموی	۶	۱۱	حاجہ	حاجہ
۶	۱۲	برنداں	برزنداں	۶۳	۲	اطری	اطری
۶	۱۳	جیب	جیب	۶	۱۴	اسیمہ	اسیمہ
۶	۱۶	بکج	بکج	۶۴	۱۰	ہمچو	ہمچو
۵۶	۱۳	باد	بہ او	۶۶	۸	شیوہ زبانان	شیوہ زبانان
۵۹	۱۴	گفت	گفت	۶۷	۱۶	برحق	برحق
۶۱	۵	بکسار	یکبار	۶۶	۱۹	زماں	زماں
۶۳	۲	بطالع	بہ طالع	۶۸	۸	بیان	بیان
۶	۴	نہاں زانجم	نہاں انجم	۶	۱۳	قان	قان
۶۴	۱۶	انگشت	انگشت	۶	۱۴	بخش	بخش
۶	۱۸	بغیر	بہ غیر	۶۹	۱۴	پیچید	پیچید
۶۵	۸	ٹو	تو	۶	۲۱	بانو شیرواں	بانو شیرواں
۶۶	۶	طسل دوز	طسل دوز	۸۰	۱۰	سرور	سرور
۶۸	۱۵	وئے	وئے	۸۱	۴	دین و دولت	دین و دولت
۶	۱۴	نظم	نظم	۸۲	۴	دہر	دہر

صفحہ	ک	غلط	صحیح	صفحہ	ک	غلط	صحیح
۸۲	۶	ارضہ	ازصد	۹۲	۴	خز	خر
۸۱	۱۱	س	سابر	۹۱	۷	دے	دے
۸۳	۴	چل	چل	۹۳	۵	داد	درد
۸۰	۱۹	ے	مرا	۹۶	۱۳	طارم	طارم
۸۷	۴	دکان	دکان	۹۷	۱۴	شپر	شپر
۸۶	۸	سبر	شیر	۹۸	۷	بدل	بدل
۸۵	۱۴	یسی	یسی	۱۰۰	۱۲	میناے	میناے
۸۸	۳	رحمتہ اللہ	رحمہ اللہ	۹۹	۲۱	گاہ	گاہ
۸۹	۶	بانگ	بانگ	۱۰۱	۴	سوے	بہ شعرے
۸۷	۱۱	بجھلہ	بجھلہ	۱۰۲	۱۸	باعصیاں	باعصیاں
۸۶	۲	بگیرد	بگیرد	۱۰۳	۴	سپر	سپر

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (قرآن)

من صلّى على واحد صلّى الله عليه عشرين (حدیث)

حدیث من حبیب و دشمن جنون من جنون من جنون

ذکر احبیب

۱۰ ۱۳

از تصنیف لطیف ادیب ارباب مثنوی بیب اقفای موزون مع و معانی

جناب مولانا محمد حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی رئیس بحسبکم پور

صاحبها الله عن الفتن والشدة

بارشانی

باہتمام مالا کلام محمد مقدسی خاں شروانی

در طبع انسی پوٹو علی گڑھ طبع گشتہ

طبع طبایع اہل الذکر شد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وروزِ باں جنابِ محمد کا نام ہے

قابلِ درود پڑھنے کے اپنا کلام ہے

اللہ اللہ کیا شرف ہے اُس محلِ نمایوں کی جس میں جنابِ محبوب کبریا
 سرورِ اصفیاء المرسلین خاتم النبیین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ فضل و صلوة
 و الثناء کا ذکر خیر ہو اور سبحان اللہ کیا سعادت ہے اُن اہل ایمان کی جو اس مجلسِ مبارک
 میں حُسنِ عقیدت اور خلوصِ نیت حاضر ہوں۔ یہ وہ بزمِ باصفاء ہے جس میں انوارِ عالم
 قدس سے نازل ہوتے ہیں اور یہ وہ بیانِ روح افزا ہے جس کے سننے کو فرشتے
 آسمان سے اُترتے ہیں شاہ ولی اللہ صاحبِ محدث دہلوی فیوضِ الحرمین میں
 لکھتے ہیں کہ میں بارہویں بیچِ الاول کو اُس مجلسِ پاک میں حاضر ہوا جو مکہ معظمہ میں
 خاص مکانِ ولادت شریف میں منعقد تھی اور اُس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کے تولد کا تذکرہ تھا دفعتاً کچھ انوار وہاں بلند ہوئے۔ میں نے جو نظر تامل دیکھا

تو معلوم ہوا کہ وہ انوار تھے اُن ملائکہ کے جو ایسی متبرک مخلوق میں خاص ہوا کرتے ہیں اور وہ انوار تھے رحمت الہی کے پس اے مسلمانوں تم کو چاہیے کہ اس انجمن عالی میں بصد ادب بیٹھو اور خوب ذوق و شوق سے احوال خیر شہال سنو۔ اور حاضرین پر یہ بھی واجب ہو کہ درود شریف کی کثرت رکھیں! اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آنحضرتؐ پر درود پڑھنے کا امر فرمایا ہے اور حضرت سرور کائناتؐ نے فرمایا ہے کہ جو میرے ذکر کو سن کر درود نہ بھیجے وہ نجیل ہے۔ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ حدیث میں آیا ہے کہ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرًا یعنی سب مخلوق سے پہلے خدا نے میرے نور کو پیدا کیا یہ روایت ہے کہ وہ نور عالم وجود میں آکر ستر ہزار برس تسبیح میں مصروف رہا اور پھر اُس سے ملائکہ عرش و کرسی بوج و قلم آسمان و زمین جن و انس غرض جملہ عالم کا ظہور ہوا۔ ازاں بعد حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی اُس نور سے نورانی فرمائی گئی۔ اُسی نور کی تعظیم منظور تھی جو ربُّ العرش نے فرشتوں کو حضرت آدمؑ کے سجدے کا حکم دیا اور یہی وہ گرنہا امانت تھی جس کے تحمل سے پہاڑ اور زمین و آسمان عاجز ہو گئے اور انسان کے جو بلند نے بسر و چشم کھڑکھا اٹھا لیا۔

آسمان بار امانت تو انت کشید

قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

یہ نور رحمت ظہور شہدائے پاک سے ارحام علیہ میں نقل کرتا رہا یہاں تک کہ عرب

کی عزت افزائی منظور ہوئی اور یہ ودیعت بدیع حضرت اسمعیلؑ سے بنی اسمعیل کو اور بنی اسمعیل میں قریش کو اور قریش میں بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں عبدالمطلب کو نصیب ہوئی۔ آنحضرت کے والد ماجد عبد اللہ عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔ یہ تو بڑا معلوم ہے کہ چاہہ زمرم حضرت اسمعیل علیہ السلام کی ایڑیوں سے کھد گیا تھا ایک مدت تو وہ کنواں بدستور بالیکن پھراٹ گیا اور اُس کا نشان تک باقی نہ رہا۔ عبدالمطلب نے اُس کنوئیں کی جگہ خواب میں دیکھی اور ارادہ کیا کہ اُس کو پھر کھدوائیں قریش سدا رہ ہو کر اور لڑائی کی نوبت پہنچی۔ بمصدق چاہہ کن را چاہہ در پیش قریش اُس معرکہ میں مغلوب ہوئے اور عبدالمطلب غالب۔ عبدالمطلب کے اُس وقت ایک ہی بیٹا تھا اُنھوں نے نذر کی کہ اگر پروردگار مجھ کو دس بیٹے عطا فرمائے اور چاہہ زمرم بھی بنجائے تو میں اپنا ایک بیٹا قربانی کروں۔ خدا ایتعالیٰ نے اپنے فضل سے عبدالمطلب کا مطلب پورا کر دیا دس بیٹے بھی ہوئے اور چاہہ زمرم بھی درست ہو گیا اب اُنھوں نے ارادہ کیا کہ نذر پوری کریں قرعہ جوڈالا تو عبد اللہ کا نام نکلا عبدالمطلب اُن کو فوج کرنے پہلے۔ چونکہ اُن کے چہرہ میں نور احمدی کی درخشانی تھی اسلئے سب کو اُن کا فوج ہونا ناپسند تھا آخر سواونٹ اُن کے سر پر سے قربان کر کے قربانی کر دی۔ عبد اللہ کی شادی بی بی آمنہ سے ہوئی جو ویرب ابن عبدالمطلب کی بیٹی تھیں جس سال نور محمدی صلب پر سے منتقل ہو کر بطن مادر میں آیا قریش سے قحط سے سینہ ریش تھے آپ کے قدم مہمیت لزوم کی برکت سے مینھ خوب سا

اور ساری سرزمین عرب سرسبز اور سیراب ہو گئی حتیٰ کہ اس برس کا نام قریش نے
 سَنَةُ الْفَتْحِ وَ الْكُرْبُمُتَّحَاج رکھا یعنی فتح اور خوشی کا سال آپ کی والدہ ماجدہ کو خواہ
 میں آنحضرتؐ کی ولادت باسعادت کی بشارت ہوئی اور بشارت دینے والے نے آپؐ کے
 واسطے نام محمدؐ بتایا۔ بارہویں ربیع الاول کو پیر کے دن صبح صادق کی وقت حضرت مرو
 کائنات فخر موجود اسنے اس عالم خاک کو اپنے وجود باجود سے رشک افلاک بنایا۔

شعر

یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت	بڑھا جانب بوقبیس ابر رحمت
اداناک بطحانے کی وہ ودیعت	چلے آتے تھے جس کی دیتے شہادت
ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا	وہائے خلیلؑ اور نوید مسیحؑ
وہ نبیوں میں حمت لقب پائیوا	مرد دین غریبوں کی بر لانیوا
مصیبت میں غیروں کے کام آئیوا	وہ اپنے پرانے کا غم کھائیوا
فقیروں کا لجا ضعیفوں کا مادی	یتیموں کا والی غلاموں کا مولی
خطا کار سے درگزر کرنے والا	بداندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفسد کا زیر و زبر کرنے والا	قبائل کا شیر و شکر کرنے والا

شعر

تو محبوب جانی و جانِ جہانی	فدائے تو صد سر و صد زندگانی
بنور ہدایت چرباغِ زمینی	برفتِ فزوں تر ز ہفت آسمانی

<p>علیہ صلوٰتی علیہ سلامی تو سلطانِ جودی و شاہِ وجودی چو شوقِ تو دیدم فراموشِ کردم تو ساقیِ حق و جانِ حبا را امانِ دیاریِ شریعت و تناری شریعتِ چہ گوید حقیقتِ چہ جوید ز سیرِ سلوکِ تو جبئیلِ دامنِ جمیلی کریمی جسدِ ملیِ کفیلی</p>	<p>ایمنِ زمینی امانِ زمانی بنوِ حبیبِ رہبرِ کامرانی جمالِ جوانی سماعِ اغانی ز فیضِ تو باشد شرابِ منانی طریقتِ تو داری حقیقتِ تو دانی معانِ المبادی مبادِ المعانی کہ با تو نیارِ دہ کسے ہمعانی تراقتِ سہمی بندہٗ جاودانی</p>
---	--

خالقِ اکبر جل جلالہ نے اس لئے کہ غافل ہو شمار و خبر دار ہو جائیں آنحضرتؐ کے تولد کے وقت بہت سے امور عجیبہ ظاہر ہوئے۔ ام عثمان بن ابی العاص سے روایت ہے کہ جب حضرت پیدا ہوئے تو تارے جھک کر زمین سے ایسے قریب ہو گئے تھے کہ گمان ہوتا تھا کہ گر پڑینگے۔ اس میں یہ ایمان تھا کہ حضرت سرورِ کائنات کل انوار کے مرکز ہیں اور ہر شے اپنے مرکز کی طرف مائل ہوا کرتی ہے۔ ملک فارس کے آتشکدوں کی آگ جو ہزار برس سے دھک رہی تھی بجھ گئی ہمیں یہ رمز تھی کہ دین حق کے جلوہ سے آتش پرستی کی گرم بازاری نہ رہیگی۔ دریائے ساواؤ کوکھ گیا اس میں یہ اشارہ تھا کہ اب آبِ پرستی اور پرستشِ دریا پر پانی پھر جائیگا۔ تمام رشتے زمین کے بتِ اوندھے منہ گر پڑے اس کا یہ مطلب تھا کہ

آپ کی رسالت سے بت پرستی کا منہ کالا ہوگا۔ نوشیرواں بادشاہ ایران کے محل میں زلزلہ پیدا ہوا اور اُس کے چودہ کنگورے ٹوٹ گئے۔
 لرز لکر پڑے چودہ کنگورے قصر کسریٰ کے
 اٹھا جب شور عالم میں نبی کی آمد آمد کا

چنانچہ آج تک وہ محل جس کا نام طاق کسریٰ ہے، بغداد کے قریب شہر مدائن کے
 ویرانہ میں پھٹا کھڑا ہے۔ نیاح و حان جا کر اب تک اس معجزہ کو دیکھتے ہیں ہمیں
 یہ راز تھا کہ آپ کی برکت سے شجاعان عرب کے قدم تختِ جم پر جم گئے اور شاہن
 عجم کی حکومت کی بنیاد ہل گئی چودہ کنگورے گرنے میں یہ سہر تھا کہ اس کے بعد
 چودہ بادشاہ اس خاندان نوشیروانی میں اور فرمانروانی کرینگے پھر قصر مہض کا
 خزانہ غازیان عرب کا مال ہوگا۔ آپ کے والد ماجد تولد شریف سے پہلے وقت
 پاگئے تھے چھ برس کی عمر تھی کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے رحلت کی اور جد امجد
 عبدالمطلب پرورش ظاہری کے متکفل ہوئے جب بن اقدس آٹھ پر پہنچا وہ
 بھی دنیا سے اٹھ گئے پھر آپ کے عم بزرگوار ابوطالب نے سرپرستی اپنے ذمے لی
 بارہ برس کی عمر میں ابوطالب کے ساتھ آپ مکہ شام کو تشریف لیگے رہستہ
 میں ایک نصرانی عابد نے جس کا نام بحیرہ تھا ان علامتوں سے جو اُس نے اپنی
 کتابوں میں دیکھی تھیں آپ کو پہچانا اور دست مبارک اپنے ہاتھ میں لیکر کہنے لگا کہ
 یہ بیشک رسول رب العالمین ہیں۔ آپ کے ہمراہیوں نے پوچھا تم نے کیسے جانا تو

اُس نے جواب دیا کہ جبوقت تم یہاں آئے میں نے دیکھا کہ شجر و حجر نے آپ کو
 سجدہ کیا ۲۵ برس کی عمر میں آنحضرتؐ نے حضرت خدیجہ الکبریٰ سے شادی کی
 اکتالیسویں سال حضرت جبریلؑ وحی لیکر آپ کی خدمت آئے اور سورہ اقرآنزل
 ہوئی جب بن شریف پچاس کا ہوا معراج واقع ہوئی نزول وحی کے بعد تیسرہ
 برس مکہ معظمہ میں قیام فرمایا پھر ہجرت کر کے مدینہ شریف تشریف لگئے اور دس
 برس مدینہ منورہ آپ کے جلال باکمال سے منور و مشرف رہا ۲ غزووں میں
 یہ نفس نفیس شریک ہوئے اور نولڑائیوں میں تلوار چلائی۔ تین حج ادا فرمائے
 دو حج کے فرض ہونے سے پہلے اور ایک اُس کے بعد یہ اخیر حج حجہ الوداع کے
 نام سے مشہور ہے۔ خالق اکبر عم نوالہ نے آپ کو جمال ظاہری بھی کابل عطا فرمایا تھا

وہ نبیوں میں ہوئے ایسے کہ ختم الانبیاء ٹھہرے

حسینوں میں ہوئے ایسے کہ محبوب خدا ٹھہرے

حلیہ اشرف یہ ہے قد اقدس میاں۔ رنگ ہمایوں سُرخ و سفید بانگینی ولادت
 مہر بزرگ بڑا موئے شریف سیاہ و نرم اور کسی قدر گھونگر والے گہبی گردن تک
 اور کبھی کان کی کوتک۔ بالوں میں مانگ نکلی رہتی اور تیسرے روز تیل پڑتا۔ گوش
 حق نبوش متوسط۔ پیشانی نورانی کشادہ و تاباں۔ ابروئے مبارک باریک خمیدہ
 اور کسی قدر ایک دوسرے جدا دونوں ابروؤں کے بیچ میں رگ ہانسی تھی جو
 غصہ کے وقت ابھر آتی۔ چشم خدا میں بڑی پٹلیاں خوب سیاہ اور پیدی میں سُرخ

کے ڈورے۔ مَرگان شریف بڑی۔ رخسارِ معلیٰ نرم اور پُر گوشت لیکن نہ پھولے ہوئے۔ بینی پاک بلند اور روشن۔ دہن مقدس بڑا مگر نہ ایسا فراخ جو بد نما ہو ذلِ ان مبارک تابدار اور کچھ کچھ جدا۔ وقت تکلم یہ معلوم ہوتا تھا کہ دانتوں میں سے نور نکلتا ہے اور ہنگامِ تبسم بجلی کی سی جلا محسوس ہوتی۔ چہرہ نہ لانا نہ بالکل گول۔ ریش احسن خوب بھری ہوئی اور اُس کے گھنے بال سینہ کو پُر کرتے۔ گردن نور معدن صاف و شفاف گویا سانپے میں ڈھلی۔ دوش اقدس پُر گوشت باہم پیوستہ نہ تھے اُن کے پنج میں مہرِ نبوت۔ دست حق پرست لائے انگلیاں لمبی اور خوشنما۔ تمام بدن کے جوڑ خوب قوی اور مضبوط۔ کف دست کشادہ اور نہایت نرم۔ بغلیں سپید خوشبو جنیں بالوں کا نام نہیں سینہ صفا گنجینہ چوڑا۔ پنڈلیاں گول ہموار اور صاف اور فی الجملہ باریک۔ کف پا (خاکش آبرئے سرم) پُر گوشت اور بیچ میں خالی۔ پانوں کی انگلیاں مضبوط انگوٹھے کے پاس کی انگلی انگوٹھے سے بڑی۔ جن خوش قسمت بزرگوں نے وہ جمالِ جہاں آرا دیکھا اُن سب کی رائے اس پر متفق ہے کہ ایسی پاکیزہ شکل نہ آپ سے پہلے دیکھی نہ آپ کے بعد۔ مزاج عالی میں نفاست بہت تھی ہمیشہ صاف ستھرے رہنے کو پسند فرماتے اور میلے کھیلے آدمی سے ناخوش ہوتے۔ جسم اطہر سے بونے جان پرورتا تھی جس راہ سے آپ تشریف لیجاتے خوشبو سے مہک جاتی اور جو وہاں سے گذرتا اُس کو معلوم ہو جاتا کہ حضورؐ اس طرف سے تشریف لیگئے ہیں۔ آپ کا سایہ تھا۔ سایہ تو اجسامِ کثیف کا ہوتا ہے

آپ تو سراپا نور تھے پھر سایہ کس کا ہوتا ہے

یہ بھی رمز جو اُس کا سایہ تھا کہ رنگِ دونی واں سما یا نہ تھا

آنحضرت کو جو دفعتاً دیکھتا جلالِ نبوت سے اُس پر مہبت طاری ہو جاتی مگر جب حضور میں رہتا اور لطف و مدار دیکھتا اُس کا قلب آپ کی محبت کے مالا مال ہو جاتا۔

معجزات آپ کی ذاتِ بابرکات سے بہت صادر ہوئے چند یہاں تحریر ہوئے ہیں جب آپ نے مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی حضرت ابو بکر صدیقؓ ہمراہ تھے راستہ میں سہرا قہ ابن مالکؓ کا فروں کے بھیجے ہوئے سوار نے ایسا حضرت ابو بکرؓ کو دیکھ کر

کہا کہ یا رسول اللہؐ کا قرآن پہنچے۔ آپ نے فرمایا لا تحزن ان اللہ معنا اے ابو بکرؓ کچھ بیخ نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے پھر آپ نے بد دعا فرمائی فوراً اُس سوار کا گھوڑا پیٹ

تک زمین میں دھس گیا۔ وہ فریاد کرنے لگا کہ مجھ کو اس بلا سے نجات دیجئے۔ جو کافر راہ میں ملیگا اُس کو لوٹا لیجاؤنگا آپ نے دعائی اُس کا گھوڑا نکل آیا اور اس راستہ میں

جو کافر اس کو بلایہ لکھ لوٹا تا گیا کہ میں دیکھ کر آیا ہوں اور ہر کوئی نہیں گیا۔ دوسرا معجزہ غزوہ حُدیہ میں پانی نہٹ گیا اور پیاس کی شدت ہوئی۔ آنحضرتؐ کے پاس

ایک لوٹے میں پانی تھا جس سے آپ نے وضو فرمایا اہل شکر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ سوائے اس لوٹے کے پانی کے فوج میں پانی بالکل نہیں نہ پینے کو

اور نہ نوش کرنے کو۔ آپ نے دستِ مبارک اُس لوٹے میں رکھ دیا اور آپ کی انگلیوں سے پانی پٹنے کی طرح اُبھنے لگا سب نے خوب پیا اور نوش کیا۔ حضرت جابرؓ سے جو اس

حدیث کے راوی ہیں لوگوں نے پوچھا کہ اُس روز سب کتنے آدمی وہاں تھے انھوں نے کہا کہ اگر لاکھ آدمی ہوتے تو بھی سیراب ہو جاتے ہم سب پندرہ سو آدمی تھے۔

تیسرا معجزہ حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت کے ہمراہ ایک مرتبہ پہلے اک مکمل میدان میں منزل ہوئی آپ قضاے حاجت کی واسطے تشریف لیگے اتفاقاً وہاں کچھ آڑہ تھی میدان کے کنارے پر دو درخت تھے آپ ان کے پاس تشریف لیگے اور ایک درخت کی شاخ پکڑ کر فرمایا اِنْقَادِیْ عَلَیْکَ مَا ذُرَّ اللّٰہُ یعنی خدا کے حکم سے میرے ساتھ چلا آ۔ وہ درخت اس طرح آپ کے ساتھ ہو گیا جیسے کوئی اونٹ کی ٹیل پکڑے لانا ہی پھر آپ نے دوسری درخت کی طرف تہم رخ فرمایا اور اُس کو بھی وہی ارشاد کیا وہ بھی ہمراہ ہو گیا۔ جب بیچ میدان میں آئے آپ نے حکم دیا کہ خدا کے حکم سے دونوں لمباؤ دونوں مل گئے اُن کی آڑ میں بھیجا آپ نے فرخت حاصل کی پھر وہ دونوں الگ الگ ہو گئے۔ چوتھا معجزہ حضرت سلمہ بن اکوع کے پاؤں میں زخم کا نشان تھا کسی نے پوچھا یہ کیا ہے انھوں نے کہا کہ خیبر کی لڑائی میں میرے زخم لگا تھا اُسے دیکھ کر ساتھ والوں نے کہا کہ اب سلمہ پیچیں گے میں حضور نبویؐ میں حاضر ہوا اور آپ نے تین بار لعاب دہن اُس میں ڈال دیا اور سب شجائیت جاتی رہی۔ پانچواں معجزہ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میری والدہ مشرک تھیں اور میں ہمیشہ اسلام لانے کی واسطے اُن سے کہا کرتا تھا ایک دن میں نے ان کو دعوت اسلام کی انھوں نے آنحضرت کی شان میں کچھ کھنٹ کر وہ استہمال کئے میں روتا ہوا راتیں

پر حاضر ہوا اور گزارش کی کہ یا رسول اللہ میری ماں کے لئے دعائے ہدایت فرمائے
 آپ نے فرمایا اللھم اھد اُمّ ابی ہریرۃ یعنی اے اللہ ابو ہریرہؓ کی ماں کو ہدایت
 دے۔ میں آپ کی دعا سے خوش ہو کر چلا آیا گھر کے دروازہ پر جو پہنچا تو دروازہ بند
 میری والدہ نے میرے پاؤں کی آہٹ سن کر کہا کہ ابو ہریرہؓ وہیں کھڑے رہو۔ میں
 کھڑا ہو گیا اور پانی کے گرنے کی آواز سنی والدہ ہٹا کر اور کپڑے پہن کر کوڑکھولنے
 آئیں اور ایسے جلد کہ دوپٹا بھی نہ اوڑھا دروازہ کھولا اور مجھ کو مخاطب کر کے کہنے
 لگیں اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَ رَسُوْلُهُ میں نے کھجور
 آپ کو خوشخبری سننے دوڑا اور جوش خوشی سے میرے آنسو جاری تھے آپ نے سر
 شکر ادا کیا اور کلمات خیر فرمائے۔ چھٹا معجزہ ایک شخص آپ کا منشی تھا شامت ادا
 کرتا ہو گیا اور مشرکوں میں جا ملا آپ نے سنا فرمایا زمین اُس کو نہ لیگی حضرت ابو طلحہؓ
 کہتے ہیں کہ اتفاقاً میرا گدرا اُس سرزمین پر ہوا جہاں وہ مرا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ اُسکی
 لاش باہر پڑی ہو میں نے سبب پوچھا لوگوں نے کہا کہ ہم نے بہت دفعہ دفن کیا
 زمین اُس کو قبول ہی نہیں کرتی۔ ساتواں معجزہ حضرت جابرؓ سے روایت ہو کہ آپ
 خطبہ فرمانے کی وقت ایک چوبی ستون سے تکیہ لگا کر کھڑے ہوا کرتے تھے جب منبر
 تیار ہوا اور آپ نے اُس پر اتار دیا تو وہ لکڑی کا ستون اس طرح
 چھینے لگا کہ گمان ہوتا تھا شق ہو جائیگا آپ منبر سے اترے اور اُس کو پکڑ کر چٹاپا
 تب وہ چُپ ہوا اور ایسی سسکیاں بھرنے لگا جیسے کسی بچے کو رونے سے چُپ کرتے

ہیں اور وہ سسکتا ہی حضرت جابرؓ نے کہا کہ وہ اُس بیان کے شوق میں رویا جو آپؐ سنا کرتا تھا۔ آٹھواں معجزہ حضرت ابو بکرؓ نے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا کہ میری امت کے لوگ ایک وسیع زمین پر آباد ہوں گے جس کا نام بصرہ ہو اور اُس دریا کے کنارے پر جس کا نام دجلہ ہے دریا پر پُل ہو گا وہاں آبادی بہ کثرت ہوگی اور وہ شہر بخلہ اُن شہروں کے ہو گا جو مسلمان آباد کریں گے آخر زمانے میں قنطورہ کی اولاد جن کے منہ چوڑے اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی حملہ کرے گی اور لب دریا اترے گی اہل شہر کے تین حصے ہو جائیں گے۔ ایک حصہ جان بچانے کو بھاگے گا اور جنگل میں ہلاک ہو گا۔ دوسرا فرقہ امان لیگا وہ بھی قتل ہو گا۔ تیسرے فریق کے آدمی اپنے اہل و عیال کی حفاظت کیلئے لڑیں گے وہ شہید ہیں۔ سچا ائمہ یہ پیشین گوئی ہماری ختم المرسلین کی کیسی سچی ہوئی۔ دجلہ کے کنارے پر خلفائے عباسیہ نے متصل بصرہ شہر بنوا دیا کیا اُس کی رونق اور آبادی عروج کمال پر پہنچی۔ آپؐ کی وفات کے چھ سو چالیس برس بعد تاتاری ترکوں نے ہلاکو خاں کی ماتحتی میں بغداد پر حملہ کیا۔ بڑے بڑے علما اور فقیہ مستعصم باللہ ماں لیکر باہر نکلے تاتاریوں نے سب کو قتل کر ڈالا۔ ہزاروں مسلمان لڑکر شہید ہوئے بہت سے بیچارے جان بچا کر بھاگے خدا جانے غربت اور پریشانی میں کس مصیبت میں بیچارے مرے۔ حضرت کی ذات بابرکات جامع جمیع صفات و کمالات تھی خالق عالم جل جلالہ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہذا ذلک علی خلق عظیم اے محمدؐ تمہارا خلق بہت بڑا ہی۔ آپؐ کے علم اور عفو کا

یہ عالم تھا کہ جب جنگ احد میں مشرکین سے لڑائی ہوئی تو آپ کا نیچے کا ایک انت
پتھر کے صدمہ سے شہید ہو گیا سر گنجینہ اسرار میں ایک زخم لگا اور چہرہ مبارک پر
نون بننے لگا اصحابؓ نے جو یہ رنگ دیکھا اُن کو بہت شاق ہوا اور عرض کر فو لگے
کہ یا رسول اللہ ان کافروں کے حق میں دعا بد فرمائیے آپ نے جواب دیا کہ میں بد دعا
کرنے کی واسطے نہیں بھیجا گیا ہوں خدا نے مجھ کو اپنے مخلوق کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے
پھر ان کافروں کے حق میں یہ دعا زبان حق ترجمان پر جاری ہوئی اللہم اھد قومی
فاھمہرہ کا یعلون یعنی اے خدا میری قوم کو ہدایت دے وہ جانتے نہیں ہیں۔ اللہ
اللہ یہ لبنی حوصلہ کفار کی وہ شقاوت اور آپ کی یہ شفقت اُنھوں نے رحمت
پہنچائی آپ نے دعا نے خیر سے اُن کو یاد کیا اور پھر اس لطف سے کہ قومی کما اور بارگاہ
آسی میں اُن کی طرف سے عذر خواہی بھی کر دی کہ وہ یہ جہالت اس لئے کرتے ہیں
کہ میرا مرتبہ نہیں سمجھتے ہیں ۷

لا یکن لہ شناء کما کان حقہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

جو دو سخاوت کا یہ حال کہ حضرت جابر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے
کبھی سوال کے جواب میں لائیں فرمایا۔ ایک مرتبہ نوے ہزار درہم آپ کے پاس
آئے اُن کو آپ نے بائنا شروع کیا جو سامنے آیا اُسی کو عطا فرماتے گئے یہاں تک کہ
سب اسی وقت بانٹ دئے ۷

برونے زدہ کفِ خجالت با جو کفِ توحسبِ مواج

شجاعت اور بہادری کی یہ کیفیت تھی کہ حضرت علیؓ شیر خدا فرماتے ہیں کہ جب انی
کا معرکہ گرم ہوتا تھا تو آنحضرتؐ سب سے آگے ہوتے تھے۔ ایک شب مدینہ والوں
کو کچھ خوف پیدا ہوا اور آدمی باہر دوڑے کہ دیکھیں کیا ہر وہاں کیا دیکھتے ہیں
کہ آپ سب سے پہلے مقامِ خطرناک پر اس شان سے پہنچ گئے تھے کہ ابوسلو
کے گھوڑے کی تنگی میٹھی پر سوار تھے اور تلوار شانہ سے آویزاں تھی ان لوگوں
کو آپ یہ فرما کر تسلی دینے لگے لم ترا عوالم ترا عوامت گھبراؤ مت گھبراؤ

وصفِ بیجا بوقتِ صولتِ اعدا

کوہِ خجست ماند از شبِ محمدؐ

حیا کا یہ نقشہ کہ اگر کوئی شخص بُرا کام کرتا اور آپ اُس کو سنتے تو نصیحت فرما
کیونکہ اُس آدمی کا نام نہ لیتے بلکہ یوں فرماتے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو
ایسے بُرے کام کرتے ہیں۔ خلقِ خدا پر عنایت و شفقت کا یہ حال تھا کہ آپ کی
رافت و مہربانی اپنے بندوں کے حال پر ملاحظہ فرما کر خود خدا تعالیٰ نے اپنے
دو نام نامی آپ کو بطور خطاب عطا فرمایا یعنی **وَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُفٌ رَحِيمٌ**
دوسری جگہ فرمایا ہے **وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ** اُس رحمت پر مدح
خدا ہو جس کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے کافروں پر بھی اگلی امتوں کے گنہگاروں
کی طرح عذاب نازل نہیں فرمایا اور منافق بدسُرت آفتِ قہر سے بچے رہے۔ آپ کے

پاس بیٹھے والے سب ہی خیال کرتے کہ سب سے زیادہ نظر عنایت بھی پر ہے
 حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں آٹھ برس کی عمر سے اٹھارہ سال کی عمر تک
 آپؐ کی خدمت کرتا رہا کبھی آپؐ نے ہوں نہیں کہا اگر میں نے کوئی کام کیا تو
 یہ نفرا یا کہ کیوں کیا اور نہ کیا تو یہ نہ پوچھا کہ کیوں یہ کام نہیں کیا۔ اگر نماز میں کسی
 بچے کے رونے کی آواز گوش مبارک میں جاتی تو غایتِ لطف سے آپؐ نماز جلد
 ختم فرماتے تاکہ اُس بچے کے مرنے کی تسکین بخشی کر سکیں۔ بتی پیاسی آتی
 تو آپؐ پانی کا برتن اُس کی طرف جھکاتے اور جب تک وہ خوب نہ پی لیتی
 آپؐ برتن جھکائے رکھتے۔ عہد کی استواری اور وفاداری اس قدر تھی کہ ایک
 یہودی کا قرض آپؐ کے ذمہ تھا ایک دن اُس نے تقاضا کیا۔ آپؐ نے فرمایا
 کہ اس وقت تو میرے پاس کچھ نہیں ہے اُس نے کہا کہ اے محمدؐ میں تم کو یہاں سے
 بے لے نہ جانے دوں گا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اچھا میں تمہارے پاس بیٹھا جاتا ہوں
 یہ کہہ کر آپؐ وہاں بیٹھ گئے اور پانچوں وقت کی نماز وہیں آپؐ نے پڑھی صحابی
 اُس یہودی کو ڈراتے اور دھمکاتے تھے۔ آخر آپؐ سے عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ
 ایک یہودی آپؐ کو روکے بیٹھا ہے آپؐ نے فرمایا کہ خدا نے مجھ کو عداوت سے منع فرمایا ہے جو جب
 دن چڑھا تو وہ یہودی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ
 یہ گستاخی میں نے اس واسطے کی کہ دیکھوں تو راست میں جو صفت نبی آخر الزماں
 کی ہے آپؐ میں پائی جاتی ہے یا نہیں اب مجھ کو معلوم ہو گیا کہ بیشک آپؐ سچے نبیؐ

ہیں۔ وہ یہودی بڑا مالدار تھا اپنا سب مال لاکر آپ کی خدمت میں پیش کیا کہ
 اس کو راہ خدا میں صرف کر دیجئے آپ کو حضرت حلیمہ نے دودھ پلایا تھا جب
 کبھی وہ آتیں تو آپ اپنی چادر بچھا دیتے کہ وہ اُس پر بیٹھ جائیں۔ حضرت
 خدیجہ آپ کی بیوی تھیں اگرچہ اُن کا انتقال ہو گیا تھا لیکن جب آپ کے پاس
 ہدیہ آتا تو آپ فرما دیتے یہ فلاں عورت کے گھر ہے آؤ نہ بیجئے اور اُس سے
 محبت تھی جب حضرت عذیبہ کی کوئی ملنے والی دولت خانہ پر آنکلتی تو آپ بڑی
 نوازش و نرمی سے اُس کا حال پوچھتے۔ تمکین و وقار ایسا کہ آپ کبھی قمقنہ مار
 صرف تبسم فرماتے اکثر سکوت میں رہتے اور بے ضرورت کلام نفرماتے مجلس
 ہمایوں میں باواز بلند کوئی بات نہ کرتا حاضرین اس طرح ساکت بیٹھتے جیسے
 اُن کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہیں۔ آپ کے زہد کی یہ کیفیت تھی کہ اگرچہ
 اخیر زمانے میں آپ حجاز میں و دیگر ممالک عرب اور عراق و شام کے سرحدی
 ملکوں کے بادشاہ تھے لیکن حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے کبھی دودھ
 برابر جوگی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ دنیا سے رحلت
 کر گئے اکثر ایسا ہوتا کہ ایک ایک مہینہ گھر میں چولہے میں آگ نہ جلتی اور آپ
 مع اہل و عیال کے صرف سوکھی کھجوروں پر قناعت فرماتے آپ اپنا جوتا اپنے
 ہاتھ سے گانٹھ لیتے اپنی بکریوں کا دودھ خود دودھ لیتے پھٹے پُرانے کپڑے سی
 لیتے غرض اپنا اکثر کام خود اپنے ہاتھ سے کر لیا کرتے اور فرماتے تھے کہ اپنا کام

اپنے آپ کرنا چاہیے کسی دوسرے کی مدد کا محتاج اتنا بھی نہیں ہے کہ مسواک کے ٹکڑے کی برابر اُس سے مدد مانگے۔ ایک دفعہ سفر میں اپنے بکری بیچ بونے کا حکم دیا ایک نے کہا بیچ میں کروں گا دوسرا بولا کھال میں اُتاروں گا تیسرے نے کہا میں پھاؤں گا۔ آپ نے فرمایا لکڑیاں میں لاؤں گا۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت آپ کی طرف سے ہم لے آئیں گے۔ آپ نے فرمایا یہ سچ ہے لیکن میں نہیں چاہتا کہ اپنے آپ کو سب یاروں سے ممتاز بنا لوں خدا اس بات کو پسند نہیں فرماتا یہ لکڑی آپ لکڑیاں لینے تشریف لیگئے۔ حضرت ابو طلحہ کہتے ہیں کہ ابتدائے عمر میں ہم نے فقر و فاقہ کی شکایت کی اور اپنے پیٹ کھول کر دکھائے کہ ایک ایک پتھر ہم کے پیٹ سے بندھا ہوا تھا آنحضرتؐ نے جو اپنا شکم مبارک دکھایا تو اُس پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔ روحی خدا کا یا رسول اللہ۔ تواضع اور انکسار آپ کے مزاج میں ایسا تھا کہ مجلس میں جہاں جگہ لمبا تھی بیٹھ جاتے اہل محل کے زانو سے اپنا زانو آگے نہ بڑھاتے۔ اگر صحابہؓ آپ کی تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوتے تو آپ اُن کو منع فرما دیتے کوئی مسکین بیمار ہوتا تو آپ اُس کی عیادت کو تشریف لیجاتے اگر کوئی غلام بھی دعوت کرتا تو آپ قبول فرما لیتے۔ آپ کی شان جلال و کھرا اکثر آدمی خائف ہو جاتے تو آپ اُن کی یوں تسکین فرماتے کہ میں کوئی بادشاہ تمہارا نہیں ہوں قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہوں غمِ مسلمین رہوا ماما آپ میں ایسی تھی کہ خدا تعالیٰ قرآن پاک میں آپ کی امانت کی وجہ فرماتا ہے

مطالع ثَمَامین اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا کہ کفار مکہ ہر چند آپ کے سخت دشمن تھے مگر جب کوئی اُن سے آپ کی نسبت سوال کرتا تو یہی کہتے کہ پانے کچھ ہو آپ امین اور سچے تو ضرور ہیں جب آپ کا فرمان ہر قتل بادشاہ قسطنطنیہ کے پاس پہنچا تو اُس نے اہل دربار کو حکم دیا کہ دیکھو آجکل ہمارے شہر میں سرب بھی ہیں یا نہیں اگر ہوں تو میرے سامنے لاؤ تاکہ اُن سے آپ کے حالات دریافت کروں۔ اتفاقاً قریش کا ایک کارواں وہاں گیا ہوا تھا۔ ابوسفیانؓ قافلہ سالار تھے۔ بادشاہ نے اُن سے پوچھا کہ یہ بنی کبھی جھوٹ بھی بولتے ہیں تو ابوسفیانؓ نے باوجود کافر ہونے کے کہا کہ نہیں آپ نے آج تک کبھی نیت نہیں کی اور نہ کبھی جھوٹ بولتے ہیں۔

حق جلّوں گزطرز بیانِ محمدست

اے کلام حق بزبانِ محمدست

اپنے رب کا خوف اس قدر تھا کہ شب کو نمازیں یہاں تک قیام فرماتے کہ پائے مبارک ورم کر جاتے۔ آپ کی یہ جفاکشی دیکھ کر صحابیوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے تو اگلے پچھلے سب گناہ خدا نے عفو فرما دیئے پھر کیوں اس قدر تکلیف اور زحمت آپ اٹھاتے ہیں۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔ اخلاکوٰۃ عبد اشکور یعنی ببخدا نے مجھ پر اتنے احسان کئے ہیں تو کیا میں شکر بھی نہ ادا کروں۔ روایت ہے کہ آپ ایک ایک دن میں سو سو دفعہ

استغفار فرماتے۔ نماز میں خشوع قلب کا یہ عالم تھا کہ فرطِ جوش سے سینہ

انوارِ خزینہ سے ایسی آواز نکلتی جیسے دیگچی جوش کھا رہی ہو۔

غالبِ ثنائے خواجہ بہزداں گزشتیم

کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدست



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیراندہ لیا جائے گا۔

CANCELLED

12/7

